

fakr sa hman
26/1/20

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا
اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے حکمت عطا کرتے ہیں جس سے کسی کو حکمت عطا کی گئی اس کو سب سے بڑی
نعمت عطا کی گئی:

فن طب پر ثانی کتاب

مبادیات طب

مُحَقَّقَةٌ وَمُؤَلَّفَةٌ

مجتہد فن جدید طب حکیم انقلاب

ڈاکٹر دوست محمد صابر ملتانی

مصنف و مؤلف سوانح حیات موجود طب جدید و بائیو کیمیک فزیا لوجی کل سرچ
مرب تحقیق الادویہ استاد الاطباء و ملاحظات استاد الاطباء سابق پرنسپل شاہدہ
طیبہ کالج لاہور نگران اعلیٰ و مدیر مشور رسالہ صفا و آوازہ ترجمین فرسٹ لاہور

پبلشر

شکیل منیر مکتبہ حکیم انقلاب علمی سٹریٹ نمبر فیض باغ
ناصریل منیر مکتبہ حکیم انقلاب علمی سٹریٹ نمبر کلاہوا
قیمت مجلد پانچ روپے

محمد مزمل صدیقی 03047152589

انتساب

اپنی اس فنی تحقیق اور طبی تجدید کو اپنے محترم دوست سید الاطباء حکیم
سید فضل حسین شاہ صاحب مرحوم جانشین استاد الاطباء حکیم احمد الدین موجود
طب جدید سے معنون کرتا ہوں۔ جو تقریباً تیس سال تک اس میدان میں میرے
ساتھ دوش بدوش رہے اور ہر گرم و سرد مشکل میں کسی قسم کی قربانی سے
گریز نہیں کیا۔ خدا مغفرت کرے عجیب آزاد مرد تھا۔

صابر ملتانی

۹ جولائی ۱۹۵۸ء

چیلنج

مبلغ پانچ صد روپیہ انعام

گزشتہ سات سو سال میں فن طب کو ذہن نشین کرانے اور سمجھانے
کے لئے عام فہم تحقیقاتی اور علمی سائنٹفک کوئی ایسی کتاب کسی طریق علاج
رجن میں طب یونانی، ایور ویدک، فرنگی طب، ڈاکٹر اور ہومیو پتھی خاص طور پر
قابل ذکر ہیں، میں کبھی کسی ہو تو یہ ثابت کرنے والے کو مبلغ پانچ صد روپیہ انعام
درا جائے گا۔

صابر ملتانی

۹ جولائی ۱۹۵۸ء

(البلاغ پریس سرکلر روڈ بیرون دروازہ شاہ عالی لاہور)



محمد مزمل صدیقی 03047152589

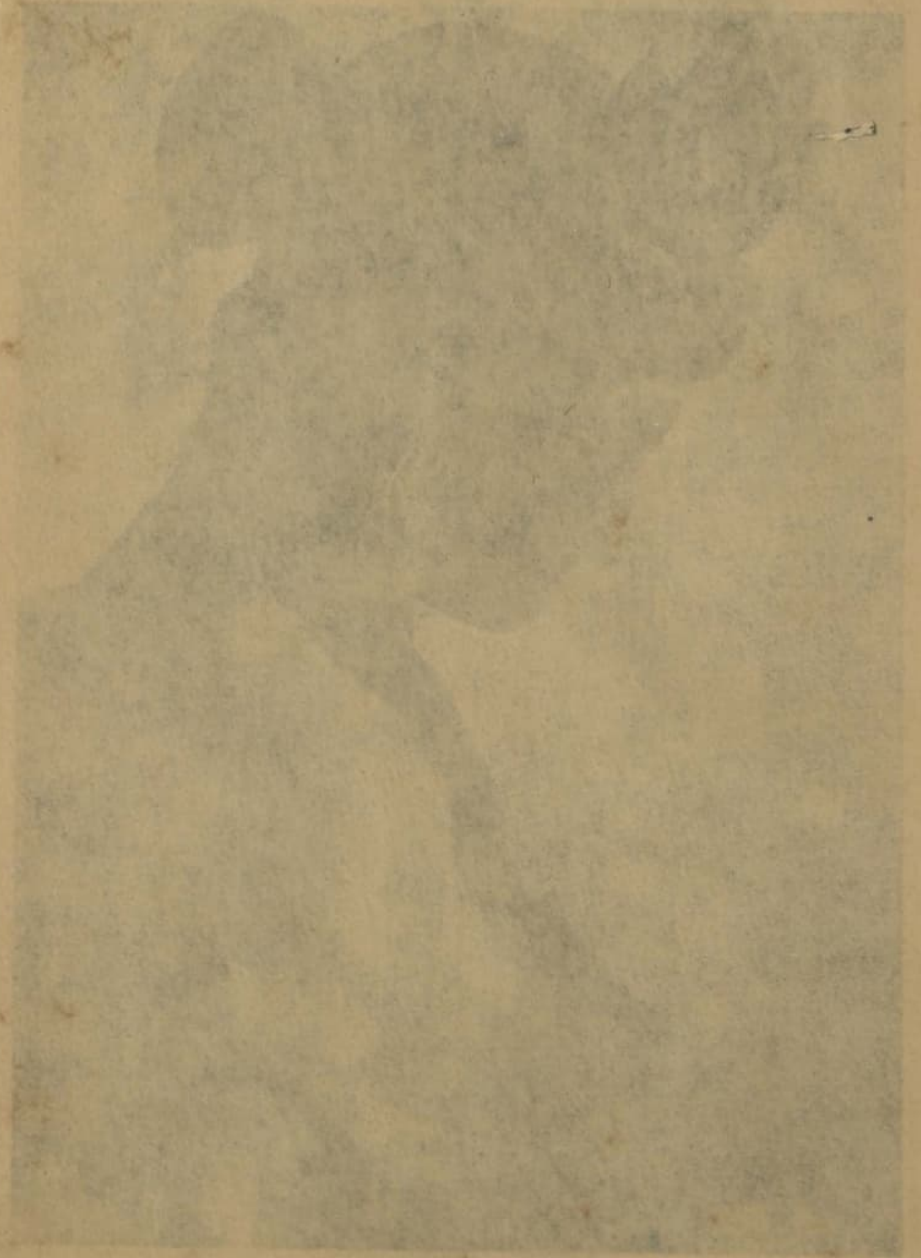
دانشگاه جامع ملی اسلامی پاکستان



حکیم انقلاب ڈاکٹر صابر ملتانی موجد نظر مفرد اعضاء

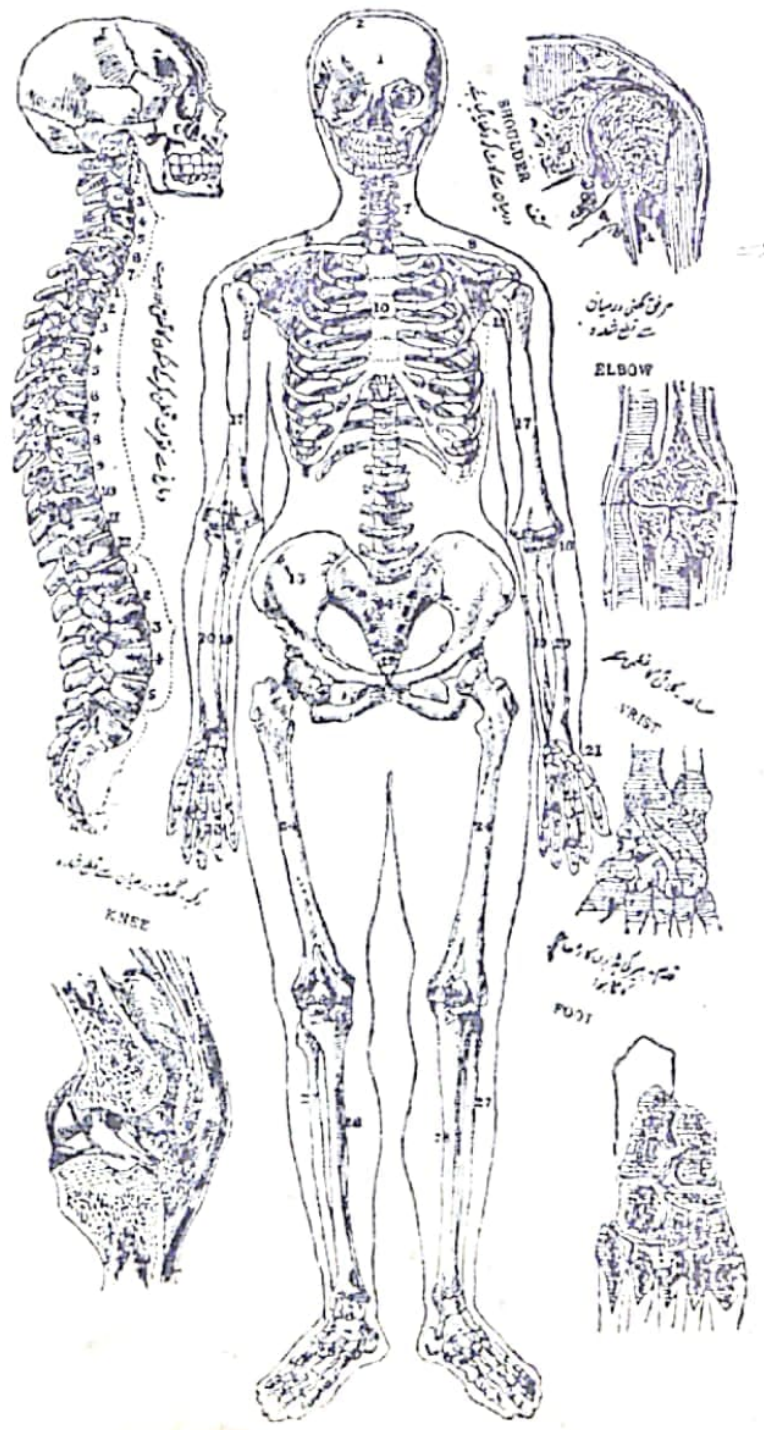


ہائیچیا :- صحت کی دیوی

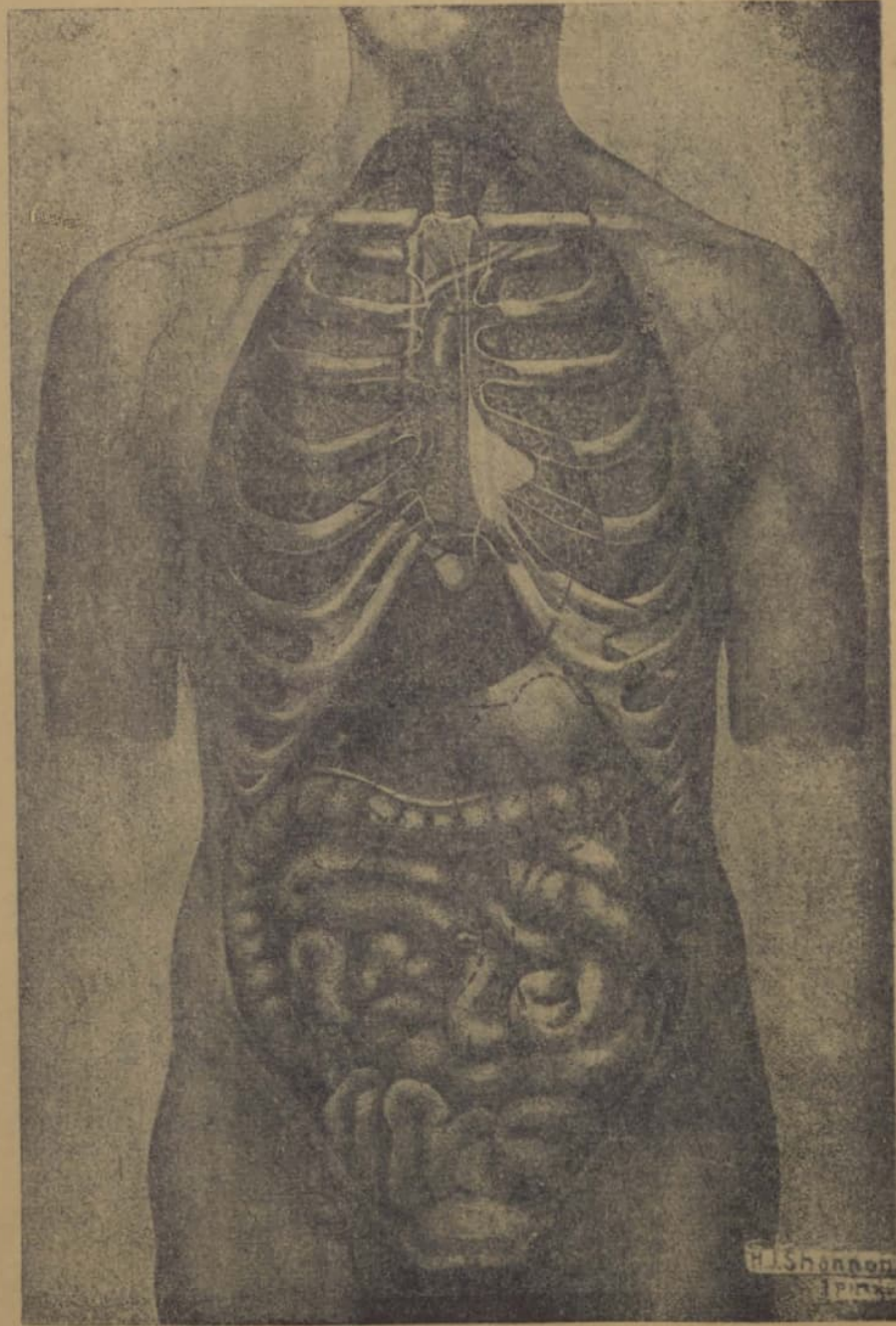


ہائیچیا :- صحت کی دیوی

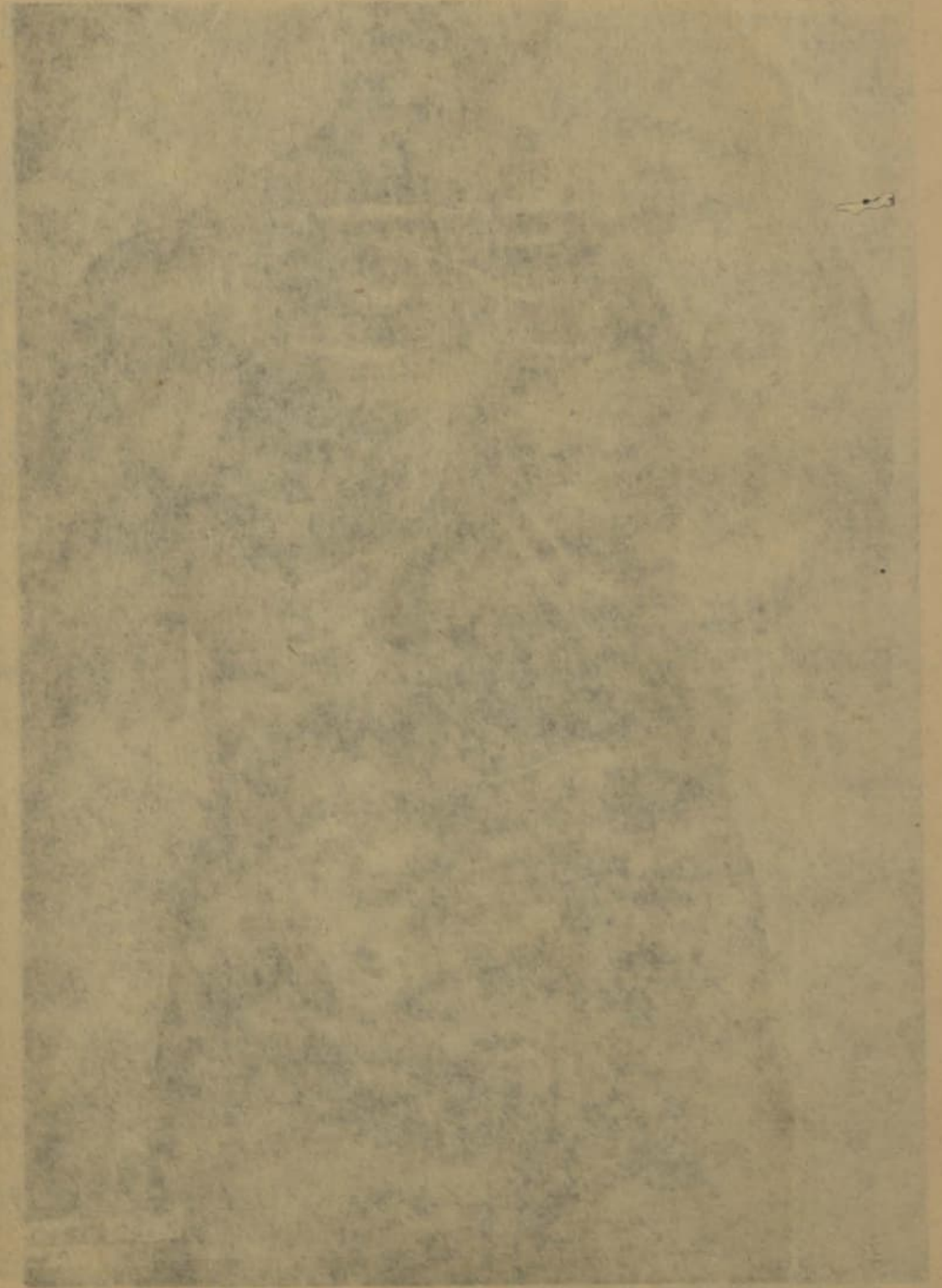
03047152589 محمد مزمل صدیقی



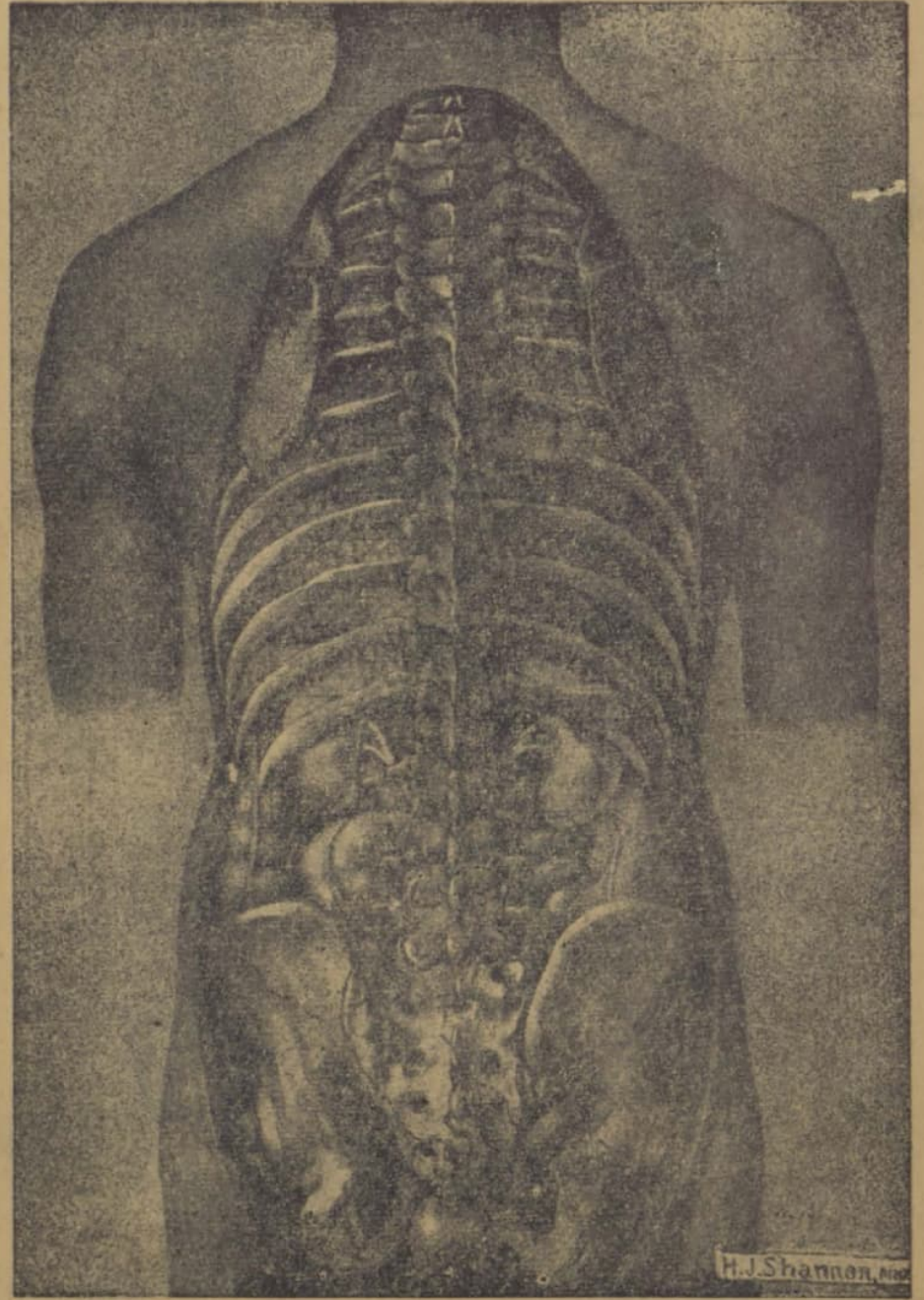
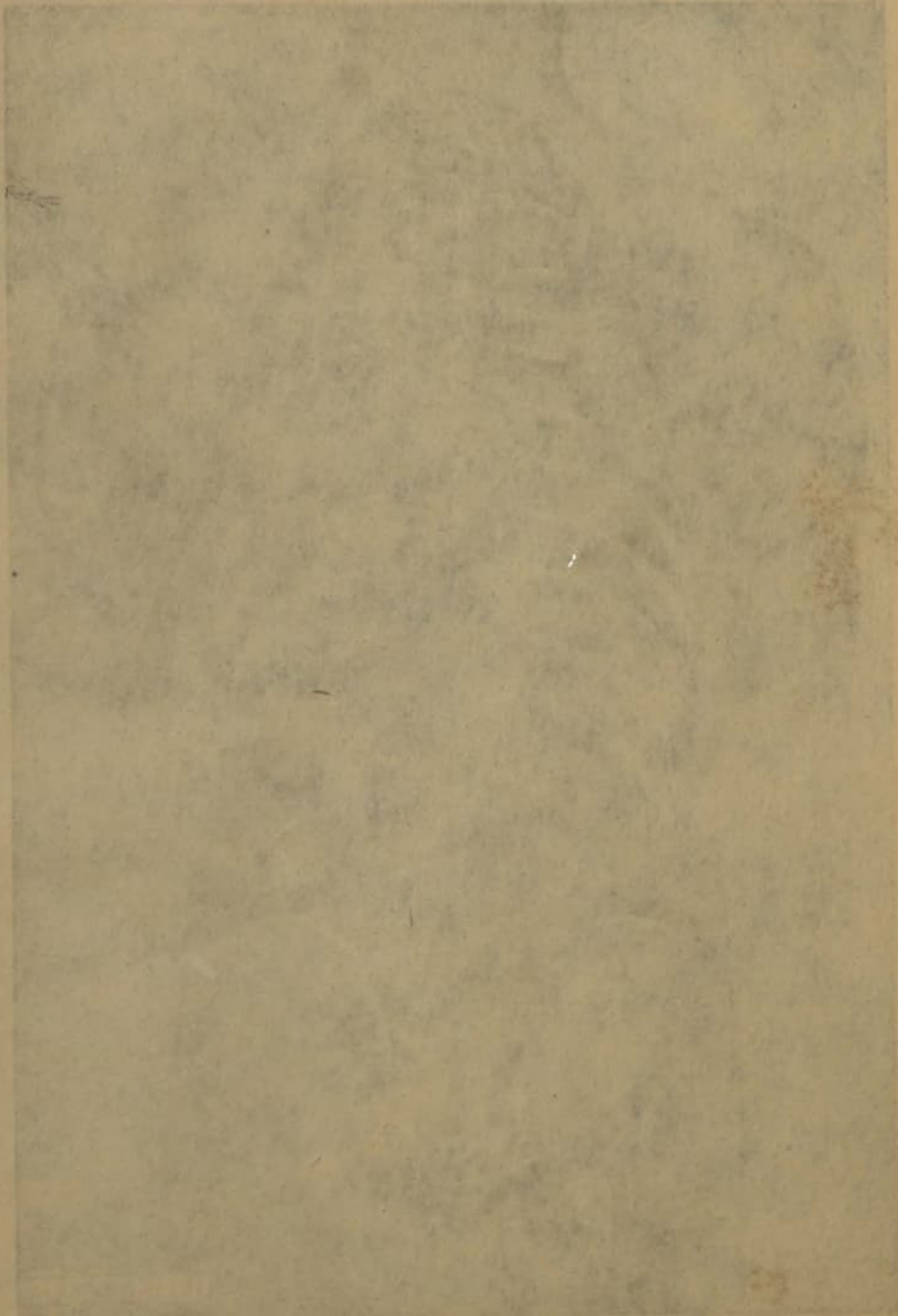
انسانی ڈھانچہ



اندرونی اعضائے انسانی سامنے کی طرف سے



دائیں طرف سے انسانی اعضا کی نظر



اندرونی اعضائے انسانی پشت کی طرف سے

طبیعیات و جسمانی تشہیر

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
	جزو دوم	۱۵
۴۷	حالات بدن	۱۶
۵۲	مناہج الاعضاء	۱۷
۵۷	پیدائش امراض	۱۸
۶۰	جزو سوم	۱۹
۶۰	علم الاسباب	۲۰
۶۷	یاقی	۲۱
۷۱	جسم انسانی پر نفسیاتی اثرات	۲۲
۷۶	(۲) اسباب حمضہ	۲۳
۷۹	اسباب جزوی	۲۴
۸۶	جزو چہارم	۲۵
۸۶	علم العیالات	۲۷
۹۱	نبض	۲۸
۱۰۵	مرکب نبض کے اقسام	۲۹
۱۰۹	نبض کی علمی تشریح	۳۰
۱۱۹	نبض کا صحیح تصور	۳۱
۱۲۱	قارورہ	۳۲
۱۳۱	مقدار بُو اور جھاگ	۳۳

محمد مزمل صدیقی 03047152589

فہرست

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۷	حرف اول	۱
۱۲	دیباچہ	۲
۱۹	علم طب	۳
۱۹	علم طب کی تقسیم	۴
۲۰	طب علمی اور عملی کی مزید تقسیم	۵
۲۱	جزو اول	۶
۲۱	امور طبیعہ	۷
۲۱	(۱) ارکان	۸
۲۳	(۲) مزاج	۹
۲۶	(۳) اخلاط	۱۰
۳۱	(۴) اعضاء	۱۱
۳۹	(۵) ارواح	۱۲
۴۰	(۶) قوی	۱۳
۴۶	(۷) افعال	۱۴

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۳۴	فارورہ کی تشریح فرید	۱۳۲
۳۵	یراز	۱۳۴
۳۶	چہرے سے امراض کی تشخیص	۱۳۶
	حصہ دوم	
۳۷	طب عملی	۱۴۲
۳۸	(۱) علم حفظانِ صحت	۱۴۲
۳۹	حفظانِ صحت کے اہم عناصر	۱۴۹
۴۰	جسم و قوت کی کثرتِ تحلیل اور شدید محنت	۱۶۱
۴۱	طب عملی	۱۶۹
۴۲	(۲) علمِ الحلاج	۱۶۹
۴۳	علاجِ کلی	۱۷۳
۴۴	چند اہم نصاب برائے اطباء (ضمیمہ) مقالہ رسالہ مارچ ۱۹۵۸ء	۱۹۳
۴۵	کیا طب یونانی اور آپورویڈک کی اصلاح و تجدید فرنگی طب سے ہو سکتی ہے (ضمیمہ نمبر ۲)	

صحت کی دیوی (باقی جیالہ)

راہنہ یونانی اپنے عقیدے کے مطابق قدرت کے منظر اور قدرت کی سر قوت کو کسی دیوتا یا دیوی کی شکل میں تسلیم کرتے تھے۔ ان کا یقین تھا کہ منظر اور قوت خود مختار ہے ان کو خوش رکھنے کے لئے وہ ان کے لئے قربانیاں چڑھاتے اور نذرانے دیتے۔ دعائیں مانگتے اور پرستش کرتے تھے۔ کبھی کبھی خاص طور پر ہتھیاروں کے موقع پر اجتماعی طور پر پرستش اور قربانیوں کے لئے جشن منائے۔ جاتے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ خاص خاص اجتماعوں ہی سے جشنوں کی صورت پیدا ہو گی ہے۔

اول اول ان دیوی دیوتاؤں کا تصور صرف ذہنی تھا مگر بعد میں ان کے بت بنائے گئے۔ ان کو مندروں میں رکھا گیا۔ ہر دیوی دیوتا کا مندر جدا مخصوص ہو گیا جب صنعت و دستکاری اور آرٹ میں ترقی ہوئی تو جو بت پتھر کے بنائے جانے لگے وہ سنگ مرمر یا تھنی دانت چاندی اور سونے کے بھی بنائے جانے لگے۔

یونانی علم الاضنام کی بنیاد شاعرانہ بندش خیالی پر ڈالی گئی۔ وہ تیشی قصوں اور زائر تخیل دونوں کا مجموعہ تھے ان کے اوصاف بیان کرنے میں ان کی شکل اور کردار کو خاص طور پر واضح کیا جاتا تھا۔ ان میں حسین شکل اور پسندیدہ کردار والے اور بد شکل اور گھناؤنے کردار والے بھی ہوتے۔ ان میں اکثریت ایسے دیوی دیوتا کی ہے کہ وہ اپنی زبردستی اور غیر معمولی طاقت سے شرارت اور بد معاشی کے کاموں کو وسعت دیتے تھے اور اخلاقی صفات نہ ہونے کے برابر ہوتے تھے بلکہ ان کے (باقی صفحہ ۲۰۷)

حرفِ اول

حکیم مطلق کا لاکھ لاکھ سکر ہے کہ اُس نے علمِ طب پیدا کر کے اپنے بندوں پر بہت بڑا احسان کیا جس سے ان کے امراض اور تکالیف کا مداوا ہوتا ہے علمِ طب حکمت کی ایک شاخ ہے اور حکمت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ من یوت الحکمتة فقد اوتی خیرا کثیرا۔ گویا جس کو حکمت (عقل) بخشی گئی، اُس کو بہت بڑی دولت عطا فرمائی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ علمِ طب ایک انتہائی شریف فن ہے اور اس کے حامل اور عامل کو بھی اس علم کی مناسبت سے شرافت کا انتہائی مقام حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ بہترین طبیب وہ ہے جس کا اپنا مزاج اعتدال پر ہو اور انسان کے مزاج کا اعتدال اُس کے شرف و فضیلت کی دلیل ہے جب انسان کا مزاج نفسانی خواہشات کی غیر اعتدالی حالت سے چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے تو یقیناً اس کے اخلاق بھی اعتدال کے درجہ پر آنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ انسان کے مزاج کو ارتقا کی بلندیوں کی طرف لے جاتا ہے۔

اگر مزاج کا اپنا مزاج اعتدال پر نہ رہے اور اخلاق کی اقدار کمال پر نہ ہوں تو حقیقت یہ ہے کہ اُس کا ذہن پوری قوت سے کام نہیں کر سکتا اور حکیمانہ مسائل

اور عقلی دلائل جن سے مشکل مضامین حل ہوتے ہیں۔ عام طور پر بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں اس لئے معالج کا اولین فرض ہے کہ اپنے دل و دماغ کو خواہشاتِ نفسانی اور حرص و آز سے دور رکھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے من خاتم ربہ و نھی النفس عن الھوی و ان الجنة لھي المادی۔ گویا معالج کا فرض اولین ہے کہ علاج کے دوران میں خدا کے خوف کو اپنے دل میں رکھے اور خواہشاتِ نفسانی سے دور رہے تاکہ اس کو ابداً ہی مسرت و شامانی حاصل ہو۔ اس کا سب سے آسان حل یہ ہے کہ معالج کسی قیمت پر بھی جھوٹ نہ بولے نہ جھوٹ پسند کرے اور ہمیشہ حق و صداقت کا گرہ ویدہ بنا رہے۔

ہم نے تقریباً بیس سال کا طویل عرصہ اس فنِ شریف کو سمجھنے اور اس کی تحقیق پر خرچ کیا ہے اس سے جن حقائق و معارف کا پتہ چلا ہے ان کو بلا کم و کاست فنِ عزیزہ کی ترقی اور طالبین حضرات کی خدمت کے لئے اس کتاب میں درج کر دیا ہے اس میں اس بات کا خاص اہتمام کیا ہے کہ کوئی بات ایسی نہ لکھی جائے جو تجربہ و مشاہدہ اور تحقیق میں درست ثابت نہ ہوئی ہو۔ محض سنی سنائی باتوں، کتابوں کی بے معنی نقل اور بغیر غور و فکر کے مسئلہ کو لکھنے کی جرات نہیں کی بلکہ اس کو گناہِ عظیم خیال کیا ہے۔ صحیح علم وہ ہے جس سے انسان کو خود فائدہ پہنچے اور دوسروں سے لئے بھی نفع کا باعث ہو اور وہ علم پوری طرح دل و دماغ میں سرایت کر جائے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ صحیح علم و فن کو بہترین طریقہ پر ذہن نشین کر لیں تاکہ اُس سے زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہو سکیں اس کتاب میں ہم نے کوشش یہ کی ہے کہ اُن قدیم مسائل کو جن کو عرصہ سات

سال یعنی شیخ الرئیس بوعلی سینا کے بعد سمجھانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ بلکہ اکثر مکھی پڑھی مادی گئی۔ بڑی وضاحت سے اور عام فہم الفاظ میں آسان اور سہل خیالات کے ساتھ ذہن نشین کرایا ہے۔

بعض مسائل ایسے تھے جن کو آج کل کی سائنس غلط قرار دیتی ہے جن میں مسئلہ ارکان۔ اخلاط اربعہ۔ مزاج اور مسدود روح و قویٰ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ بلکہ تشریح اور افعال الاعضاء کے بعض مسائل میں بھی موجودہ مسائل اور ڈاکٹری اختلاف کرتی ہیں۔ ان مسائل میں ہم نے بڑی جرأت سے کام لیا ہے کہ حقیقت پر روشنی ڈالی ہے۔ ان میں سے اکثر مضامین میں موجودہ مسائل اور ڈاکٹروں کی غلطیاں نکالی ہیں بعض مضامین کی ایک ایسی حسین تعبیر و تفسیر کی ہے جس سے وہ مسائل و مضامین باہم منطبق ہو گئے ہیں بعض مسائل میں بالکل نئی راہیں پیدا کی ہیں۔ اس سے پہلے ان حقائق کو نظم یونانی نے بیان کیا ہے اور نہ کسی اور طب نے بلکہ موجودہ سائنس بھی ان حقائق سے خالی ہے۔ ان مضامین کو پڑھنے کے بعد ہی اس کی قدر و قیمت کا اندازہ ہو سکے گا اور پوری طرح لطف اندوز ہو جاسکے گا۔

علم اسباب فن علاج کی جان ہے اور ان کو سمجھنے سے ہی امراض ذہن نشین ہوتے اور رفع کرنے سے مرض جڑ سے چلا جاتا ہے۔ اس لئے اس علم پر خاص زور دیا گیا ہے اور اس کو بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

علم العلومات کی اہمیت بھی کسی طرح کم نہیں رہنی سے مرض کی تشخیص

محمد مزمل صدیقی 03047152589

ہوتی ہے، اس لئے اس پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے خاص طور پر نبض اور قارورہ کو بڑی محنت سے عجیب انداز میں ذہن نشین کرنے کی سعی کی ہے۔ کیونکہ نبض اور قارورہ کا علم تقریباً مفقود ہوتا جا رہا ہے۔ حالانکہ ان علوم کے ساتھ معالجین کا وقار قائم ہوتا ہے جو معالج بغیر نبض کے مرض بتانے نبض اور قارورہ دیکھ کر خود تمام امراض کو از اول تا آخر بیان کر دیتا ہے تو اس کی خداقت اور کامیابی کا سکہ جم جاتا ہے۔ جو اصحاب فن علاج کا شوق اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ وہ ذرا سی کوشش سے نبض اور قارورہ پر اچھی خاصی دسترس حاصل کر لیں گے اور رفتہ رفتہ ان علوم میں کامل ہمارت پیدا ہو جائے گی۔

علم حفظانِ صحت نہ صرف ہر ذی روح کے لئے ضروری ہے بلکہ اس کا جاننا معالج کے لئے از حد ضروری ہے کیونکہ جب وہ اس پر پوری طرح عبور حاصل کر لے گا تو وہ اپنے مریضوں کو صحت کے قیام کے اصولوں سے روشناس کر اسکے گا اور ان کو ان حقائق کا پابند کر دے گا۔ جن سے صحت قائم رہتی اور اپنے نکال کی طرف بڑھتی ہے۔

علم العلاج میں ہم نے علاج کلی کی صورت میں تقریباً تمام اہم مسائل پر بڑی وضاحت سے لکھا ہے۔ یہ مسائل انتہائی ضروری ہیں۔ جب تک ایک معالج ان پر پوری طرح حاوی نہ ہو وہ کسی مرض کے علاج سے بھی کامیابی سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ ہر معالج کا فرض ہے کہ وہ ان اصول کلی کو پوری طرح ذہن نشین کر لے تاکہ علاج کے دوران میں جو غلطیاں سرزد ہوتی ہیں ان سے محفوظ رہے۔ یہ کتاب صرف جمادات طب پر ہے۔ اس لئے اس میں صرف مبادی

وقوانین کو بیان کیا ہے اور عقلی موثکافیوں اور دلائل و مباحث سے گریز
 برتا ہے۔ کیونکہ اگر عقیدات و دلائل کو دخل دیا جائے تو ابتدائی طالب علم
 علم و فن حاصل کرنے کی بجائے بحث و تمحیص کی مباحثوں میں الجھ کر رہ جائے
 اس کے ساتھ ہم نے یہ کوشش بھی کی ہے کہ ابتدائی دور میں مطول اور
 غیر ضروری مباحث سے گریز کریں تاکہ طالب علم پہلے صحیح قوانین سے واقفیت
 حاصل کر لے۔ اس کے بعد بحث و تمحیص کیلئے میدان کھلا ہے۔ جہاں وہ
 حقائق و قوانین کے جاننے کے بعد بھی غلطی کا شکار نہ ہوگا بلکہ اس کو مطالعہ
 کا شوق پیدا ہو جائے گا اور وہ خود تحقیق و تدقیق کو اپنا مشغلہ بنا لے گا
 ہم بڑے دثوق سے کہتے ہیں کہ ہر معالج کو کم از کم اس قدر علم و فن
 کے قوانین اور حقائق سے ضرور واقفیت ہونی چاہئے۔ اور جو لوگ بھی
 اس کتاب پر پوری طرح دسترس حاصل کر لیں گے وہ انشاء اللہ تعالیٰ
 بہترین قسم کے معالجین میں شمار ہوں گے۔ و ما توفیقی الا باللہ
 العلی العظیم۔

صابر ثنائی

یکم فروری
 ۱۹۵۸ء

دیباچہ

ہر علم و فن میں اس کے مبادیات کے جاننے کی اہم ضرورت ہوتی ہے
 جب تک کسی علم و فن کے مبادیات کا صحیح طور پر پتہ نہ چلے۔ اس وقت تک وہ
 علم و فن پوری طرح حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کا کمال حاصل کرنا بغیر مبادیات کے
 جانے ناممکن اور محال ہے۔ یہی صورت علم و فن طب میں بھی پائی جاتی ہے بلکہ
 دیگر علم و فن سے بہت زیادہ کیونکہ اس میں عقیدات کا بہت زیادہ دخل
 ہے اور ایک اچھے معالج کو اکثر کلیات سے جزئیات اور جزئیات سے کلیات
 کی طرف آنا پڑتا ہے یعنی وہ کبھی کلی قوانین کے تحت جزوی معانی اخذ کرتا ہے
 اور کبھی جزوی معلومات سے کلیات کو ترتیب دیتا ہے۔ اسی طرح ایک طبیب
 کو بار بار تصورات قائم کرتے پڑتے ہیں اور اپنے علم کے تحت دلائل کے
 ساتھ تصدیقات کی طرف آنا پڑتا ہے گویا ہر اچھے طبیب کے لئے لازم ہے
 کہ وہ علوم عقیدات سے بھی کچھ بہرہ ور ہو تاکہ ان کلیات و جزئیات کے تجزیہ
 و ترتیب اور تصورات و تصدیقات کو عملی جامہ پہنا سکے لیکن یہ سب کچھ اسی صورت
 میں ہو سکتا ہے جب وہ فن و علم طب کے مبادیات اور اصطلاحات سے پوری
 طرح آگاہ ہو۔

مبادیات طب کو پوری طرح سمجھنے کے لئے جو مشکلات پیش آتی ہیں۔

ان کا ایک نمایاں تصور اور گہرے اثرات میرے دماغ اور ذہن میں میری طالب علمی کے زمانے سے شدت کے ساتھ قائم ہیں۔ پھر جب مجھے شاہدہ طیبہ کالج میں فن طب پڑھانے کی خدمت سپرد کی گئی تو نئے نئے طلبہ کو مبادیات طب سمجھانے میں ایک بڑی مشکلات کا سامنا ہوا کیونکہ مبادیات طب پر کوئی محاسبہ پسند کتاب دستیاب نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے اکثر طالب علموں کو زبانی نوٹ لکھانے پڑتے تھے اور وہ نوٹ اکثر تو کالج کے زمانہ ہی میں طالب علم سے ضائع ہو جاتے تھے یا تعلیم ختم کرنے کے بعد جب طالب علم علاج معالجے کی دنیا میں داخل ہوتا تو وہ ایک طبیب کی حیثیت سے علاج اور ادویات تک ہی محدود ہو جاتا اور قیمتی نوٹ اکثر ضائع ہو جاتے۔ اس لئے مدت سے خیال تھا کہ تعلیم طب کے لئے مبادیات طب کا ایک ایسا سلسلہ شروع کیا جائے جو ہر نووارد طالب علم اور اہل شوق کے لئے مفید اور کامیاب ہونے کے ساتھ ساتھ پڑھنے میں سہل اور سمجھنے میں زود فہم ہو۔ اس سے دو فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اول طالب علم بڑی سہولت کے ساتھ علم و فن طب حاصل کر سکیں گے اور یہ ضروری کتب ان کے پاس محفوظ بھی رہ سکیں گی۔ دوسرے اہل شوق علم طب کو اصولی طور پر حاصل کر سکیں گے جو اس سے پہلے تقریباً ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ اہل شوق اکثر علم طب کی کوئی علاج کی کتاب خرید لیتے ہیں اور اس کے تحت اپنا شوق پورا کرتے ہیں جس کی صورت اکثر اس قسم کی ہوتی ہے کہ وہ لوگ کسی علاج کے عنوان کے تحت جو ادویات لکھی ہوتی ہیں۔ ان کو بے دھڑک اپنے اور اپنے بال بچوں پر یاد کر لیں اور

استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں جو اکثر نقصان رسان ثابت ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ نہ تو مبادیات طب اور اصطلاحات سے واقف ہوتے ہیں اور نہ تو ان میں طب اور اصول فن کا ان کو علم ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اکثر مزاج و کیفیت اور ان کے مدارج اور حکام خصوصی کو نظر انداز کرتے ہوئے علاج کرتے ہیں۔ امید ہے کہ سلسلہ تعلیم طب کے مبادیات قلم بند کرنے سے بچہ فوائد حاصل ہوں گے۔

علم و فن طب پر جس قدر کتب شائع ہوئی ہیں ان میں جناب شیخ الریس بوعلی سینا بن حسین صاحب کی کتاب "القانون" کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس کی خوبیوں اور بے حد فادائیت کے مد نظر وہ کتاب تقریباً ہر زبان میں عربی سے ترجمہ کی گئی ہے بلکہ یورپ کی یونیورسٹیوں میں تقریباً سات سو سال تک ندرت میں شامل رہی اور حقیقت بھی یہ ہے کہ اس کتاب میں جس قدر حقائق بیان کئے گئے ہیں وہ قانون (Law) کا درجہ رکھتے ہیں اور آج بھی زمانے کی ضروریات کے مطابق چند معمولی ترمیمات و تزیینات کے علاوہ اس میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی جاسکتی اور سچ تو یہ ہے کہ جب تک "القانون" کو پوری طرح سمجھا نہ جائے علم و فن طب پوری طرح ذہن نشین نہیں ہو سکتا۔ اور پھر اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی ترتیب و تدوین ایک بہت اچھے انداز میں کی گئی ہے۔ اس کو چار فنون میں تقسیم کیا گیا ہے۔ فن اولی میں امور طب کے قوانین کی پر بحث کی گئی ہے۔ فن دوم میں علم الادویہ کے افعال و خواص ذہن نشین کرائے گئے ہیں۔ فن سوم میں امراض خصوصی کی تفصیل و تشریح کی گئی ہے۔

اور فن چہارم میں اراض عامہ کے حقائق و رموز بیان کئے گئے ہیں۔ گویا ایک گلدستہ ہے جو سجا کے رکھ دیا ہے جس کی خوشبو اصحاب فن اور اہل شوق کیلئے مستام جان سے کم نہیں اس مسئلہ حقیقت کو بیان کرنے میں کوئی باک نہیں کہ اس میں ایسے لایبتبدل قوانین اور افادی قوانین بیان کئے گئے ہیں جن کا جواب آج بھی یورپی دنیا کی سائنس بھی نہیں دے سکتی۔ اس کی ترتیب و تدوین سے ذہن اور دماغ میں جو جلا پیدا ہوتا ہے وہ یورپ اور مغربی طب کی کسی کتاب سے ممکن نہیں۔ اس لئے ہم نے اپنی اس کتاب مبادیات طب کے لئے جو کتاب منتخب کی ہے وہ القانون ہی ہے۔ البتہ اس میں ضروریات زمانہ کے مطابق ان قوانین کو عام فہم زبان میں ذہن نشین کرانے کی کوشش کی ہے تاکہ ابتدائی اور اہل شوق زیادہ سے زیادہ مستفید ہوں۔

”القانون“ کی طوالت کے باعث اس کی تلخیصات اور نچوڑ تقریباً اسی زمانہ اور بعد کے قریب زمانہ ہی میں کئے گئے۔ جن کو قانونچہ اور موجدہ کے نام دیئے گئے۔ جن میں صرف علم و فن طب کے قوانین کو بیان کیا گیا اور طویل تشریح کو نظر انداز کر دیا گیا۔ البتہ بعد کے زمانہ میں قانونچہ اور موجدہ کی تفسیر لکھی گئی اور ان قوانین کو ذہن نشین کرانے کے لئے بے حد موثر نگیناں ہوئیں لیکن اس طرح نہ صرف خلط مباحث کی صورت پیدا ہو گئی بلکہ بے حد حس و خاشاک اور لایبتبدلی مباحث سے حقیقت مستور ہو کر رہ گئی۔ کیونکہ ان تشریحات اور تلخیصات میں بے معنی اور بے ضرورت فلسفہ اور منطق کو دخل دیا گیا جس کی وجہ سے طالب علم کے دماغ پر بے حد بوجھ ڈال دیا گیا اور اس کے لئے لازم ہو گیا کہ وہ علم و فن

طب کے ساتھ ساتھ فلسفہ اور منطق کے مباحث کو بھی ذہن نشین کرے۔ نتیجہ ظاہر تھا کہ طالب علم ان مباحث کی اہمیت اور دل چسپی میں اپنے مقاصد سے دور ہو گئے اور فن طب پر جس قسم کی دسترس حاصل ہونی چاہئے تھی وہ کامیابی کے ساتھ ان کتب سے حاصل ہونی ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہو گئی۔

ہم علم طب میں فلسفہ اور منطق کی چاشنی یا ضرورت کے مخالف نہیں کیونکہ کسی علم و فن کے حقائق بغیر علم فلسفہ اور علم منطق کے ذہن نشین نہیں ہو سکتے لیکن یہ اس وقت تک ہی مفید ہو سکتے ہیں جبکہ ان کو صرف اس علم و فن کی اصطلاحات کے اہتمام و تفہیم تک ہی محدود رکھا جائے لیکن جب ان حدود سے باہر قدم رکھا جائے اور ہر بے ضرورت اور واضح مسائل کے ابکانات اور حقیقت امری پر بحث کی جائے اور پھر یہ مباحث جو اب الجواب کی صورت میں شیطان کی آنت کی طرح طوالت اختیار کرے۔ تو پھر ان صورتوں سے اجتناب ہی بہتر ہے۔

ان حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے غیر ضروری فلسفیانہ اور منطقیانہ مباحث سے اجتناب برتا ہے اور کوشش کی ہے کہ سوائے ضروری مسائل اور قوانین کے غیر ضروری اور بے معنی مباحث سے دوری اختیار کی جائے تاکہ طالب علم کا ذہن اس علم و فن کے حقائق سے نہ صرف پوری طرح مستفیض ہو سکے بلکہ ان حقائق سے عملی صورت میں بھی کامیابی حاصل کرے اس کے ساتھ ساتھ ہم نے یہ کوشش بھی کی ہے کہ فنی اصطلاحات اور مشکل قوانین کو عام فہم صورتوں میں ساتھ ساتھ ذہن نشین کر دیا جائے اور جس جس

مقام پر اہم قوانین اور ضروری اصطلاحات کا ذکر آگیا ہے ان کو نظر انداز نہیں کیا گیا بلکہ ذہن نشین کرانے کی پوری کوشش کی ہے جس سے ایک عام ذہن کا طالب علم بھی پوری طرح مستفیض ہو سکتا ہے اور اہل شوق بھی مستفید ہو سکتے ہیں۔

اس وقت ہمارے سامنے "القانون" کے تلخیصات میں قانونچہرہ اور "صوچرہ" کی مختلف مطبوعات ہیں لیکن ان کو غور سے مطالعہ کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ ان میں "قانون" کی تلخیص کرتے ہوئے مختلف قسم کی کوتاہیاں برتی گئی ہیں۔ اور غلطیاں کی گئی ہیں۔ اور سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ ان میں اکثر مسائل کو سمجھتے ہوئے موجودہ دور اور سائنس کو مد نظر رکھا گیا اس وجہ سے ان قوانین کو بعید از زمانہ نظریات اور موجودہ دور کے نئے غیر ضروری اصول تصور کیا گیا۔ ان وجوہات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم نے کوشش کی ہے کہ "القانون" کے تمام مسائل نہ صرف علم فہم ہو جائیں بلکہ موجودہ دور کی ضروریات کے بھی مطابق ہو جائیں۔

جہاں تک قانون کے تلخیصات "قانونچہرہ" اور "صوچرہ" کا تعلق ہے ان میں بہت سی اختلافی صورتیں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً:-

(۱) بعض مسائل کو "قانونچہرہ" میں کچھ تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اس کے برعکس "صوچرہ" میں انہی مسائل کو اتنے مختصر کے ساتھ

بیان کیا گیا ہے کہ ایک طالب علم پوری طرح سمجھ نہیں پاتا۔
(۲) بعض مسائل کی ترتیب ایک دوسرے کے خلاف پائی جاتی ہے

کیونکہ بعض مقامات ایسے ہیں کہ جن میں مسائل کی ترتیب کا اصول کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

(۳) بعض اصطلاحات کو اتنی اچھی طرح ذہن نشین نہیں کرایا گیا کہ طالب علم کو ان کا صحیح تصور ہو سکے۔

(۴) بعض مسائل کو ذہن نشین کرانے کے لئے دونوں کتابیں تسلی بخش ثابت نہیں ہوئیں جب تک کوئی قابل استاد ان مسائل کو اچھی طرح ذہن نشین نہ کرانے۔

یہی وجہ ہے کہ اطباء میں ہم دیکھتے ہیں کہ مریض کے مزاج اس کے نفسیاتی اثرات اور جسم کی علامات خاص طور پر قارورہ اور نبض کو پوری طرح سمجھنے والے بہت کم ہیں اور یہ اہم مضامین اطباء اور محالجین کے درمیان مفقود ہوتے چلے جاتے ہیں۔

آج ایسا وقت آگیا ہے کہ تمام ہندوستان و پاکستان میں ان مسائل پر پوری طرح عبور رکھنا اور کناراں کو سمجھنے والے بھی شاید ہنگیوں پر گئے جاسکیں اور تلاش کرنے پر شاید ایک بھی نہ مل سکے۔ اسی لئے ان مسائل کو سمجھانے اور ذہن نشین کرانے اور ان پر پوری پوری روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ اس کتاب سے اور خاص طور پر اس طریقہ تعلیم سے زیادہ سے زیادہ طلباء اور اہل شوق کامیابی کے ساتھ فیض حاصل کر سکیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ میرے مقاصد کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے مجھے خاص طور پر اپنے نوراود ہدایت کی توفیق ارزانی فرمائے۔

علم طب

تعریف: علم طب اُس علم کا نام ہے جس کے ذریعہ بدن انسان کے حالاتِ صحت و حالاتِ مرض کا پتہ چلتا ہے۔

غرض و غایت: علم طب کی غرض و غایت یہ ہے کہ اگر صحت ہو تو اُس کی نگہداشت کی جائے اور مرض پیدا نہ ہونے دیا جائے یعنی صحت کو برقرار رکھا جائے۔ اگر حالتِ مرض ہو تو حتی الامکان اُس کے ازالہ کی کوشش کی جائے اور مرض کو صحت کی طرف لوٹایا جائے۔

موضوع: جسم انسان جس میں اُس کا نفس اور روح دونوں شریک ہیں۔

علم طب کی تقسیم

علم طب دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے (۱) علمی یا نظری (۲) عملی۔
فی الحقیقت یہ دونوں قسمیں علم ہی سے تعلق رکھتی ہیں جن کی تشریح حسب

ذیل ہے:-

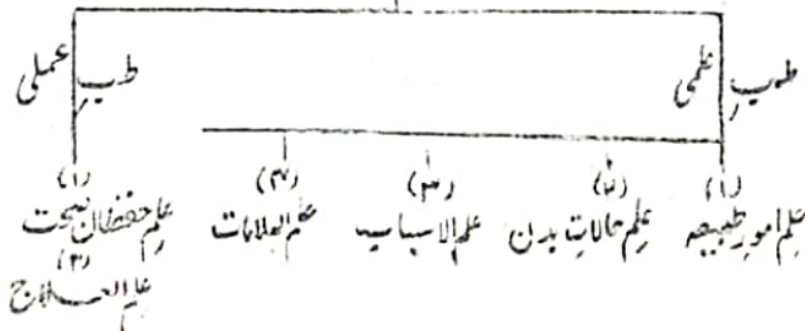
حصہ علمی یا نظری کی تعریف: وہ علم ہے جس سے محض اشیاء اور کائنات کا علم اور اُس کی معرفت حاصل ہوتی ہے مثلاً ارکانِ پاکسی شے کی ذات اور اُس کے افعال کا علم۔ علاوہ انہیں اس میں اس قسم کی باتیں ہوتی ہیں جن کا عمل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

حصہ عملی کی تعریف: وہ علم ہے جس میں ایسے مسائل ہوتے ہیں جن کا تعلق عمل سے ہوتا ہے مثلاً ورزش کیسے کی جائے اگر کوئی مرض ہو تو اس کا علاج کیسے عمل میں لایا جائے نیز صحت کو برقرار رکھنے کے لئے کن اصولوں کو مدنظر رکھنا چاہئے گویا عملی سے مراد عمل کا علم مراد ہے یعنی اس میں یہ بتایا جاتا ہے کہ عمل کیسے کیا جائے گویا یہ بھی ایک علم ہے۔

طب علمی اور عملی کی مزید تقسیم

طب علمی: طب علمی کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے (۱) امورِ طبیعہ کا علم (۲) بدن انسان کے حالاتِ رس (۳) علم الاسباب (۴) علم العلما
طب عملی: طب عملی کی دو قسمیں ہیں (۱) علم حفظانِ صحت (۲) علم علاج۔
علم طب کا مکمل خاکہ ہے۔ ان کی مزید تشریح اور توضیح آئندہ صفحات میں کی جائے گی۔ مگر اختصار کے ساتھ جس میں صرف ہدایاتِ طب سے روشناس کرایا جائے گا۔ اس تقسیم کا نقشہ حسب ذیل ہے۔

علم طب



جزو اول

امور طبیعہ

تعریف:- امور طبیعہ چند ایسے امور ہیں جن پر بدن انسان کی بنیاد قائم ہے یعنی بدن انسان انہی سے مل کر بنا ہے ان میں سے اگر ایک کو بھی نفی فرض کر لیں تو بدن انسان قائم نہیں رہ سکتا وہ امور حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ارکان (۲) مزاج (۳) اخلاط (۴) اعضا (۵) ارواح (۶) قوی۔

(۷) افعال

امور طبیعہ

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
ارکان	مزاج	اخلاط	اعضا	ارواح	قوی	افعال

(۱) ارکان

تعریف:- ارکان چند ایسے بسیط اجسام ہیں جو بدن انسان و حیوان اور نباتات و جمادات میں پائے جاتے ہیں جن کا مزید تجزیہ نہیں ہو سکتا یعنی ایسے اجزاء اولیہ جو مختلف صورتوں اور طبیعتوں کے اجسام میں تقسیم نہیں ہو سکتے گویا وہ اجزاء اولیہ یعنی ان اجزاء کو مختلف دیگر اجزاء میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا ارکان رکن کی جمع ہے جس کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ وہ ایک بنیادی

چیز ہے گویا چاروں ارکان کائنات میں زندگی کے بنیادی اجزاء ہیں جو چارہ میں (۱) آگ جو گرم خشک ہے (۲) ہوا یا گرم تر ہے (۳) پانی یا سرد تر ہے۔ (۴) مٹی یا سرد خشک ہے۔

ارکان

آگ	ہوا	پانی	مٹی
----	-----	------	-----

۱۔ ایور ویدک پانچ ارکان تسلیم کرتے ہیں یعنی وہ ان چار ارکان کے ساتھ ایک آکاسٹن کا بھی اضافہ کرتے ہیں جس کو ہم ایشیا اور انگریزی میں ایتھر (Ether) کہہ سکتے ہیں اور ذکی ترتیب اس طرح ہے (۱) آکاش (۲) اگنی (۳) وایو (۴) جل (۵) پرتھوی مغربی سائنس تقریباً ۹۹ عناصر تسلیم کرتی ہے گویا انہوں نے آج تک جس قدر عناصر میں تحقیق اور معلومات کی ہے وہ ۹۹ کے قریب ہے جن میں ذیل کے خاص طور پر قابل ذکر ہیں (۱) آئرن (۲) رولڈیم (۳) آرینک (۴) کھیا (۵) آرگن (۶) ایریڈیم (۷) اسٹرونتیم (۸) اینڈیم (۹) انڈیم (۱۰) اوسمی (۱۱) کیسین (۱۲) ریسیم (۱۳) ایریڈیم (۱۴) ایلیوم (۱۵) نیومی (۱۶) ایڈم (۱۷) ایڈم (۱۸) برومین (۱۹) لیٹھم (۲۰) سونیاکھی (۲۱) بورن (۲۲) پیریٹیم (۲۳) پریسیوڈیم (۲۴) پلائٹینم (۲۵) پٹاشیم (۲۶) کھار (۲۷) پٹاشیم (۲۸) ٹین (۲۹) ٹنگسٹن (۳۰) ٹیلوریم (۳۱) ٹینٹام (۳۲) بریمین (۳۳) ڈسپروسیم (۳۴) روبیڈیم (۳۵) روتھنیم (۳۶) ریڈیم (۳۷) زینک (۳۸) زینک (۳۹) سیلفر (۴۰) سلور (۴۱) چاندی (۴۲) سیلیکن (۴۳) سیارک (۴۴) بیوڈیم (۴۵) دھات (۴۶) میرکری (۴۷) ہیلیم (۴۸) فلورین (۴۹) فاسفورس (۵۰) کاربن (۵۱) دھات

(۱) مزاج

تشریح :- ارکان کے امتزاج میں فعل و انفعال۔ اثر و متاثر اور کسرو
انکسار کے بعد جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کا نام مزاج ہے اس امتزاج میں
چاروں کیفیات کا مساوی ہونا ضروری نہیں۔ اس میں جو ایک قسم کا اعتدال پایا
جاتا ہے وہ اعتدال فی قسمت و مزاج معتدل فرضی یا با ضرورت ہے۔ یعنی

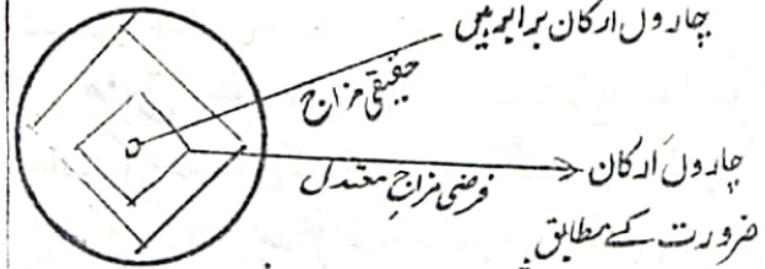
بقیہ حاشیہ ص ۲۲ (۱) کرپون (۵۲) کریم (۵۳) کوباٹ (۵۴) کوپرتا (۵۵)
کولیم (۵۶) کیدیم (۵۷) کیشیم (۵۸) کیلیشیم (۵۹) کورین (۶۰) گلو شیم
(۶۱) گلیسیم (۶۲) گولڈ (۶۳) گڈولیم (۶۴) لٹاکیٹیم (۶۵) لیٹییم (۶۶)
لیٹیئم (۶۷) لیڈ (۶۸) مرکری (۶۹) زینک (۷۰) گلیٹیئم (۷۱)
(۷۲) میگنیز (۷۳) ٹانٹالوم (۷۴) نیون (۷۵) نیکل (۷۶) نیون (۷۷)
نیوبیم (۷۸) نیوڈیم (۷۹) دینڈیم (۸۰) ایڈروجن (۸۱) پانی (۸۲) ہیلیم (۸۳)
(۸۴) لیتھیئم (۸۵) یورینیم (۸۶) یورینیم (۸۷) ہیریئم (۸۸) سائنس کی اس
تحقیق سے کہ عناصر چار نہیں بلکہ ۹۹ ہیں دنیا میں بہت بڑا مغالطہ پیدا ہو گیا ہے
اس کی کمال تشریح ہماری کتاب ریورٹی طریقہ علاج غلط ہے اس میں ملاحظہ فرمائیں۔ مگر
یہاں پڑاں قدر جان لیں کہ ارکان مادے کی ابتدائی صورت کا نام ہے جو چار ارکان کی
صورت اختیار کرتی ہے مگر وہ مادی صورتوں میں ظاہر نہیں ہوتے یہ آگ پانی۔ ہوا۔
اور مٹی دراصل وہ حقیقی ارکان نہیں بلکہ ان کے لطیف اور مادی صورتیں ہیں انہی کی مزید
تقسیم و تقسیم سے ریٹائنس کے ۹۹ عناصر پیدا ہو گئے۔ گویا ارکان اور عناصر دو

جس مزاج میں ان کیفیات کی جس قدر ضرورت ہو وہ پائی جائیں ان کیفیات میں
حرارت اور برودت کو کیفیات فاعل اور رطوبت اور یہوست کو کیفیات مفعولہ
تسلیم کیا گیا ہے۔

مزاج حقیقی :- چاروں کیفیات کا کسی مزاج میں برابر اور مساوی پایا
جانا ناممکن ہے اس مزاج کو عقلی یا حقیقی کہتے ہیں چونکہ اس عقلی اور حقیقی مزاج کا نام
ناممکن ہے اس لئے اطباء نے ایک فرضی مزاج تسلیم کیا ہے۔

فرضی مزاج :- یعنی ایسا مزاج جو ضرورت کے مطابق موالید مثلا
رحیوانات۔ نباتات۔ جمادات کی کسی شے کو عطا کیا جائے جس سے اس کی صحت
قوی اور نشوونما قائم رہے یعنی جس مزاج میں گرمی کی زیادہ ضرورت ہو اس کو
گرمی زیادہ دی جائے اور جس مزاج میں سردی کی زیادہ ضرورت ہو اس کو سردی
زیادہ دی جائے۔ یہ مزاج اعتدال فی القسمت ہے مثلاً شیر کو حرارت کی
زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور خرگوش میں برودت کی زیادہ ضرورت ہے اگر
ان کے مزاج میں کمی بیشی ہو جائے تو ان کی صحت۔ قوی اور نشوونما قائم نہیں رہ
سکتی پس یہی مزاج کا معتدل ہونا تسلیم کیا گیا ہے لیکن جن کا مزاج معتدل فرضی۔
حقیقی یا عقلی کے زیادہ قریب ہو گا ان کا مزاج سب سے زیادہ معتدل ہو گا چونکہ
انسان کا مزاج تمام کائنات میں مزاج معتدل حقیقی کے بہت قریب ہے اسی لئے
(بقیہ حاشیہ ص ۲۳) مختلف چیزیں ہیں یا یوں سمجھیں کہ ارکان کے بعد عناصر پیدا ہوتے
ہیں اور آج سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ عناصر مزید سالمات اور برقیات میں تقسیم ہو
سکتے ہیں اور اسی تقسیم کے نتیجے میں ایٹم اور ایڈروجن بم وجود میں آئے ہیں۔

انسان اس دنیا میں سب سے زیادہ معتدل اور انشرف المخلوقات ہے۔



اسی نسبت سے نوعی صنفی شخصی امزجہ کے خارجی داخلی فروق پائے جاتے ہیں جو اگرچہ تمام بالقیاس ہیں مگر حقیقت پر مبنی ہیں۔

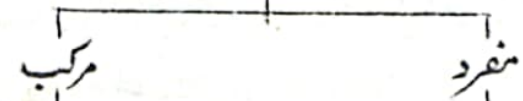
مزاج غیر معتدل فرضی: غیر معتدل فرضی ایسا مزاج ہے جو کسی فرضی معتدل مزاج کو اعتدال سے دور کر دے اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مفرد (۲) مرکب پھر ہر دو کی چار چاقسمیں ہیں:-

اقسام مفرد:- (۱) گرم (۲) سرد (۳) خشک (۴) تر

اقسام مرکب:- (۱) گرم خشک (۲) گرم تر (۳) سرد خشک (۴) سرد تر۔

مزاج



گرم سرد خشک تر
گرم خشک گرم تر سرد خشک تر
مزاج سحر: عمر کے اعتبار سے جوان زیادہ معتدل ہوتے ہیں بچوں میں حرارت جانوں کے برابر مگر رطوبت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے بچوں کی حرارت نرم اور جانوں کی حرارت تیز ہوتی ہے۔ اور ہیٹر اور پورے اشخاص

کے مزاج سرد خشک ہوتے ہیں مگر پورے ایک عارضی اور سطحی رطوبت کی وجہ سے مرطوب ہوتے ہیں۔

مزاج اعضاء و اعضاء بدن میں سب سے زیادہ معتدل سرانگشت شہادت کی جلد ہے اس کے باقی انگلیوں کے اگلے پوروں کی جلد پھیر انگلیوں کی جلد پھیر غار کف کی جلد پھیر کف دست کی جلد پھیر ہاتھ کی جلد پھیر عام جلد۔ جملہ اعضاء میں سب سے زیادہ گرم ٹول ہے اس کے بعد جگر۔ اس کے بعد گوشت۔

اعضایں سب سے زیادہ سرد ہڈی ہے پھر کمری پھر باط پھر عصب پھر تمام نخاع پھر دماغ تمام بدن میں سب سے زیادہ ترسیمین (جونی) پھر شحم (موٹی چربی) پھر نرم گوشت پھر دماغ پھر نخاع۔ بدن میں سب سے زیادہ خشک بال ہیں اس کے بعد ہڈی پھر کمری پھر باط پھر عصاب ہیں۔

۳) اخلاط

تعریف:- اخلاط ایسا ترسیال ہے جس کی طرف غذا تحلیل ہو کر اولاً آتی ہے یعنی جو غذا ہم کھاتے ہیں وہ ہضم ہو کر کیلوس اور کمیوس کی صورت میں رطوبت دو طرح کی ہوتی ہے ایک حقیقی اور ایک غیر حقیقی درخت کی ٹہنی میں حقیقی یعنی اصلی رطوبت ہوتی ہے سوکھی ہوئی ٹکڑی کو پانی میں ڈبو دیا جائے تو یہ رطوبت سطحی اور عارضی یعنی غیر حقیقی رطوبت ہوگی بالکل اسی طرح جیسے حرارت غریزی اور حرارت غریبہ۔

کے بعد اخلاط کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

تعداد اور اخلاط چار ہیں (۱) خون جو گرم تر ہے (۲) صفرا جو گرم خشک ہے (۳) بلغم جو سرد تر ہے (۴) سودا جو سرد خشک ہے۔
خون :- جملہ اخلاط سے افضل و برتر ہے یہ بدن کی غذا بنتا ہے اس کی روش

سنا آہور ویدک اپنے اخلاط کو دوش رگڑنے والا کہتے ہیں۔ وہ تعداد میں تین ہیں۔
(۱) وات جس کا مزاج سرد خشک ہے (۲) پت جس کا مزاج گرم ہے (۳) کف جس کا مزاج تر ہے۔ آہور ویدک میں خون کو دوشوں میں شمار نہیں کرتے بلکہ اس کو علیہ چیز کہتے ہیں جس کا نام وہ رکت رکھتے ہیں ان کے نظریہ کے مطابق تینوں دوشوں کا حال ہے۔
ایلو پتھی دیوینی طب صرف خون و خلط مانتی ہے وہ صفرا و سودا اور بلغم کو خلط نہیں مانتے۔
بلدان کو خون کے فضلا میں شمار کرتی ہے اسی وجہ سے وہ اخلاط کے لہجہ اور کیفیات کے بھی قائل نہیں اور اسی باعث وہ علاج میں مزاج و کیفیات اور اخلاط کو نظر نہیں رکھتے۔

حقیقت اخلاط :- اخلاط کی حقیقت بالکل ودھ کی طرح ہے جب دو دو کچا ہوتا ہے تو وہ ایک ہی چیز معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب اس کو گرم کیا جاتا ہے تو اس کے اوپر بالائی آجاتی ہے اور اگلے اندر دانے پیدا ہوتے ہیں جو انکی رطوبت سے علیحدہ معام ہوتے ہیں اور ایک حصہ نقل کی طرح بیٹھ جاتا ہے اور اکثر جانے لگتا ہے گو یا پیمانوں (حصہ) بالائی (۲) ذرات یا دانے (۲) رطوبت ثانیات (۲) نقل یا دریدہ سب اسی دو دھیں پائے جاتے ہیں اس طرح سب کیوں بننے کے بعد اس میں حرارت اثر کرتی ہے تو اس کے بعد اسی طرح چار چیزیں جلتے ہیں جو حصہ بالائی کی طرح جھاگ کی شکل میں اوپر ہوتا ہے جو کارنگ سرخی مانل زرد ہوتا ہے۔ اسکو مہفر کہتے ہیں اور جو ذرات کی شکل میں سرخ دانے پائے جاتے ہیں اسکو خون کہتے ہیں جو خون کی ماہیت ہے اسکو بلغم کہتے ہیں اسکی رنگت سفید ہوتی ہے جو پخت بٹھ جاتی ہے جس کا رنگ

کرتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں (۱) طبعی (۲) غیر طبعی۔

طبعی خون :- طبعی خون وہ ہے جو جگر میں پیدا ہوا اور بدن کو اس سے فائدہ پہنچے۔ یہ خون سرخ۔ بے بو و متدل۔ قوام اور ریشمیں ہوتا ہے۔
غیر طبعی خون :- غیر طبعی خون ان اوصاف میں خون طبعی سے مختلف ہوتا ہے۔

صفرا طبعی :- صفرا طبعی خون طبعی کے وہ جھاگ ہوتے ہیں جو دوشوں زردی مانل سرخ ہوتے ہیں۔ ان کا وزن ہلکا ہوتا ہے ان کے مزاج میں تیزی ہوتی وہ جگر میں پیدا ہوتا ہے اس کا ایک ناندہ یہ ہے کہ خون کو لطیف بنا کر رگوں میں پہنچاتا ہے۔ دوسرے پھیپھڑے وغیرہ گرم خشک اعضا کی غذا میں شامل ہوتا ہے نیز اس کا ایک حصہ اُتوں پر گرتا ہے اور اس کے نقل اور لیسید بلغم کو دھندلانا ہے۔

صفرا غیر طبعی :- صفرا غیر طبعی کے چار اقسام ہیں (۱) مرہ (۲) محیبہ (۳) محترقہ (۴) زنجاری یا کرائی اس کی صورتیں یہ ہیں کہ جو بلغم غلیظ کے ساتھ

بندھا حاشیہ سرخ سیاہی مانل ہوتا ہے اس کو سودا کہتے ہیں جب تک یہ اجزا خون میں شریک رہتے ہیں یہ اخلاط ہیں اور جب خون سے باہر اخراج پاتے ہیں تو فضلات کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

۱۔ نے الحقیقت ہر خلط طبعی کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ جگر میں پیدا ہو اور بدن کو مطلوبہ فوائد پہنچائے۔ جو خلط جگر میں پیدا نہ ہو اور بدن کو مطلوبہ فوائد نہ پہنچائے وہ غیر طبعی خلط کہلاتی ہے۔

خلوط ہونے سے پیدا ہوتا ہے اسے صفرا مجیبہ کہتے ہیں جو رقیق بلغم کے ملنے سے بنتا ہے اسے مرہ صفرا کہتے ہیں جس میں جلا ہوا سودا مل جاتا ہے اس کو صفرا محترقہ کہتے ہیں یا خود صفرا مل کر غیر طبعی ہو جاتا ہے اسے کراچی یا زنگاری کہتے ہیں۔ کیونکہ صفرا زنگاری میں احتراق زیادہ ہوتا ہے اس لئے یہ قتل اور ہلاکت میں ذہروں کے مشابہ ہوتا ہے۔

صفرا غیر طبعی

صفرا مرہ مجیبہ محترقہ زنجاری یا کراچی بلغم طبعی :- بلغم طبعی وہ ہے جو جگر میں پیدا ہوا اور بوقت ضرورت کامل خون بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ گو یا کہ وہ سفید خون ہے جس میں ابھی کامل نفع نہیں ہوا۔ جب بدن کو غذا ایسر نہیں آتی تو بلغم خون کی شکل اختیار کر کے اس کی غذا بنتا ہے۔ یہ اعضا کو تروڑتا ہے اور ان کو حرکت سے خشک نہیں ہونے دیتا اس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ دماغ وغیرہ سرد تر اعضا کی غذا بنتا ہے۔

بلغم غیر طبعی :- بلغم غیر طبعی یا تو مزے کے اعتبار سے ہوتا ہے یا قوام کی رو سے مزے کے اعتبار سے بلغم غیر طبعی کی پانچ قسمیں ہیں۔

اقسام بلغم غیر طبعی باعتبار مزہ :- (۱) خلو و شیریں، اس کا مزاج حرارت کی طرف ہوتا ہے۔ (۲) مالح و نمکین، یہ حرارت اور پیوست کی طرف مائل ہوتا ہے (۳) حامض و ترش، یہ برودت کی طرف مائل ہوتا ہے (۴) عفص و کھٹا، اس کا پیوست اور برودت کی طرف میلان ہوتا ہے (۵) تفریبے مزہ بہت سرد اور زہام ہوتا ہے۔

اقسام بلغم غیر طبعی بلحاظ قوام :- قوام کے لحاظ سے بلغم غیر طبعی کی تین قسمیں ہیں (۱) بہت رقیق اس کو بلغم مانی رانی کہتے ہیں (۲) بلغم جستی روغ کی طرح بہت غلیظ بلغم کو کہتے ہیں (۳) مختلف القوام اس کا نام مخاطی دینٹھا ہے۔

بلغم غیر طبعی

مانی جستی مخاطی سودا طبعی :- سودا طبعی خون کا پھٹنا ہوتا ہے اس کا فائدہ یہ ہے کہ خون کو گاڑھا کرتا ہے اور سخت بناتا ہے دوسرے مڈی اور سرد خشک اعضا کی غذا بنتا ہے تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اس میں سے کچھ حصہ فم معدہ پر گر کر کھجور لگاتا ہے۔

سودا غیر طبعی :- چلی ہوئی خلط ہے کبھی یہ خود حل جاتا ہے کبھی دیگر اخلاط حل کر سودا بن جاتی ہیں

خون کے فوائد :- خون کا سبب فاعلی معتدل حرارت سبب مادی اچھی غذا و اثر بہ جن کا مزاج معتدل ہو سبب صوری نفع کامل اور سبب غائی بدن کو تغذیہ اور گرمی تری پہنچاتا ہے۔

صفرا طبعی کے فوائد :- صفرا طبعی کا سبب فاعلی معتدل حرارت ہے سبب مادی لطیف گرم شیریں اور چکنی چیرٹی غذا میں سبب صوری نفع کامل اور سبب غائی ان اعضا کی خوراک جن میں صفراوی خون عروج ہوتا ہے مثلاً پھیپھڑے جگر وغیرہ۔

بلغم طبعی کے فوائد :- بلغم طبعی کا سبب فاعلی ضعیف حرارت سبب مادی غلیظ ایسر اور سرد غذا میں سبب صوری نفع کامل سبب غائی بوقت ضرورت بدن کو غذا دینا

طراوت پہنچانا اور خاص طور پر بلغمی اعضاء مثلاً دماغ اعصاب وغیرہ کو غذا بخشنا۔
 سوا و بلغمی کے فوائد سوا و بلغمی کا سبب فاعلی معتدل حرارت سبب مادی غلیظ کم
 رطوبت جو در خشک غذاؤں سے پیدا ہو سبب موری زہن نشین درد دلچسٹ سبب غائی سواوی
 اعضاء مثلاً ہڈی وغیرہ کو غذا بخشنا اور فرمعدہ پر گر کر بھوک لگانا ہے۔

(۴) اعضاء

تعریف :- اعضاء وہ کثیف اجسام ہیں جو اخلاط کی ابتدائی ترکیب
 رطوبت ثانیہ سے پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ اخلاط ارکان کی ابتدائی ترکیب
 سے ظہور میں آتے ہیں۔

و واضح ہو کہ غذا ایک جسم ہے کہ جب وہ معدہ میں پہنچتا ہے تو بدن انسان
 کا جزو بن جاتا ہے جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ غذا معدے میں پہنچنے کے بعد
 ایک ایسے جوہر میں بدل جاتی ہے جو غلیظ آتش جو کی مانند ہوتا ہے اس کو
 کیلوس کہتے ہیں یہ سبب اول بھی کہلاتا ہے اس کے بعد کیلوس کا صاف اور لطیف حصہ
 مگرئی الصدر کے ذریعے دل میں چلا جاتا ہے اور باقی حصہ آنتوں میں جا
 کہ صفر اور دیگر آنتوں کی رطوبات کے بننے سے پکتا ہے یہ کیلوس کہلاتا ہے
 اس کو سبب ثانی بھی کہتے ہیں پھر کیلوس عروق باسار لقا کے ذریعے جگر کی
 طرف جذب ہو جاتا ہے اور یہاں پر طبع پانے کے بعد اخلاط میں تبدیل
 ہو جاتا ہے پھر اخلاط کی ابتدائی ترکیب سے جو رطوبت بنتی ہے اسے
 رطوبت ثانیہ کہتے ہیں اور اسی رطوبت سے اعضاء بنتے ہیں جس طرح ارکان کی ابتدائی ترکیب بناتا
 و حیوانات بنتے ہیں جن کے کھانے سے کیلوس کیلوس کے بعد اخلاط پیدا ہوتے ہیں۔

اعضاء کی بناوٹ کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں (۱) مفرد (۲) مرکب
 مفرد اعضاء کی تعریف :- مفرد اعضاء وہ اعضاء ہیں کہ اگر ان کا
 کوئی ظاہری اور محسوس حصہ لیا جائے تو وہ حصہ نام اور تعریف میں ان کا
 شریک ہو مثلاً ہڈی عضو مفرد ہے۔ اگر اس کا ایک ٹکڑا لے کر اس کا نام دریافت
 کیا جائے تو اس کو بھی ہڈی کہیں گے جو تعریف کل کی ہے وہی تعریف
 اس پر بھی صادق آئے گی مگر ہاتھ یا پاؤں عضو مرکب ہیں کیونکہ ان کے
 ایک حصہ مثلاً انگلی کو ہاتھ نہیں کہا جاسکتا۔

مفرد اعضاء :- مفرد اعضاء میں ہڈی۔ کمری۔ رباط۔ وتر۔ عصب
 غشاء رجملی۔ چربی۔ وریدیں اور شریان۔ جلد ریشہ ربال، اور ظفر دناخن
 شامل ہیں۔

۱۔ عظم (ہڈی) ایک سخت اور بے حس عضو ہے، جو جسم انسان کی بنیاد
 کا کام دیتا ہے۔ اس کی بناوٹ میں زیادہ تر چوڑے کے اجزاء پائے جاتے ہیں
 جسم انسان میں ۲۴۶ دو سو چھیالیس ہڈیاں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے :-

سر کی ہڈیاں	۸	ہنسل کی ہڈیاں دھڑ طرف	۱۶	پہنچے کی ہڈیاں ربر و طرف	۱۶
چہرے کی ہڈیاں	۱۶	سینے کی ہڈی	۱	ہتھیلی کی ہڈیاں (دو)	۱۰
زبان کی جڑ کی ہڈی	۱	پسلی کی ہڈیاں ربر و طرف	۲۴	انگلیوں کی ہڈیاں (دو)	۲۸
دانٹ (راپر و نیچے)	۳۲	شانے کی ہڈیاں ہر طرف	۲	کوتھے کی ہڈیاں (دو)	۲۰
کان کی ہڈیاں دھڑ طرف	۶	بازو کی ہڈیاں (دو)	۲	ران کی ہڈیاں (دو)	۲۰
پٹھہ کی ہڈیاں یا ہرے	۲۴	کھانگی کی ہڈیاں (دو)	۲	چینی کی ہڈیاں (دو)	۲۰

ہینڈلی کی ہڈیاں (سر و طرف) ۴ پاؤں کی انگلیوں کی ہڈیاں (دہر و طرفی) ۲۸
ٹخنے کی ہڈیاں (" ") ۱۴ چھوٹی چھوٹی تل کی ناندھیاں (") ۸

تلووں کی ہڈیاں (" ") ۱۰ میزان کل = ۲۴۶

کمری (عضروف) ایک سفید عضو ہے اس میں ہڈی کی نسبت لچکا اور نرمی ہوتی ہے جو دبانے سے دب جاتی ہے مگر دباؤ ہٹ جانے پر اپنی لچک کی وجہ سے اپنی اصلی حالت پر آ جاتی ہے۔ کمری گویا ایک قسم کی نرم ہڈی ہے اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے یہ ہڈی کو نرم عضو مثلاً گوشت وغیرہ کے ساتھ اس طرح جوڑتی ہے کہ سخت عضو نرم عضو کو ایذا نہیں پہنچا سکتا اور اس کے ساتھ جڑ جانا ہے بعض جگہ دو ہڈیوں کو آپس میں جوڑنے کے کام آتی ہے جیسے کہ ریڑھ کے ہرے اور جوڑے اور بعض جگہ ایسے عضو کا کام دیتی ہے جہاں نہ ہڈی کی سختی کام دے سکتی ہے اور نہ گوشت کی نرمی جیسے ہوا کی نالی اور غذا کی نالی۔

اعصاب :- وہ سفید اجسام ہیں جو مڑنے میں لچک دار ہوتے ہیں اور ٹوٹنے میں سخت۔ ان کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ان سے اعضاء کے اندر حس اور حرکت دینے کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اعصاب دو قسموں میں منقسم ہیں۔

(۱) دماغی (۲) نخاعی۔

اعصاب دماغی :- جو دماغ سے اُگتے ہیں۔ وہ سات جوڑے ہیں ان کے ذریعہ اس خمسہ ظاہری اور بعض اعضاء کو حس حاصل ہوتی ہے اور بعض اعضاء کو حرکت کے لئے تحریک ہوتی ہے۔

اعصاب نخاعی حرام مغز :- یہ اعصاب نخاع حرام مغز سے

اُگتے ہیں یہ کلیکتیں جوڑے میں اور ایک عصب ایک ہے اس کا کوئی جوڑا نہیں بلکہ اعصاب کا یہ فائدہ ہے کہ گردن سے نیچے کے اعضاء کی حس اور ان میں حرکت کی تحریک ان کے ذریعہ ہوتی ہے

اوتار (نسیں) :- وہ اجسام ہیں جو بعض اعضاء کے سروں سے اُگتے ہیں اور رنگ و قوام میں ہڈیوں کے مشابہ ہوتے ہیں یہ ان اعضاء سے ملے ہوئے ہوتے ہیں جو حرکت کرتے ہیں یعنی عضلات۔ ان کا فائدہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ عضو متحرک کو اپنے انجذاب سے کھینچ لیتے ہیں اور دوسری مرتبہ مسترخی رکھ دیتے ہیں تاکہ اس کو ڈھیلا چھڑ دیتے ہیں۔

رباطات (بندھن) :- وہ اجسام ہیں جو رنگ و قوام میں ہڈیوں کے مشابہ ہوتے ہیں یہ ہڈی سے شروع ہوتے ہیں اور گوشت میں ختم ہو جاتے ہیں ان کا فائدہ یہ ہے کہ جوڑوں کی ہڈیوں کے درمیان سردوں کو یاد دہرے اعضاء کو ہم ملانے اور باندھ دیتے ہیں۔

عضلات (گوشت کی چھٹلیاں) :- یہ خالص گوشت ہے البتہ ان کے اندر اعصاب۔ اوتار اور رباطات گزرتے ہیں ان کا فائدہ یہ ہے کہ ان سے جسم کی حرکت عمل میں آتی ہے۔ ہڈیوں کی پوشش بنتے ہیں اور حرارت غریزی اور طبیعت غریزی جسم میں محفوظ رکھتے ہیں۔

مشران :- ان کو عروقِ ضواریہ کو دہنے والی کہتے ہیں۔ یہ دوسرے طبق سے بنی ہوتی ہیں یہ قلب سے اُگتی ہیں جو دماغ ہوتی ہیں۔ ان کی بناوٹ عصبانی مادے سے ہے ان میں بدلت خود حس و حرکت نہیں ہوتی

بلکہ ان کی تڑپ اور حرکت قلب کی وجہ سے ہوتی ہے ان کے جو فیصہ سرخ رنگ کا خون اور روح نسیم ہوتی ہے۔ ان کا فائدہ یہ ہے کہ ان کے ذلیجہ سے قوت حیات اعضا کو پختی ہے۔

اور وہ روریدیل :- ان کو عروق غیر ضواریب (ساکن رگیں) بھی کہتے ہیں ان کی بناوٹ بھی عصبانی مادے سے ہے ان میں دوہرا طبع ہوتا ہے یہ جگر سے آگتی ہیں اور جو فائدہ ہوتی ہیں مان میں بھی حس و حرکت نہیں ہوتی۔ ان کے اندر بقا بلکہ شریان کے خون میں سرخی اور روح کم اور دھان (کاربن) زیادہ ہوتا ہے۔ ان کا فائدہ یہ ہے کہ یہ جگر سے خون کو لاکر ان اعضا کو پہنچاتی ہیں جن کے لئے یہ فیض نہیں مثلاً عضلات اور پھیپھڑے وغیرہ

عشائر (جھلی) جسم بھی عصبانی ہے شکل میں پتلا ہوتا ہے اس میں قوت حرکت نہیں ہوتی۔ البتہ جس ضرورت ہے اس کا فائدہ یہ ہے کہ یہ اپنی تہ شح سے اعضا کی حفاظت کرتی ہے۔

شحم اور سمین (موتی چربی اور پٹی چربی) :- یہ وہ جسم میں جو سفید اور نہایت نرم ہوتے ہیں۔ خون کی بائیت اور چکنائیت سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو سری جمادیتی ہے یہ گرمی سے گھل جاتے ہیں۔ ان کا فائدہ یہ ہے کہ اپنے ارد گرد کے عضو کو نرم رکھتے ہیں۔

جلد: بدن کی کھال :- یہ عصبانی جسم ہے اس میں حس بہت زیادہ ہوتی ہے اس کا فائدہ اعضا کو چھپانا ہے۔

شعر و بال :- بال جسم پر زینت کے علاوہ جسم کی حفاظت کرتے ہیں

اور جسم کے گندے فضلات کو باہر خارج کر دینے میں مدد دیتے ہیں زینت کی صورت میں سر کے بال خاص طور پر عورتوں کے لئے اور داڑھی مردوں کے لئے زینت سے۔ اسی طرح پیلوں اور بھروسوں کے بال زینت بھی ہیں اور جسم کی حفاظت بھی کرتے ہیں باقی جسم پر جن مقامات پر بال ہیں خاص طور پر نعل اور زیر ناف۔ ان سے جسم کے بعض فضلات اخراج پاتے ہیں۔

ظفر ناخن :- یہ بھی جو ہر عصبانی ہیں۔ یہ ہڈی کی نسبت نرم اور گرمی کی نسبت سخت ہوتے ہیں۔ ان کا فائدہ یہ ہے کہ انگلی کے پوروں کو کھت اور مضبوط بنا دیتے ہیں تاکہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کے کھٹنے میں مددگار ثابت ہو

سائے قینخ کے زمانہ میں جو کچھ خوردبین کی ایجاد نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے وہ اعضا میں مفرد اور مرکب اعضا کا صحیح تصور نہ کر سکے۔ اس لئے انہوں نے جرد و کل میں مشابہت رکھنے والے اعضا کو مفرد کر دیا اور مختلف مشابہت رکھنے والے اعضا کو مرکب کر دیا۔ اگرچہ شیخ کے زمانہ میں عصاب عضلات اور غدہ کا صحیح تصور تھا۔ اور انہوں نے بھی ان کو مفرد میں ذکر کیا ہے لیکن ان کو انہوں نے بنیادی مفرد اعضا میں نہیں لکھا۔ اس لئے وہ شریاؤں اور وریڈوں اور عشائر اور حلیہ کو بھی مفرد اعضا میں لکھ رہے ہیں لیکن حقیقت میں وہ مفرد اعضا میں شریک نہیں بلکہ مرکب اعضا ہیں کیونکہ ان میں عصبانی اور عضلاتی ریشے اور نشا بھی پائی جاتی ہے۔

اعضائے متعلق ہماری تحقیقات :- جسم انسان میں حصوں میں منقسم ہے (۱) نفس یا طبی روح (۲) خون (۳) بدن پھر بدن انسان تین قسم کے اعضا میں تقسیم ہوتا ہے (۱) بنیادی اعضا (۲) بقائی اعضا (۳) مرکب اعضا باقی آگے مدید

اعضاء مرکب کی تعریف :- وہ اعضا ہیں جو مفرد اعضاء کے ترکیب پانے سے بنتے ہیں۔ یہ تین ترکیبوں سے ترتیب پاتے ہیں پہلی ترکیب جیسے آنکھ دوسری ترکیب جیسے چہرہ تیسری ترکیب جیسے سر پہلی ترکیب میں مفرد اعضا آپس میں مل کر ایک صورت بناتے ہیں یعنی اس میں عضلات، اعصاب، غشا وغیرہ ترکیب پا کر ایک مرکب عضو بن جاتا ہے۔ جیسے آنکھ۔ دوسری ترکیب میں وہ مرکب عضو دوسرے اعضاء سے مل کر ایک نئی ترکیب بناتا ہے جیسے چہرہ کہ اس میں آنکھیں بھی موجود ہوتی ہیں۔ اور تیسری ترکیب ایسی ہوتی ہے جس میں آنکھ اور چہرے کے علاوہ دیگر اعضاء بھی مل کر ایک مرکب عضو کی شکل اختیار کرتے ہیں جیسے سر کہ اس میں چہرہ اور آنکھیں دونوں شامل ہیں۔

بقیہ حاشیہ (۳) بنیادی اعضاء :- بنیادی اعضاء کی تین قسمیں ہیں (۱) بڑی (۲) رباط (۳) وتر۔ یہ اعضاء انسان کی بنیادیں قائم کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو مضبوط بناتے ہیں۔ بقائی اعضاء کے ساتھ جوڑتے ہیں اور مرکب کرتے ہیں۔

بقائی اعضاء :- بقائی اعضاء کی بھی تین اقسام ہیں (۱) عضلات جن کا مرکز دلی سے (۲) اعصاب جن کا مرکز دماغ ہے (۳) غدود جن کا مرکز جگر ہے۔

مرکب اعضاء مرکب اعضاء وہ اعضا ہیں جو انہی بنیادی اور بقائی مفرد اعضاء سے مرکب اعضاء بنتے ہیں۔ ان کی بھی کئی اقسام ہیں۔ یہ تین ترکیبوں سے جوڑتے ہیں اور رفتہ رفتہ جسم انسان تیار ہوتا ہے۔

(تفصیل ہماری کتاب تشریح و افعال الاعضاء میں ملاحظہ فرمائیں)

مرکب اعضاء :- مرکب اعضاء دماغ جس پر عضلاتی اور اعصابی جھلیاں لپٹی ہوئی ہوتی ہیں آنکھیں جن میں سات پردے اور تین رطوبات ہیں کان۔ ناک لب۔ زبان مری (غذا کی نالی) حنجرہ (ہوا کی نالی) لہات رکوا، پھیپھڑے جو اپنی جھلیوں میں لپٹے ہوئے ہیں قلب جو اپنے غشا میں ملفوف ہے معدہ امعاء (انتریاں) جگر جو مرارہ (پتہ) اعصاب اور جھلیوں سے مرکب ہے۔ اسی طرح طحال دتلی، جو اعصاب اور جھلیوں سے مرکب ہے دونوں گروے جن پر جھلیاں چڑھی ہوئی ہیں اور ان میں اعصاب بھی شامل ہیں۔ اسی طرح مثانہ اٹھتین۔ قصبہ۔ رحم وغیرہ مرکب اعضاء میں شریک ہیں۔

مقام کے لحاظ سے اعضاء کی تقسیم :- مقام کے لحاظ سے اعضاء کی دو قسمیں ہیں (۱) رئیسہ (۲) غیر رئیسہ

اعضاء رئیسہ :- وہ اعضاء ہیں جن پر بقا اور حیات کا دار و مدار ہے یہ تین ہیں (۱) دل (۲) دماغ (۳) جگر۔ بعض حکما اعضاء نسلی کو بھی اعضاء رئیسہ میں شمار کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اعضاء نسلی بھی اعضاء رئیسہ سے مرکب ہیں۔

غیر رئیسہ کی اقسام :- دو ہیں (۱) خادم رئیس (۲) غیر خادم رئیس خادم رئیس :- خادم رئیس تین ہیں (۱) دماغ کے لئے اعصاب دل کے لئے شریانیں اور وریڈیں (۲) جگر کے لئے جھلیاں اور غدود۔

غیر خادم رئیس :- ان کی دو قسمیں ہیں (۱) مروسہ (۲) غیر مروسہ مروسہ :- مروسہ میں وہ مرکب اعضاء آجاتے ہیں جو اعضاء رئیسہ کی

خدمت بلا واسطہ کرتے ہیں جیسے معدہ مثلاً بھینسپٹرے وغیرہ۔

غیر مروسہ: غیر مروسہ وہ اعضا ہیں جن سے مل کر مروسہ اعضا بنتے ہیں مثلاً ہڈیاں۔ کیریاں وغیرہ۔ ان میں اپنی ذاتی قوت موجود ہوتی ہے جو ان کو قدرت کی طرف سے ودیعت کی گئی ہے ان کی طرف اعضاءے رکیبہ سے ظاہری طور پر کوئی قوت نہیں پہنچتی۔

(۵) ارواح

اگرچہ مذہب میں روح سے مراد نفس نامی ہے مگر طب میں ہماری مراد طبعی روح سے ہے۔ طب میں روح ان لطیف بخارات کو کہتے ہیں جو اخلاط کے لطیف حصہ سے پیدا ہوں جس طرح اعضاء اخلاط کے کثیف حصہ سے بنتے ہیں۔ چونکہ ارواح سے قوتوں کا اظہار ہوتا ہے اور یہ اظہار نفس انسانی کرتا

سہ یورپی طب ان ارواح یا کسی ایک روح جو جسم انسان میں پائی جاتی ہے قائل نہیں اور نہ اس امر کی قائل ہے کہ یہ ارواح جسم انسانی میں کچھ افعال انجام دیتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس انکار کے برعکس وہ لطیف ارواح جن کو گیسز gases کہتے ہیں قائل ہیں کہ وہ خون میں پائی جاتی ہیں اور یہ خون کے اندر ایک ہم منصفہ بخیم دیتی ہیں اس امر سے ثابت ہوا کہ یورپی طب، بجز بلا واسطہ ان ارواح اور ان کے افعال سے پوری طرح متفق ہے۔ یہی گیسز gases جب مختلف اعضاء میں جا کر اثر انداز ہوتی ہیں تو ان کے مختلف مقام اور افعال کی وجہ سے نام بدل جاتے ہیں مثلاً جو گیسز دماغ اور اعضاء میں جا کر پیدا کرتی ہیں انہیں نائل فورس (Nail Force) روح نفسانی کہتے ہیں جو مل

بانی کے نام پر

ہے جس کے ذرائع قوی انسانی ہیں اس لئے قوی کی طرح ارواح کی بھی تین اقسام ہیں (۱) روح حیوانی جس کا مقام دل ہے (۲) روح طبعی جس کا مقام جگر ہے (۳) روح نفسانی جس کا مقام دماغ ہے

(۶) قوی

تعریف: قوی ان قوتوں کو کہتے ہیں جن سے طبعی روح کے افعال صادر

ہوں۔

اقسام: قوی تین ہیں (۱) قوت طبعی (۲) قوت نفسانی (۳) قوت حیوانی (۱) قوت طبعی: قوت طبعی وہ قوت ہے جس سے ایسی قوتوں کا اظہار ہوتا ہے جو زندگی کی بقا کے لئے تغیر و تصرف کرتی ہیں اس کا مقام جگر ہے۔

اقسام قوت طبعی: قوت طبعی کی دو اقسام ہیں (۱) قوت تغیر و تصرف

جسم (۲) قوت بقائے نسل

قوت تغیر و تصرف جسم: ایسی قوت ہے جو جسم میں تغیر و تصرف کرے اور اس میں نشو و ارتقا پیدا کرے۔

اقسام قوت تغیر و تصرف جسم: قوت تغیر و تصرف جسم کی دو قسمیں ہیں

دغاذیہ (۲) نامیر۔

غاذیہ: دغاذیہ وہ قوت ہے جو بدن کے ہر عضو کو غذا پہنچاتی ہے اور

لقیر حاشیہ (۳) اور غصت میں اثر انداز ہوتی ہیں ان کو ایسی ل فورس (Ruiwal Force) کہتے ہیں

روح حیوانی اور جگر اور غدیں اثر کرتی ہیں ان کو فریکل فورس (Frisk Force) کہتے ہیں اور روح طبعی وغیرہ

کہتے ہیں۔

خود بدن بناتی ہے۔

غاذیہ کے خدام :- (۱) جاذبہ (۲) ماسکہ (۳) ہاضمہ (۴) دافعہ۔

ان کی قوتیں اس طرح عمل میں آتی ہیں کہ اول قوت جاذبہ غذا کو جسم میں جذب کرتی ہے پھر قوت ماسکہ غذا کو اس وقت تک جسم میں تابور رکھتی ہے جب تک قوت ہاضمہ اس کو ہضم نہ کرے اور پھر قوت دافعہ باقی فضلات اور غیر نافع چیزوں کو جسم سے خارج کر دیتی ہے۔

قوت نامیہ :- قوت نامیہ ایسی قوت ہے جو جسم میں نوع نسل کے قضیٰ کے مطابق تینوں قسطوں میں جسم کی نشوونما کرے

قوت بقائے نسل :- ایسی قوت جو ایک جسم کے لئے اپنی مثل جسم پیدا کرے۔

اقسام قوت بقائے نسل :- قوت بقائے نسل کی دو اقسام ہیں (۱)

مولدہ (۲) مسوّرہ

قوت مولدہ :- وہ قوت ہے جو اخلاط اور رطوبات بدن سے جوہر منی الگ کرتی ہے اور اس کے ہر جزو کو خاص عضو بننے کے لئے تیار کرتی ہے۔

قوت مسوّرہ :- وہ قوت ہے جو حسب امر خداوندی منی کے ہر جزو کو اس کے قضیٰ کے مطابق خط و خال اور جوف وغیرہ بخشی ہے۔ جو جسم میں منی سے پیدا ہوتی ہے یا کوئی ایشی شکل اختیار کرتی ہے جو اس نوع کے قریب ہو۔

(۲) قوت نفسانی :- قوت نفسانی ایک ایسی قوت ہے جو جسم انسان میں احساس اور ادراک کرتی ہے اور ضرورت کے وقت حرکت کے لئے تحریک کرتی ہے اور اس کی ضرورت اس لئے ہے کہ حیوان اور انسان مضر چیزوں سے بھاگ سکے اور

نفع بخش چیزوں کے قریب آسکے یہ ظاہر ہے کہ ان تحریکات کے لئے مفید و مضر باتوں کا احساس و ادراک ضروری ہے۔

قوت نفسانی کی اقسام :- قوت نفسانی کی دو اقسام ہیں (۱) محرکہ (تحریک دینے والی قوت) (۲) مدد کرکہ (ادراک کرنے والی)

۱۔ قوت محرکہ کی اقسام :- قوت محرکہ کی دو قسمیں ہیں (۱) شوقیہ جو تحریک کا موجب ہوتی ہے۔ اس کی دو خادم قوتیں ہیں (شہوانیہ ایسی قوت جو کسی

چیز کے حصول کا شوق رکھے (۲) غضبانیہ جو کسی خوفناک چیز سے دور بھاگنے کی کوشش کرے یا نفرت کا اظہار کرے یا طبیعت میں القاض پیدا ہو۔

(۲) قوت فاعلہ :- وہ قوت ہے جو حرکت کے فعل کو تحریک دے، اس کی صورت یہ ہے کہ یہ قوت عضلات کو سکینے کا احساس پیدا کرتی ہے جس

سے ذرہ کھینچ جاتا ہے یا عضلات کو ڈھیلا کر دیتی ہے جس سے وتر دراز ہو جاتا ہے اور عضو پھیل جاتا ہے۔

رلوٹ :- یہ دونوں قوتیں اس طرح یکے بعد دیگرے اپنا فعل انجام دیتی ہیں کہ ان میں امتیاز کرنا ذرا مشکل ہو جاتا ہے یعنی جس وقت دماغ میں کسی پسینہ

چیز کی ضرورت پیدا ہوتی ہے تو قوت شہوانیہ اس کے وصول کی سعی کرتی ہے یا قوت غضبانیہ اس کے رفع کرنے کے لئے آمادہ ہوتی ہے اس طرح قوت

شوقیہ قوت فاعلہ کو تحریک پر آمادہ کر دیتی ہے لیکن ان افعال میں اس انداز میں یا حیوان کو قطعاً اس امر کا علم نہیں ہوتا کہ اس وقت کس عضلہ کو حرکت میں لایا

جائے مگر پھر بھی وہ بغیر علم اور ارادے کے اسی عضلہ کو متحرک کرتا ہے جس کی

اس وقت تحریکِ عضو کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔

(۲) قوتِ مدد رکھ: قوتِ مدد رکھ کی دو قسمیں ہیں (۱) مدد رکھ ظاہری۔
(۲) مدد رکھ باطنی۔

(۱) اقسامِ مدد رکھ ظاہری: مدد رکھ ظاہری کے پانچ اقسام ہیں ان کو
حواسِ خمسہ ظاہری بھی کہتے ہیں ان کا کام یہ ہے کہ یہ باہر کی مخلوقات دماغ کی
اندرونی قوتوں تک پہنچاتے ہیں۔ یہ حواسِ ظاہری حسبِ ذیل ہیں (۱) قوتِ
بصرہ دیکھنے کی قوت، (۲) قوتِ سامعہ (سننے کی قوت)، (۳) قوتِ شام
رسنہ (گھننے کی قوت)، قوتِ ذائقہ (چکھنے کی قوت)، قوتِ لامسہ (چھونے
کی قوت)۔

(۲) اقسامِ مدد رکھ باطنی: قوتِ مدد رکھ باطنی جس کو حواسِ خمسہ باطنی بھی
کہتے ہیں۔ ایسی قوت ہے جو حواسِ خمسہ ظاہری کے احساسات اور ایسے
تاثرات کا ادراک کرتی ہے جن کو حواسِ خمسہ ظاہری احساس نہیں کر سکتے۔
حواسِ خمسہ باطنی حسبِ ذیل ہیں۔

(۱) حسِ مشترک: وہ قوتِ باطنی جو حواسِ خمسہ ظاہری کی احساس کی پوری
چیزوں کو ضرورت کے وقت دوبارہ بغیر اس چیز کی موجودگی کے محسوس کرتی
ہے اور تسکین کرتی ہے، اس کا مقام مقدمہ دماغ کا پہلا درجہ (جسم) ہے۔

(۲) قوتِ خیال: وہ قوت ہے جو قوتِ حسِ مشترک کے خزانے کا
کام کرتی ہے یعنی اس کے تمام احساسات خزانہ خیال میں محفوظ نظر ہتھیں

(۳) قوتِ منصرفہ: جس کو متخیلہ اور مفکرہ بھی کہتے ہیں ایسی قوت ہے

کہ اگر وہ حسِ مشترک کے احساسات کا اظہار کرے تو اس کو متخیلہ کہتے ہیں۔ اور اگر
قوتِ واہمہ کے اور اکات کا اظہار کرے تو اس کو قوتِ مفکرہ کہتے ہیں اس کا مقام دماغ
کا درمیانی حصہ ہے۔

(۴) قوتِ واہمہ: وہ قوت ہے جو ان معانی کا ادراک کرتی ہے جن کو حواسِ
خمسہ ظاہری ادراک نہیں کر سکتے مثلاً کسی لفظ کے معانی کا جاننا جیسے اللہ کے
معنی خدا یا کسی شخص کے متعلق یہ گمان کرنا کہ وہ میرا دوست ہے یا دشمن۔ اس کا
مقام موخر دماغ کا مقدمہ حصہ ہے۔

(۵) قوتِ حافظہ: وہ قوت ہے جو موسم کے اور اکات کو محفوظ کرتی ہے
اور ضرورت کے وقت ان کا ادراک کرتی ہے اس کا مقام دماغ کے بطن مقدمہ
کا آخری حصہ ہے۔

(۶) قوتِ حیوانی: قوتِ حیوانی ایسی قوت ہے جو ہڈی کو نفیاتی قوت کے قبول

لے (۱) اس قوتِ حیوانی کا قوتِ نفسانی سے جدا ہونے کا ایک ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی
عضو مندرج ہو جاتا ہے تو اس میں کبھی حس باقی رہتی ہے اور کبھی حرکت جب حرکت قائم
رہتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ قوتِ حیوانی قائم ہے اور جب حس قائم ہوتی ہے اور حرکت
منفرد تو پتہ چلتا ہے کہ قوتِ حیوانی قائم نہیں مگر قوتِ نفسانی قائم ہے۔

(۲) یہ حقیقت پر مبنی ہے کہ دنیا کی ہر طاقت کا منبع حرکت ہے۔ اس حرکت سے
دوسری طاقت حرارت پیدا ہوتی ہے اور تیسری طاقت سے غذائیت کا ظہور عمل میں آتا
ہے۔ ان طاقتوں کو سائنس میں علی الترتیب (۱) فورس (۲) ہیٹ (۳) انرجی کہتے ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ دنیا میں میں ہی قسم کی طاقتیں پائی جاتی ہیں۔ باقی برصغیر

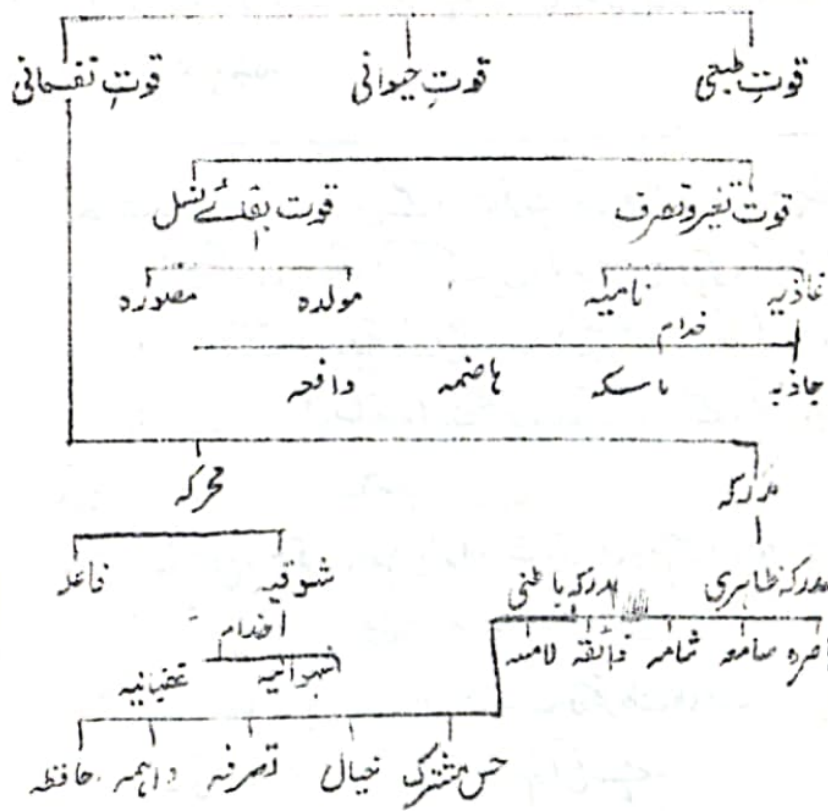
کرنے کو آمادہ کرتی ہے اور اُسے حرکت کے قابل بنا دیتی ہے۔ فی الحقیقت یہی قوت بدن کو حیات بخشتی اور زندہ رکھتی ہے۔ روح حیوانی اسی کی حامل اور حرارت غریزی اس سے قائم ہے۔

(بقیہ حاشیہ ص ۴۴) انسان کے اندر جو قوت اصلاح و تدبیر اور نظام میں مصروف رہتی ہے اس کو قوت تدبیرہ بدن یا نفس ناطقہ کہتے ہیں انگریزی میں اس کو ڈائٹل فورس (Vital Force) کہتے ہیں یہ ڈائٹل فورس جسم انسان میں تین مخصوص کام کرتی ہے۔ جن کا تعلق اعضاء و اعضاء کے ساتھ ہوتا ہے جو قوت تدبیرہ بدن کے فرائض انجام دیتے ہیں ان کے نام اور اوصاف حسب ذیل ہیں:-

(۱) قوت طبعی: جو قوت جسم میں غذا اور نشوونما کے کام انجام دیتی ہے۔ اس کو قوت طبعی ریچل فورس کہتے ہیں اس کا مقام جگر ہے۔
 (۲) قوت نفسانی: جو قوت جسم میں احساسات اور تحریکات کا باعث ہوتی ہے اس کو قوت نفسانی ڈائٹل فورس کہتے ہیں اس کا مقام دماغ ہے۔
 (۳) قوت حیوانی: جو قوت جسم میں حرکات اور افعال قائم رکھتی ہے اُسے قوت حیوانی ڈائٹل فورس کہتے ہیں اس کا مقام دل ہے۔

در اصل یہ تینوں قوتیں ایک ہی قوت کے تین منظر ہیں لیکن افعال کی مناسب سے ان کی تقسیم کر دی ہے۔ کیونکہ قدرت نے ہر عضو کے افعال میں اس کی ایک جلت پیدا کر دی ہے جس پر وہ قائم اور رواں دواں ہے۔

قوی



(۷) افعال

تعریف: افعال جمع فعل کی ہے فعل وہ قوت ہے جو کسی عضو سے مراد ہو یعنی وہ سکون سے حرکت میں آئے اور اپنے مقررہ افعال انجام دے۔
 اقسام: افعال دو قسم کے ہیں (۱) مفرد (۲) مرکب
 افعال مفرد: مفرد افعال وہ ہیں جو ایک ہی قوت سے صادر ہوں

جیسے جس راحسا کا یا حرکت یا جذب اور دفع کے افعال۔

افعال مرکب: جو ایک سے زیادہ قوتوں سے سرزد ہوں جیسے کبھی کا اڑانا۔ کبھی جسم پر سے اٹانے میں جس اور حرکت دونوں کام کرتی ہیں یا غذا کا ہضم ہونا کیونکہ غذا کے ہضم ہونے میں معدے کے عضلات، اعصاب اور رطوبت کی جھلیاں تمام کام کرتی ہیں۔ افعال کو مزید سمجھنے کے لئے قوت حیوانی کا نوٹ (iii) ملاحظہ فرمائیں۔

افعال

مرکب

مفرد

جمود و دم حالات بدن

حالات بدن معلوم کرنے کے لئے انسانی اعضا کے افعال کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ یہ دو صورتوں سے خالی نہیں ہوتے۔
۱) افعال اعضا صحیح طور پر انجام پا رہے ہوتے ہیں جس طرح ایک تندرست انسان میں دیکھ جاتے ہیں۔
۲) افعال اعضا درست اور صحیح حالات پر نہیں ہوتے۔ یہ دوسری

حالات صحت کے مخالف ہے اس کا نام مرض رکھا جاتا ہے
تعریف مرض:۔ مرض بدن کی اس حالت کا نام ہے جب اعضا بدن اور مجاری راستے اپنے افعال صحیح طور پر انجام نہ دیں۔ اعضا اور مجاری تمام جسم کے صحیح حالات پر نہ ہوں یا ایک عضو کے بہر حال اس کو مرض کا نام دیا جاتا ہے۔

اقسام مرض:۔ مرض کی دو قسمیں ہیں (۱) مفرد (۲) مرکب

مفرد مرض کے اقسام:۔ ۱) عضلہ کے افعال میں جب خرابی وارد

ہوتی ہے تو اس میں تین ہی صورتیں واقع ہو سکتی ہیں (۱) تغیر جس میں اعضا اور اس کے افعال کی طبعی حالت بدل جاتی ہے (۲) نقصان جس میں اعضا اور اس کے افعال میں کمی یا خرابی واقع ہو جاتی ہے (۳) بطلان جس میں اعضا اور ان کے افعال بالکل باطل یا رک جاتے ہیں۔ پہلی حالت کا نام سود مزاج ہے دوسری حالت کا نام مرض مرکب ہے تیسری حالت کا نام تفریق اتصال ہے

مرض مفرد
سود مزاج مرض ترکیب تفریق اتصال

۱) سود مزاج کے اقسام:۔ سود مزاج کے دو اقسام ہیں۔ (۱)

۱) بعض اطباء نے حالت ثالثہ بھی لکھی ہے یعنی لا صحت ولا مرض لیکن یہ حالت صحیح نہیں ہے کیونکہ جب انسان کے کسی عضو میں بھی مرض ہوگا اس کا اثر بلا واسطہ یا بلا واسطہ تمام جسم انسانی پر پڑے گا مثلاً کسی ایک مقام کا درد تمام جسم کے اعصاب کو متاثر کر دیتا ہے۔ اسی طرح کسی حصہ جسم کی سوزش اور حرارت بھی تمام جسم انسانی کو متاثر کر دیتی ہے۔

(۱) سادہ (۲) مادی

(۱) سوہ مزاج سادہ: سوہ مزاج سادہ وہ مرض ہے جس میں صرف اعضاء کے اندر کیفیات میں کمی بیشی واقع ہو جائے یعنی گرمی سردی یا خشکی کا اعتدال سے بڑھ جانا۔

(۲) سوہ مزاج مادی: وہ مرض ہے جس میں کیفیات کے زیادتی کی وجہ سے مزاج میں تبدیلی واقع ہو جائے جیسے اخلاط کی کمی بیشی۔
۲۔ مرض ترکیب کے اقسام: مرض ترکیب کے چار اقسام ہیں
(۱) مرض خلقت (۲) مرض مقدار (۳) مرض عدد (۴) مرض وضع۔

(۱) مرض خلقت: مرض خلقت ایسا مرض ہے جس میں کسی عضو یا اعضا کی شکل و صورت اپنی حالت پر قائم نہیں ہوتی مثلاً سیدھے عضو کا ٹیڑھا ہو جانا یا ٹیڑھے عضو کا سیدھا ہو جانا۔

اقسام مرض خلقت: چار ہیں (۱) امراض شکل (۲) امراض مجاز (۳) امراض تضاد فیض (۴) امراض سطح۔

رذائے امراض شکل: ایسی حالت کا نام ہے کہ کسی عضو کی حالت میں ان طرح کا تغیر ہو کہ اس کی شکل میں خلل پیدا ہو جائے جیسے سر کا چپا ہونا وغیرہ۔

(i) امراض مجازی: مرض مذکورہ ایسی حالت کا نام ہے جس میں اعضا کے درمیان توازن نہیں رہتا کسی مجازی کاٹنگ ہو جانا جیسا کہ طباطبائی وغیرہ۔

(ii) امراض مجاد فیض: مرض کی اس حالت کا نام ہے جس میں مجازیت واقع ہو اور لذت سے زیادہ بڑے یا وسیع ہو جائیں یا تنگ اور چھوٹے ہو جائیں۔

یا بالکل بند ہو جائیں دیکھ کر بند ہو جائے یا ویسے ہی بند ہو جائے۔

رذائے امراض سطح: مرض کی اس حالت کا نام ہے جس میں کسی عضو یا تمام جسم کی سطح خراب ہو جائے۔

رذائے امراض مقدار: مرض کی اس حالت کا نام ہے جس میں کوئی عضو یا تمام جسم اپنی مناسب مقدار سے زیادہ ہو جائے یا کم ہو جائے جیسے جسم کا موٹا ہو جانا یا باریک ہو جانا یا کسی ایک بازو کا موٹا یا دُبلّا ہو جانا۔

رذائے امراض عدد: مرض کی اس حالت کا نام ہے جس میں کسی عضو یا تمام جسم کے لحاظ سے اضافہ ہو جائے یا کمی واقع ہو جائے جیسے ہاتھ کی انگشتوں میں کمی یا زیادتی ہو جائے۔ اس کی دو صورتیں ہیں (۱) طبعی جو پیدا نشی ہو (۲) غیر طبعی جو بعد میں کسی مرض سے پیدا ہو جائے۔

رذائے امراض وضع: مرض کی ایسی حالت کا نام ہے جس میں کوئی عضو یا موضوع یا تمام سے دور ہو جائے یا اکٹھے جائے یا کسی ساکن عضو میں حرکت پیدا ہو جائے یا متحرک عضو ساکن ہو جائے۔

(۲) امراض مرکب: مرض کی اس حالت کا نام ہے جس میں کسی ایک عضو کے امراض اکٹھے ہو جائیں جیسے سہل یا اورم۔

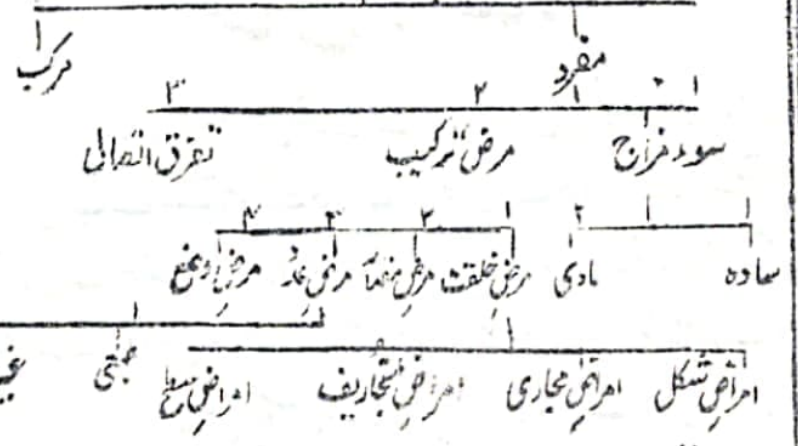
(۳) امراض مجاری درستم: امراض کے ان صورتوں کو کہتے ہیں جس میں سے کوئی چیز گزرے جیسے دریلین، شریانیں اور امعاء وغیرہ۔

جوف: عضو کی اس اندرونی وسعت کو کہتے ہیں جس کے اندر کوئی چیز ٹھہرے جیسے خیمے یا اورم کے جوف۔

جوف: عضو کی اس اندرونی وسعت کو کہتے ہیں جس کے اندر کوئی چیز ٹھہرے جیسے خیمے یا اورم کے جوف۔

جوف: عضو کی اس اندرونی وسعت کو کہتے ہیں جس کے اندر کوئی چیز ٹھہرے جیسے خیمے یا اورم کے جوف۔

مرض



و ترجمہ یہ ہے۔ امراض کے نام عام طور پر کسی حالت یا سبب یا علامت یا ان کے مجموعوں کو مد نظر رکھ کر رکھے جاتے ہیں مثلاً صرع جس کے معنی ہیں گرنا فالج جس کے معنی ہیں نصف نصف ہونا۔

اوقات مرض بہ وقتانہ مرض ہیں اس امر کا خیال کرنا چاہئے کہ مرض جس زمانے میں ہو اس کے مطابق علاج کو مد نظر رکھیں مثلاً اگر مرض ابتدائی حالت میں ہو تو رادع دلوٹانے والی، ادویہ شہل کریں اگر مرض درمیانی حالت میں ہو تو رادع اور محلل ادویہ سے علاج کریں اور اگر انتہائی حالت میں ہو تو اس میں محلات اور تقویات کا استعمال کریں۔

نوٹ) تقویات کا استعمال ہمیشہ مرض کے اختتام پر کرنا چاہئے اگر مرض کے دوران میں تقویات کا استعمال کیا گیا تو وہ ادویہ مرض کو تقویت دیں گی اور مرض بجائے گھٹنے کے زیادہ ہو جائے گا۔

منافع الاعضاء

حالات بدن کا عنوان پڑھنے کے بعد معاذ بن میں تصور پیدا ہوتا ہے کہ اس باب کے تحت جسم کے حالات اس طرح لکھے جائیں گے جن سے جسم انسان کے اعضاء کے افعال کا علم ہو گا۔ مگر اس حصہ میں صرف امراض کی حقیقت پیدائش اور اقسام کا ذکر ہے۔ قاری اس بیان کو پڑھنے کے بعد ایسے آپ کو خالی الذہن محسوس کرتا ہے۔ اس لئے مناسب خیال کیا گیا کہ اس باب کے تحت انسانی اعضاء کے کچھ افعال اور منافع بیان کر دیئے جائیں تاکہ پڑھنے والے کے ذہن کو تسلی کے ساتھ ساتھ اس کی معلومات میں بھی کچھ اضافہ ہو جائے۔ اس کے بعد امراض کے ساتھ انسان کا ذہن یہ بھی محسوس کرتا ہے کہ اس کو اس امر کا بھی علم ہو جائے کہ تندرستی کی حالت میں انسان کے اعضاء جسم اور اس کی مشینری کس طرح کام کرتی ہے تاکہ اس کا ایک تصور حاصل کرنے کے بعد جب جسم میں کسی مرض کو دیکھے تو اس کا فرق کر سکے کہ تندرستی اور بیماریا کی حالت میں کتنا نقصان پایا جاتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ انسان کی پیدائش مرد اور عورت کے نطفے سے ہوتی ہے ان نطفوں کا جب امتزاج ہوتا ہے تو ایک جان بننے کے بعد وہ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے کچھ عرصے کے بعد اس کی شکل شدت کی طرح اور پھر جنم کی صورت اختیار کر لیتا ہے اس کے بعد وہ بین حوتوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ ایک حصہ بڑی کرتی۔ دبل اور گوشت بن جاتا ہے۔ دوسرے حصے سے

محمد مزمل صدیقی 03047152589

جگر۔ گردے اور دیگر غدود اور خشاء اور نالیوں کے استرو وغیرہ بنتے ہیں (۳)۔
 تیسرے حصے سے وماغ، اعصاب اور جلد کا کچھ حصہ تیار ہوتا ہے۔ پھر یہ
 نو سے دس چھینے تک عورت کے رحم میں ٹھہرتا ہے اور وہیں آتا ہے
 اس جسم کے اندر قدرت نے چار نظام قائم کئے ہیں جن سے اس کے
 لئے بدل یا متخلل (یعنی خون) تیار ہوتا ہے۔ دوسرے خون صاف ہوتا ہے
 اور تیسرے اس میں حرارت قائم رہتی ہے اور وہ نشوونما پاتا ہے۔ وہ چار نظام
 حسب ذیل ہیں۔

(۱) نظام غذائیہ (۲) نظام ہوائیہ (۳) نظام و مویہ (۴) نظام لیسہ
 (۱) نظام غذائیہ پیر نظام منہ سے شروع ہوتا ہے اور متعدد کچھ چلا جاتا
 ہے۔ اس میں منہ مری معدہ، معاء، جگر، طحال اور بلبہ شریک ہیں۔ اس نظام
 کا فعل یہ ہے کہ جو غذا کھائی جاتی ہے وہ پہلے منہ میں دانتوں کے ذریعہ چبائی
 جاتی ہے جس میں منہ کا لعاب ذہن بھی شریک ہوتا ہے اس کے بعد مری کے ذریعہ
 معدے میں پہنچتی ہے جہاں پر معدے کی رطوبت سے منہم ہوتی ہے۔ اس کے
 بعد اس کا ایک حصہ محرکی الصدر کے ذریعہ خون میں شریک ہو جاتا ہے اور
 باقی پھر معاء کی طرف چلا جاتا ہے۔ جہاں پر اس کو جگر کی طرف سے صفراء اور
 بیلے کی رطوبات اور معاء کی دیگر رطوبات منہم کرتی ہیں۔ پھر اساریقا کے ذریعہ
 اس کا جوہر کھینچ کر جگر میں چلا جاتا ہے جیسا کہ اخلاط کے بیان میں ذکر کیا جا چکا
 ہے اور باقی فضلہ مقعد کے ذریعہ خارج ہو جاتا ہے۔ اس طرح یہ نظام اپنے
 افعال انجام دیتا ہے۔

ربا و داشتہ: جب مرض کے کاظمہ میں خلل واقع ہو جس کی خاص
 علامات بخیر کا نہ لگنا یا بھوک زیادہ لگنا قبض ہو جانا یا اسپہال آنا ہیں۔ یا
 اس نظام میں کسی جگہ درد یا ورم پیدا ہو جائے تو مرض کے اس تمام نظام کا
 مطالعہ کرنا چاہئے کہ کس مقام پر خرابی واقع ہوئی ہے اور کونسا عضو اپنے افعال
 صحیح طور پر انجام نہیں دے رہا تاکہ علاج کرنے میں سہولت ہو۔

(۲) نظام ہوائیہ: اس نظام میں تنفس، ہوا کی مالی بھینچنے اور
 اس کی نالیوں شریک ہیں۔ اس نظام کے افعال یہ ہیں کہ وہ سانس
 کے ذریعہ ہوا میں سے تیسرہ (اکسیجن) حاصل کرتا ہے اور ردخان
 کاڑھا گیا لیسہ نکالتا ہے۔ اور یہ نسیم کا حصول اور ردخان
 کا اراج بھینچنے کے اندر عمل میں آتا ہے جبکہ جسم کا خون بھینچنے
 میں صاف ہونے کے لئے جسم سے بھینچا جاتا ہے۔ اس نظام میں جب
 خرابی پیدا ہوتی ہے تو سانس میں عام طور پر کھانسی، سانس کی تنگی، نزلہ
 زکام اور بلغم وغیرہ کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں ان امراض کے علاج میں
 بھی تمام نظام کو خود سے دیکھنا چاہئے کہ تکلیف کس مقام پر ہے

(۳) نظام مویہ: اس نظام میں دل، شریان، اور وہ اور جلد
 شریک ہے۔ اس نظام کا فعل یہ ہے کہ یہ تمام جسم میں خون شریان
 کے ذریعہ پہنچاتا ہے۔ اور اور وہ کے ذریعہ واپس دل کی طرف صاف
 ہونے کے لئے لاتا ہے۔ جہاں سے وہ بھینچنے میں صاف ہونے کے
 لئے جاتا ہے اور وہاں سے واپس دل میں آ جاتا ہے۔ اس نظام کا فضلہ

جلد کے راستے خارج ہوتا ہے۔ اس نظام کا فائدہ یہ ہے کہ یہ جسم میں حرارت
 حریرتی کو قائم رکھتا ہے اور خون کے تصفیہ میں اس کو بہت زیادہ
 دخل ہے۔ جب یہ نظام بگڑ جاتا ہے تو جسم میں بخار، خون کی خرابی اور تمام
 جسم میں درد وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں۔

(۴۷) نظام گولیہ :- اس نظام میں گردے، بالہین، مثانہ اور پیشاب
 کی تالی شریک ہے۔ اس نظام کا حصہ خون سے خاص قسم کے فضلات
 کو پیشاب کی شکل میں خارج کرنا ہے۔ اس نظام کی خرابی میں پیشاب
 میں گمی بیشی یا کسی مقام پر پھرتی اور ریگ کا پیدا ہو جانا یا درد کا ظاہر
 ہونا ہے۔ اس نظام میں اگر کوئی تکلیف ہو تو اس میں بھی تمام نظام پر غور کرنا
 چاہیے کہ خرابی کہاں واقع ہے جس کے واقعہ کرنے سے نظام اپنی صحیح حالت
 پر کام کرنا شروع کر دے۔

یہ چار نظام بقائے حیات انسانی، اس کی نشوونما اور تصفیہ
 و تغذیہ کے لئے ہیں۔ ان پر انسان کی زندگی کا دار و مدار ہے۔ اگر ان میں
 سے ایک نظام کبھی باطل ہو جائے تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ ان کے
 علاوہ ایک نظام اور بھی ہے۔ جس کا انسان کی زندگی میں تو دخل نہیں مگر
 اس کا تعلق بقائے نسل انسانی کے ساتھ ہے اس نظام کو نظام
 بقائے نسل انسانی کہتے ہیں۔

نظام بقائے نسل انسانی :- اس میں عضو مخصوص خصیہ
 اور مٹی کی نالیوں شریک ہیں۔ اس کے افعال یہ ہیں کہ یہاں پر

خون سے منی تیار ہوتی ہے۔ اور ضرورت کے وقت عورت کے رحم میں
 ڈال دی جاتی ہے جب اس نظام میں خلل پیدا ہوتی ہے تو اس سے بہت بڑی خرابی
 انتشار میں نقص رقت منی یا غلظت منی اور اخراج کی بے قاعدگی واقع ہو جاتی
 ہے اس کے علاج میں بھی تمام نظام کے ایک ایک عضو کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

(۴۸) جس طرح بقائے نسل کا نظام مردوں کے لئے ہے اسی طرح بالکل
 ایک نظام عورتوں کے لئے بھی ہے جس میں رحم، خصیۃ الرحم، قاذبین اور
 بنظر شریک ہیں اس نظام میں دو صورتیں قائم رہتی ہیں اول یہ کہ تمام بالغ عورتوں کو
 ہر ماہ خون کا اخراج ہوتا ہے اور جب وہ حاملہ ہو جاتی ہیں تو یہی خون بچے کی غذا
 میں صرف ہوتا ہے۔ دوم اس نظام کے تحت عورت کا رحم مرد کا لطف قبول کرتا ہے
 اور اس کو رحم میں اسی خون سے پرورش کرتا ہے۔ اس نظام میں جب خرابی واقع
 ہوتی ہے تو باہواری میں بے قاعدگی واقع ہو جاتی ہے کبھی ماہواری زیادہ کبھی
 بند اور کبھی تکلیف سے آتی ہے اس کے علاوہ کبھی میلان الرحم کی عورت پیدا ہو
 جاتی ہے ان امراض کے علاج کے لئے لازمی ہے کہ عورت کے اس تمام
 نظام کا بغور مطالعہ کیا جائے۔

(۴۹) عورتوں میں نظام ناسل کے ساتھ ساتھ ایک تیسرا نظام بھی کام کر
 رہا ہے جو دراصل اس نظام کی مدد کرتا ہے یہ نظام نظام لبن ہے یعنی عورت
 کے وہ اعضا جو خون میں سے دودھ کو تیار کرتے ہیں جو نوزاد کی غذا بنتا
 ہے۔ اس نظام میں پستان اور اس کی نالیاں شریک ہیں۔ یہ نظام اس وقت
 اپنا کام شروع کرتا ہے جب بچے کی پیدائش عمل میں آتی ہے اور تقریباً دو

تین سال تک یہ نظام دودھ پیدا کرتا رہتا ہے طبی نکتہ نگاہ سے بچے کو دو سال دودھ ضرور پلانا چاہئے۔ اس نظام میں جو خرابی عام طور پر واقع ہوتی ہے۔ وہ دودھ میں انتہائی قلت پائس میں زیادتی کا واقع ہو جاتا ہے اور گاہے گاہے بچے کا سر شدت کے ساتھ پستانوں کے ساتھ لگ جانے پر وہاں پرورم کی صورت بھی پیدا ہو جاتی ہے بعض اوقات یہی ورم پک کر زخم کی صورت بھی اختیار کر لیتا ہے ان تمام چیزوں کے علاج میں بڑی احتیاط کے ساتھ ان تمام اعضاء کا بغور مطالعہ کرنا چاہئے۔

پیدائش امراض

مندرجہ بالا نظام کے مطالعہ کے بعد یہ جان لینا ضروری ہے کہ ان کے صحیح اعمال کے بعد امراض کس طرح پیدا ہوتے ہیں تاکہ تشخیص اور علاج میں سہولت ہو۔

سب سے پہلے یہ بات مدنظر رکھیں کہ جس قدر بھی نظام اوپر بیان کئے گئے ہیں ان میں سے بعض آزاد ہیں بعض نیم آزاد اور بعض بعض کے ماتحت ان میں نظام غذائیہ بالکل آزاد نظام ہے جو جسم سے خود غذائیتا ہے اور اس کے فضلات کو خود خارج کر دیتا ہے اس پر دیگر تمام نظامات کا بہت کم اثر پڑتا ہے نظام ہو آئیہ نیم آزاد ہے یہ ایک طرف سے سانس کے ساتھ ہوا اندر جذب کرتا ہے اور گندی ہوا کو باہر خارج کرتا ہے لیکن اس پر نظام غذائیہ

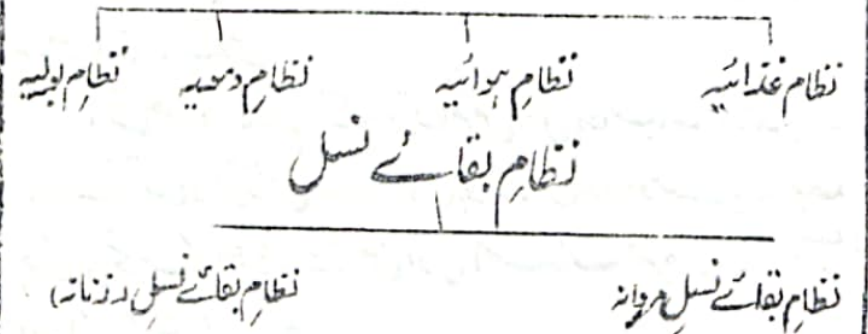
محمد مزمل صدیقی 03047152589

کا بہت گہرا اثر ہے جب نظام غذائیہ بگڑ جاتا ہے تو اس کو بھی متاثر کرتا ہے نظام دموہ اور بولویہ اور نظام بقائے نسل انسانی یہ سب نظام غذائیہ اور ہوائیہ کے ماتحت ہیں کیونکہ یہ خود باہر سے کوئی چیز حاصل نہیں کرتے بلکہ نظام غذائیہ اور ہوائیہ جو کچھ غذا اور ہوا سے حاصل کرتے ہیں۔ یہ ان کی صفائی اور تقویت جسم میں مصروف رہتے ہیں۔

پیدائش امراض کی صورت: پیدائش امراض کی صورت اس طرح عمل میں آتی ہے کہ جب متذکرہ بالا نظامات میں سے کوئی ایک اپنا فعل انجام دینے میں کسی وجہ سے کمزور ہو جاتا ہے تو قوت مدیرہ بدن ان فضلات کو جو پورے طور پر اس نظام کے تحت اخراج نہیں پاسکتے ان کو پھر خون میں شریک کر کے دوسرے اعضاء کی طرف خارج کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ چونکہ یہ فضلات اپنے طبعی راستے کی بجائے غیر طبعی راستوں پر چلے جاتے ہیں۔ اس لئے وہاں پر باعث مرض بن جاتے ہیں جیسے قبض کی صورت میں طبیعت ان فضلات اور مواد کو جو پائخانے کے راستے خارج ہوتا رہتا ہے کبھی گردوں کی طرف روانہ کر دیتی ہے کبھی پھیپھڑوں کی طرف اور کبھی جلد کی طرف وغیرہ وغیرہ جب وہ گردوں کی طرف اپنے مواد اور فضلات کا اخراج کرے گی تو نظام بولویہ میں غیر طبعی مولو کی وجہ سے خرابی واقع ہوگی اور وہاں پر وہ امراض پیدا ہو جائیں گے جن کا ذکر اس نظام کے تحت کیا گیا ہے۔ اسی طرح جب یہ مواد نظام ہوائیہ اور دموہ کی طرف رجوع کرے گا تو وہاں بھی امراض کا باعث ہوگا۔ اس لئے علاج کے دوران میں اول یہ ضرور دیکھ لینا چاہئے کہ جو نظام خراب ہے یہ اس کی

اپنی ذاتی خرابی ہے یا کسی دوسرے نظام کی خرابی کا اثر اس پر پڑتا ہے۔ اگر وہ نظام بذاتِ خود خراب ہے تو صرف اسی کی اصلاح کر دی جائے اور اگر کسی دوسرے نظام کی خرابی کا اثر پڑتا ہے تو اول اس کی اصلاح کرنی چاہئے۔ اور پھر اس کے بعد اس نظام میں خرابی باقی رہ جائے تو اس کی اصلاح کر دی جائے۔ اس طرح ہم امراض کی صحیح حقیقت اور ان کے علاج میں صحیح طور پر کامیاب ہو سکیں گے۔

نظام بقائے حیات



نظام طمث (ناہواری)

نظام لبن

جزو سوم علم الاسباب

تعریف اسباب: ایسے قوانین اور صورتیں جن سے زندگی اور کائنات کی تعمیر و تخریب کی صورتوں پر روشنی پڑتی ہے اور ان کی وجہ سے احوال بدن انسان میں کوئی نئی حالت رصحت یا مرض نمودار ہو یا پیدا ہو جائے یہ پہلے پلے جاتے ہیں۔

اقسام: اسباب کے دو اقسام ہیں اول وہ اسباب جو زندگی اور کائنات کی تعمیر اور ارتقائیں مدد و معاون ہوتے ہیں اور دوسرے ایسے اسباب جو ان کی تخریب کا باعث بنتے ہیں اول اسباب ضروریہ اور دوسرے اسباب محرکہ کہلاتے ہیں

اقسام اسباب ضروریہ: اسباب ضروریہ کے چھ اقسام ہیں اس لئے ان کو اسباب ستہ ضروریہ بھی کہتے ہیں۔ یہ ایسے اسباب ہیں کہ اگر ان میں سے ایک کی بھی نفی فرض کر لیں تو زندگی اور کائنات دونوں میں خلل واقع ہو جاتا ہے گو یا یہ بدن انسان کے حالات میں تغیر پیدا کرنے والے یا ان حالات کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ (۱) ہوا (۲) مائیکرو و مشروبات (۳) حرکت و سکون بدنی (۴) حرکت و سکون نفسانی

رہے نیت اور بیداری (۶) استفرغ و احتباس۔

۱۱، ہوا :- ہوا ہمارے اجسام کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے کیونکہ جسم انسان کو اس کی ضرورت دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ ہے یہ ہر لمحہ سانس کے ذریعہ جسم کے اندر جاتی ہے اور باہر آتی ہے جب اندر جاتی ہے تو روح کو معتدل بتاتی ہے۔ اس مقصد کے لئے اپنے ساتھ نسیم لے جاتی ہے۔ یعنی لطیف اور صاف ہوا جب باہر آتی ہے تو روح کے فضائل خارج کرتی ہے جس کی شکل مثل دخان کے ہے یعنی ثقیل اور گندی ہوا۔ صحت کے لئے لطیف اور صاف ہوا کی زیادہ ضرورت ہے۔ اس لطیف اور صاف ہوا کو نستان کی زمین۔ گرٹھوں کا گند اپانی۔ ردی ترکاریاں مضر درختوں کے بخارات مردوں کی بد بو متواتر گر دو بخار یا دھواں وغیرہ خراب کر دیتے ہیں لیکن جب ہوا کا مزاج اپنے اعتدال سے منحرف ہو جائے تو اس کے متعلق حکم متذکرہ بھی متغیر ہو جاتا ہے ہوا کے تغیرات کی دو صورتیں ہیں (۱) طبعی (۲) غیر طبعی۔

طبعی تغیرات :- ایسے تغیرات جو طبعی طور پر ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جیسے (۱) موسمی تغیرات (۲) مختلف سمتوں کی ہواؤں (۳) پہاڑوں اور سمندر کا قریب (۴) زمین کا تغیر۔

موسموں کے تغیرات اور ان کا مزاج :- کل چار موسم ہیں (۱) ریح یعنی موسم بہار جو سردیوں کے بعد آتا ہے اس کا مزاج معتدل ہے (۲) صیف موسم گرما جو خشک ہے (۳) شریف یا موسم خزاں جو گرمیوں کے

بعد اور سردیوں سے پہلے آتا ہے اس کا مزاج سرد خشک ہے۔ شتا موسم سرما اس کا مزاج سرد تر ہے۔

موسموں کے امراض :- تمام موسم اپنے مزاج کے مناسب امراض پیدا کرتے ہیں اور مزاج کے خلاف امراض دور کرتے ہیں یا دور کرنے میں مدد کرتے ہیں اور اکثر دور کر دیتے ہیں۔

۱۱، موسم گرما کے امراض :- موسم گرما کا مزاج گرم خشک ہے۔ اس سے جسم میں صفراء زیادہ پیدا ہوتا ہے اور اس میں تیزی آجاتی ہے جس سے جسم میں بے چینی اور حدت بڑھ جاتی ہے دل گھبراتا ہے صفراوی بخار اور سوزہ شی امراض پیدا ہو جاتے ہیں اور خشکی جسم میں نمایاں ہو جاتی ہے۔ اس سے البتہ موسم سرما کے امراض مثلاً نزلہ۔ زکام۔ بخونہ اور ہر قسم کی بغم خشک ہو جاتی ہے۔

۱۲، موسم خریف کے امراض :- چونکہ یہ موسم گرمی کے بعد آتا ہے اس لئے اس موسم میں گرمی تو ختم ہو جاتی ہے البتہ خشکی قائم رہتی ہے اور

لے قانون فطرت یہی ہے کہ جو کوئی کیفیت کبھی دوبارہ نہ آتی تھی مگر باری ماری ایک ایک کیفیت کو دور کر گیا جائے خشکی کو بھی کبھی کبھی کے علاج میں پہلے گرمی کیفیت کو دور کر لیا جائے۔ اور بعد میں خشک کیفیت کو رفع کیا جائے یہی طرح سرد خشک کیفیت میں پہلے خشک کیفیت کو دور کیا جائے اور پھر سردی کو رفع کیا جائے۔ سردی تری کے علاج میں پہلے سردی کو رفع کیا جائے اور اس کے بعد تری کا علاج کیا جائے۔ یہی طرح گرمی تری میں اول تری اور بعد میں گرمی کو رفع کیا جائے جس طرح فطرت موسموں کے

تغیرات سے سبق دیتی ہے۔

اس طرح اس موسم کا مزاج سرد خشک بن جاتا ہے اس موسم میں جسم کے اندر
سودا بڑھ جاتا ہے جس سے ہاضمے کی شمابی-ریاحی امراض کی زیادتی -
بدن میں درد وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ البتہ بھوک کی زیادتی اور صفراء
کی حدت میں کمی اور خون میں غلظت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔
۱۳) موسم سرما کے امراض :- اس موسم میں گزشتہ موسم (گرمی) کے
کی سردی کے ساتھ رطوبات کا بھی اضافہ ہو جاتا ہے اور اس موسم کا مزاج
سرد تر بن جاتا ہے۔ اس موسم میں بدن میں بلغم کی زیادتی ہو جاتی ہے جس
کے ساتھ بلغمی امراض مثلاً نزلہ-زکام-سردی کا لگ جانا اور نونیہ وغیرہ اکثر
پایا جاتا ہے۔ البتہ اس سے صفراء کی امراض دور ہو جاتے ہیں۔ خون کی حدت رفع
ہو جاتی ہے۔

۱۴) ربیع (موسم بہار) کے امراض اس موسم میں گزشتہ موسم کی رطوبت
تو باقی رہتی ہے۔ البتہ اس میں گرمی کا اضافہ ہو جاتا ہے اور اس موسم کا مزاج گرم تر بن
جاتا ہے اس موسم میں سردی کا وجہ سے رگے ہونے اور گرمی کی وجہ سے تحلیل ہو
کے بہنے نکلتے ہیں یا حدت ان پر افز کر کے ان کو پکا کر پھٹنے پھینسیوں کی شکل میں خارج
کر دیتی ہے اس لئے اس موسم میں عام طور پر اسپتال سے اور صیفیہ کے امراض
زیادہ ہوتے ہیں۔

۱۵) مختلف سمتوں کی ہوائیں :- جنوب اور جنوبی ہوا گرمی تری پیدا کرتی
ہے شمال اور شمالی ہوا سردی خشکی پیدا کرتی ہے۔ مشرق اور مغرب کی سمتوں کی
ہوائیں اعتدال کے قریب ہیں۔

۱۳) بہار اول اور سمندر اول کا قریب :- اگر بہار شہر سے دکن
کی طرف ہو گا تو اس شہر کی ہوا نسبتاً سرد ہوگی اور اگر شمال کی طرف ہوگا تو اس
شہر کی ہوا نسبتاً گرم ہوگی۔ اگر سمندر شہر سے دکن کی طرف ہوگا تو شہر کی ہوا
نسبتاً گرم ہوگی اور اگر شمال کی طرف ہوگا تو نسبتاً سرد ہوگی ان کی وجوہات یہ
ہیں کہ پہاڑ سورج کی شعاعوں کو شہر کی طرف آنے میں رکاوٹ کرتا ہے اسی
طرح سمندر کی مرطوب ہوائیں گرمی اور سردی کے اثر میں رکاوٹ کا باعث
ہوتی ہیں۔

۱۴) زمین کا تغیر زمین کے تغیر سے عام طور پر پتھر کی زمین خشکی پیدا کرتی
ہے لیکن جسم کو مضبوط بناتی ہے۔ خاکی اور تر زمین ہوا کو مرطوب کرتی اور
رکھتی ہے زمین گرمی پیدا کرتی ہے۔ میدانی زمین گرمی اور تری پیدا کرتی ہے
عام طور پر ٹھنڈی ہوا بدن کو مضبوط اور قوائے مضمر کو تیز اور رنگ کو
صاف کرتی ہے گرم ہوا جسم کو ڈھیلا اور قوائے مضمر کو ضعیف اور رنگ
کو سیاہ کر دیتی ہے۔

۱۵) مسموم ہوا فاسد ہو کر زہریلی ہو جاتی ہے اور اکثر مہلکت کا موجب
ہوتی ہے۔

ہوا کے غیر طبعی تغیرات :- اس کے دو قسم ہیں۔ اول وہ جو
طبیعت کے مخالف نہیں ہوتے جیسے اسباب سماوی اور ارضی۔ اسباب
سماوی افلاک سے متعلق ہیں چنانچہ کبھی آفتاب کے ساتھ بہت سے روشن
ستارے جمع ہو جاتے ہیں اور موسم سرما میں گرمی پیدا کر دیتے ہیں یا سونگھن

محمد مزمل صدیقی 03047152589

کے وقت موسم گرما میں یکایک سردی پیدا ہو جاتی ہے ماضی کا تعلق زمین سے ہوتا ہے جسے مختلف مقامات کی وجہ سے ہوا مختلف ہو جاتی ہے۔ دوسرے ایسے غیر طبعی تغیرات جو طبیعت کے مخالف ہوتے ہیں جیسے باد جو عام طور پر بڑی بڑی جنگلوں کے دوران میں لاشوں کے مستحق ہونے سے ہوا میں زہریلے اثرات نفوذ کرتے ہیں جس سے وہ مسموم ہو جاتی ہے اور دہائی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

(۲) ماکولات و مشروبات :- ماکول و مشروب میں وہ سب چیزیں شامل ہیں جو کھانے پینے میں آتی ہیں اور منہ کے ذریعہ جسم میں پہنچائی جاسکتی ہیں ان کی چھ صورتیں ہیں (۱) غذائے مطلق (۲) دوائے مطلق (۳) ستم مطلق (۴) غذائے دوائی (۵) دوائے غذائی (۶) دوائے ستمی۔

(۱) غذائے مطلق :- غذائے مطلق وہ خالص غذا ہے کہ جب بدن میں وارد ہوتی ہے تو بدن سے متاثر ہو کر تغیر ہو جاتی ہے لیکن بدن میں کوئی تغیر پیدا نہیں کرتی بلکہ خود جزو بدن ہو کر بدن کے مشابہ ہو جاتی ہے۔ مثلاً روٹی۔ گوشت اور دودھ وغیرہ۔

(۲) دوائے مطلق :- دوائے مطلق وہ ہے جسے بدن سے متاثر ہو کر بدن میں تغیر پیدا کرے اور آخر کار جزو بدن ہو کر بغیر بدن سے خارج ہو جائے (۳) ستم مطلق :- خالص زہر ہے۔ وہ جو خود تو بدن سے تغیر و متاثر نہ ہو لیکن جن میں اپنا اثر و تغیر پیدا کر کے فساد کا باعث ہو مثلاً سکیا اور سانب وغیرہ کا زہر (۴) غذائے دوائی :- غذائے دوائی وہ ہے جو بدن سے متاثر ہو کر تغیر پیدا

ادراس کے بعد خود بدن کو متاثر و متغیر کرے اور اس کا زیادہ حصہ جزو بدن بنے اور کچھ حصہ بغیر جزو بدن بنے جسم سے خارج ہو جائے مثلاً پھل وغیرہ (۵) دوائے غذائی :- وہ ہے جو بدن سے متاثر ہو کر تغیر ہو جائے اور اس کے بعد بدن کو متاثر و متغیر کرے اور اس کا کچھ حصہ جزو بدن بنے اور زیادہ حصہ بغیر جزو بدن بنے جسم سے خارج ہو جائے مثلاً میوہ جات اور گھی وغیرہ۔

(۶) دوائے ستمی :- وہ ہے جو بدن سے متاثر ہو کر اور بدن کو زیادہ متغیر کرے اور نقصان پہنچائے ماکول و مشروب کے اثر کرنے کی صورتیں :- ماکول و مشروب کے اثر کرنے کی صورتیں یہ ہیں کہ اگر فقط مادے سے اثر انداز ہو تو اسے غذا کہتے ہیں اور اگر صرف کیفیت سے اثر کرے تو دوا اگر اس کا اثر مادہ اور کیفیت دونوں کے لحاظ سے ہو تو اگر مادہ زیادہ ہے تو غذائے دوائی اگر کیفیت زیادہ ہے تو دوائے غذائی کہتے ہیں۔ اگر صرف اپنی صورت نوعیہ سے اثر کرے تو اسے ذوالخاصہ کہتے ہیں جس کی دو صورتیں ہیں اول ذوالخاصہ موافقہ (تربیان) اور دوسرے ذوالخاصہ مخالفہ جیسے زہر اگر مادے اور صورت نوعیہ سے اثر کرے تو غذائے ذوالخاصہ اور اگر کیفیت اور صورت نوعیہ سے اثر کرے تو اس کو دوائے ذوالخاصہ کہتے ہیں

غذا کے اقسام :- غذا کے دو اقسام ہیں (۱) لطیف (۲) کثیف
غذائے لطیف :- ایسی مکی غذا جس سے رقیق خون پیدا ہو جیسے آب انار
غذائے کثیف :- ایسی بھدی غذا جس سے غلیظ رنگارنگ خون پیدا

ہو مثلاً گائے کا گوشت پھر ہر ایک کی دھوئیں میں (۱) صالح کیموس یا فاسد کیموس
(۲) کثیر الغذا یا قلیل الغذا

صالح کیموس: ایسی غذا جس سے جسم کے لئے بہترین خلیط پیدا ہو۔
جیسے بھیر کا گوشت۔ ابلہ ہواندہ وغیرہ۔

فاسد کیموس: یہ وہ غذا جس سے ایسی غلط پیدا ہو جو بدن کے لئے
مفید نہ ہو جیسے مٹی یا نمکین سوکھی مچھلی کیموس کے معنی خلط کے ہیں۔

کثیر الغذا: کثیر الغذا وہ غذا ہے جس کا اکثر حصہ خون بن جائے جیسے
نیم برشت انڈے کی زردی۔

قلیل الغذا: قلیل الغذا وہ غذا ہے جس کا بہت کم ٹھوس حصہ خون بنے
جیسے پالک کا ساگ۔

غذائے لطیف: کثیر الغذا اور صالح کیموس کی مثال زردی ہے نیز نیم برشت
انڈہ اور ملا لیم (بھٹی) ہے۔ غذائے کثیف: قلیل الغذا اور فاسد کیموس کی مثال خشک
گوشت نیگن، مسور اور باقلا ہیں۔

پانی

پانی چونکہ ایک بسیط رنگ ہے اس لئے بدن کی غذا نہیں بن سکتا بلکہ غذا کا
لہ یہ یاد رہے کہ موجود پانی جو چارے کے گرد و پیش ہے یہ وہ بسیط پانی نہیں ہے جیسا کہ
ارگان کے بیان میں لکھا جا چکا ہے بلکہ یہ کب پانی ہے اور کب چیرول سے کرپا ہے یہ
پتھیں جا کر بھٹ جاتا ہے اور اس میں سے خالص رنگ پانی جسم میں اپنے وہ قرص وغیر
دیکھتے ہیں کا ذکر اب کر لیا ہے۔

بد وقت بنا ہے یعنی غذا کو تپا کر باریک تنگ راستوں میں پہنچانے کا کام کرتا ہے۔
بہترین پانی: چشموں کا پانی سب سے بہتر ہوتا ہے اور چشموں میں سے بہتر
چشمہ وہ ہے جس کی زمین طنبی رخاکی ہو اور اس کی صفت یہ ہو کہ اس کا پانی شیریں
ہو مشرق کی طرف بہتا ہو اس کا سر چشمہ دور ہو بلندی سے پستی کی طرف آئے اور
اس پر آفتاب کی روشنی پوری طرح پڑتی رہے۔

دوسرے درجہ کا پانی: چشموں کے پانی کے بعد بارش کے پانی
کا درجہ ہے لیکن اس میں بھی بہترین پانی وہ ہے جو چھریلے گڑھے میں جمع ہو گیا
ہو۔ اور اس پر خوب دھوپ پڑتی ہو۔ اور اس کے ساتھ شمال اور مشرق کی
ہواؤں کے پھیرے لگتے ہوں۔ ان پانیوں کے علاوہ دوسرے پانی سب تیسرے
درجہ کے ہیں جیسے دریاؤں، نہروں اور ندی نالوں کا پانی وغیرہ۔

۱۳۔ نیند اور بیداری: سونا جاگنا ضروریات زندگی کے لئے نہایت
اہم ہے اس میں کمی بیشی صحت کے بگاڑ کا موجب بن جاتی ہے نیند نظر بدن کو
سرد اور اندرونی بدن کو گرم کرتی ہے۔ اگر نیند کمی کے ساتھ ہو تو تری پیدا کرتی
ہے اور زیادتی کے ساتھ سردی خشکی پیدا کرتی ہے نیند کو سکون سے زیادہ
مشابہت ہے نیند میں روح اندر کو دھنس جاتی ہے اور اسی وجہ سے بیرونی

لئے آج کل شہروں کے اندر پیگ راور دسزنگ کا انتظام ہے یعنی پانی کو مشینوں
کے ذریعہ کھینچ کر اس کی تقطیر کی جاتی ہے جو انسانی ضرورت کے لئے ایک اچھی
قسم کا پانی بن جاتا ہے لیکن یہ پانی بھی چشموں اور بارش کے پانی جو اپنی صفائیں
پر سے محض تقابل نہیں کر سکتا۔

بدن ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور اکثر کپڑا اوڑھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ زیادہ سونا بدن میں بہت زیادہ رطوبت پیدا کرتا ہے اور پھر اس میں سردی کی زیادتی سردی خشکی پیدا کر دیتی ہے جس سے خون میں غلظت اور سودا و میت دگڑھا اور سیاہ خون پیدا ہو جاتی ہے۔ گویا خون اور دماغ دونوں پر بُرا اثر کرتا ہے۔ مینڈ غذا کو ہضم کرتی ہے جس سے بدن میں گرمی پیدا ہوتی ہے اور جب بدن میں غذا نہیں ہوتی تو روح اور جسم کو تحلیل کر کے ٹھنڈا کر دیتی ہے۔ دن کے وقت سونا نہایت بُرا ہے۔ اس سے جسم کا رنگ خراب ہو جاتا ہے۔ تلی (طحال) میں نفیس پڑ جاتا ہے جس سے وہ خون کو اچھی طرح صاف نہیں کر سکتی۔ منہ میں بد بو پیدا ہو جاتی ہے۔ تمام جسمانی قوتیں سُست ہو جاتی ہیں۔ ذہن گند ہو جاتا ہے۔ اس لئے دن کے وقت سونے کی عادت کو آہستہ آہستہ چھوڑ دینا چاہئے البتہ جو لوگ رات کو جاگتے ہیں یا عبادت گزار ہیں یا دماغی محنت کرتے ہیں ان کے لئے قیلولہ کرنا بہت ضروری اور مفید ہے۔ کیونکہ رات کی تھوڑی نیند سے ان کی غذا پوری طرح ہضم نہیں ہوتی اس لئے قیلولہ یہ ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔

بیداری کا اثر تمام باتوں میں نیند کے برعکس ہوتا ہے یعنی بیداری کی ہر شے حرکت سے ہے اور اس سے جسم میں حرارت پیدا ہوتی ہے۔ بدخوابی یعنی ایسی حالت جس میں پوری طرح نیند نہ آئے بلکہ کبھی نیند اور کبھی بیداری کبھی دونوں کی درمیانی حالت میں نیند چونکہ حرارت کو بدن کے اندر کی طرف لے جاتی اور بیداری باہر کی طرف تو اس کشمکش میں طبیعت گھبرا جاتی ہے اور ساتھ ہی کیونکہ

وہ پوری طرح اندر کی طرف متوجہ ہو کر غذا کو ہضم کر سکتی ہے اور نہ ہی باہر کی طرف پوری طرح رجوع کر کے فضلات کا اخراج کر سکتی ہے اس لئے غذا فاسد ہو جاتی ہے اور شکم میں نفخ۔ ریاح اور قراقر پیدا ہو جاتے ہیں۔

نیند کے متعلق صحیح صورت یہ ہے کہ جوانی میں دن رات کی چوتھائی یعنی چھ گھنٹے کافی ہے البتہ بچوں۔ بوڑھوں اور مریضوں کو زیادہ سونا چاہئے۔

(۴) حرکت و سکون بدنی: حرکت ایسی صورت کا نام ہے جب کوئی شے جسم کسی خاص وضع سکون یا قیام سے فعل میں آئے درحقیقت اس دنیا میں سکون مطلق کا وجود نہیں ہے۔ البتہ جب اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

تو اس سے مراد حرکت و سکون نسبتی ہوتی ہے یعنی جب کوئی جسم بلحاظ دوسرے جسم کے کسی خاص وضع یا خاص حالت پر قائم رہتا ہے تو اس کو ساکن ہونا کہتے ہیں اور جب اس کی وضع یا حالت فعل میں آجاتی ہے تو اس کو حرکت کہتے ہیں

ہیں حرکت جسم میں گرمی پیدا کرتی ہے اور اس کی زیادتی جسم کو تحلیل کرتی ہے سکون سردی پیدا کرتا ہے۔ اور جسم میں رطوبت کو زیادہ کرتا ہے۔ البتہ حرکت و سکون دونوں کی انتہائی زیادتی جسم میں خشکی پیدا کرتی ہے معتدل حرکت و سکون غذا کو ہضم کرنے اور جسم کو صحت مند رکھنے میں مدد و معاون ہے حرکت و سکون

دونوں کی انتہائی زیادتی جسم میں سردی پیدا کر دیتی ہے کیونکہ زیادتی حرکت اور زیادتی سکون میں اول الذکر جسم کو تحلیل کر کے سردی کا باعث ہوتی ہے۔

۵ حرکت و سکون نفسانی: حرکت و سکون نفسانی نفس کی حرکت کا نام ہے جو ضرورت کے وقت کبھی جسم کے اندر کبھی جسم کے باہر حرکت

کرتا ہے جس کے ساتھ حرارت جسم بھی کبھی اندر کی طرف چلی جاتی ہے اور کبھی باہر کی طرف نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ پھر ان کی دو صورتیں ہیں (۱) حرکت کا دفعہ اور یکجہت اندر یا باہر کی طرف جاننا (۲) آہستہ آہستہ اندر اور باہر کی طرف رجوع کرنا۔ اسی طرح ایک تیسری صورت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس میں نفس بیک وقت کبھی اندر کبھی باہر حرکت کرتا ہے۔ جاننا چاہئے کہ نفس جس طرف حرکت کرتا ہے وہاں دوران خون تیز ہو کر حرارت پیدا کر دیتا ہے اور جس مقام سے حرکت کر کے جاتا ہے وہاں دوران خون کی کمی ہو کر سردی پیدا ہو جاتی ہے۔

جسم انسان پر نفسیاتی اثرات

جسم انسانی پر نفسیاتی اثرات کی تین بالمقابل صورتوں کے چھ جذبات یہ ہیں (۱) مسرت (۲) غم (۳) خوف (۴) غصہ (۵) لذت (۶) شرمندگی۔

(۱) غصہ: غصہ کی حالت میں جذبے کا اظہار باہر کی طرف یکبارگی ہوتا ہے۔

(۲) خوف: خوف کی حالت میں جذبے کا رجوع یکبارگی اندر کی طرف ہوتا ہے۔

(۳) خوشی: خوشی کی حالت میں کسی جذبے کا رجوع رفتہ رفتہ باہر کی طرف ہوتا ہے۔

(۴) غم: غم کی صورت میں کسی جذبے کا رجوع رفتہ رفتہ اندر کی طرف ہوتا ہے۔

(۵) شرمندگی: شرمندگی کی حالت میں نفس بیک بارگی کبھی اندر اور کبھی باہر جاتا ہے (۶) لذت: لذت کی حالت میں نفس آہستہ آہستہ کبھی اندر کبھی باہر جاتا ہے۔

یہ سب جلے جذبات دراصل دو جذبوں سے مرکب ہوتے ہیں جیسے شرمندگی خوف اور غصے سے مرکب ہے۔ اس لئے خوف کی حالت میں نفس یکبارگی اندر کی طرف رجوع کرتا ہے اور غصے میں یکبارگی باہر کی طرف یعنی اس شخص کو جسے شرمندگی ہوتی ہے اُسے بیک وقت خوف کے ساتھ غصہ بھی اتار دیتا ہے۔

راحشیہ صفحہ ۷۱) حرکت و سکون نفسانی دراصل نفس کی حرکت و سکون نہیں کیونکہ نفس اپنا مقام نہیں بدلتا ایسا مجازاً کیا جاتا ہے۔ البتہ نفس کے انفعالات اور اثرات خون اور روح میں ضرور حرکت پیدا کر لیتے ہیں یا لفاظ دیگر یہ انفعالات و اثرات دراصل باعث حرکت ہیں ان کا عدم باعث سکون روح اور خون ہے۔ یہ حرکت و سکون نفسانی بدن کے لئے ویسا ہی ضروری ہے جیسا حرکت و سکون بدنی۔ کیونکہ بدنی حرکات کا دار و مدار خواہشات و جذبات نفسانیہ پر بھی ہے مثلاً شوق کے وقت طلب کی حرکت، نفرت کے وقت فرار کی صورت، غصے کے وقت مقلبلے کی حالت اور اسی طرح خوف کے وقت چہرے کا سفید ہو جانا اور غصے کے وقت چہرے کا سرخ ہو جانا سب کچھ خون اور روح کے زیر اثر ہے۔ اس کے برعکس نفسانی سکون کی ضرورت اس لئے ہے کہ روح اور خون کو نسبتاً آرام حاصل ہوتا کہ وہ زیادہ تحلیل نہ ہو جائے۔

جاننا چاہئے کہ نفس جب کسی مناسب یا مخالف شے کا ادراک اور احساس کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مناسب کو حاصل کرنا اور مخالف سے بچنا چاہتا ہے تو اس وقت اپنی نفسانی قوتوں کو حرکت میں لاتا ہے اور میلہ لہرے کہ یہ نفسانی (باقی اگلے صفحہ پر)

یہ غصہ دراصل خوف کے جذبے کو دور کرنے کی جدوجہد ہوتی ہے یا رد عمل ہوتا ہے۔ ایسے ہی لذت بھی مسرت اور غم سے مرکب ہے۔ ان کی حقیقت یہ ہے کہ خوشی اور غصہ کی حالت میں قلب پر ایسا اثر پڑتا ہے جس سے اس کی حرکت تیز ہو جاتی ہے اور خون زیادہ مقدار میں شریانیوں کی طرف روانہ ہو جاتا ہے اور تمام اعضاء میں زیادہ پہنچتا ہے اس لئے بیرونی اعضاء میں خون کی گرمی اور جوش معلوم ہوتا ہے اس کے برعکس خوف اور غم کی حالت میں

رہیقہ حاشیہ ۱۲) قوتیں ارح کے تابع ہیں جن کا حامل خون ہے گویا ارح خون کی حرکت کے بغیر اور خون نفسانی قوتوں کے بغیر عمل نہیں کر سکتا۔ اسی عمل کا نام نفسانی حرکت و سکون ہے۔

نفسانی جذبات کو سمجھانے کے لئے اور سہولت کی خاطر ہم نے ان کو اعضاء رسیہ کے مطابق تین حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اور ہر عضو کے لئے دو جذبے مخصوص کر دیئے ہیں ان دو جذبوں میں ایک اس عضو میں انبساط پیدا کرتا ہے اور دوسرا انقباض۔ ان کی ترتیب درج ذیل ہے۔

۱) دل :- دل پر مسرت سے انبساط پیدا ہوتا ہے اور غم سے انقباض
۲) دماغ :- دماغ میں لذت سے انبساط پیدا ہوتا ہے اور خوف سے انقباض
۳) جگر - جگر میں اکتساب سے انبساط پیدا ہوتا ہے اور غصے میں انقباض
لیکن یہ جاننا بھی اہمائی ضروری ہے کہ جب دل - دماغ - جگر کسی ایک میں کسی خاص قسم کی تحریک ہوگی تو باقی دو اعضاء میں بھی کوئی نہ کوئی حالت پائی جائے گی۔ مثلاً اگر اعصاب میں تحریک ہوگی تو یہ ضروری بات ہے کہ جگر میں تحلیل و انبساط اور دل میں

قلب پر ایسا اثر پڑتا ہے کہ اس کی حرکت مسست ہوتی شروع ہو جاتی ہے۔ اور خون بیرونی جسم کی طرف مقدار میں کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے تمام اعضاء میں کم پہنچتا ہے۔ جس سے جسم ٹھنڈا اور مسست ہو جاتا ہے
(۶) احتیاس و استفرغ :- استفرغ کے معنی ہیں مواد اور فضلات کا

بدن سے اخراج پانا اور احتیاس کے معنی ہیں غذائی اجزاء اور فضلات کا جسم میں رکنا فضلات دراصل اضافی لفظ ہے حقیقت میں فضلات کوئی شے نہیں پہنچتی۔ کیوں کہ جن مواد کی کسی جسم کے لئے ضرورت نہیں ہوتی وہ اس کے لئے فضلات بن جاتے ہیں۔ کیونکہ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جسم کے اندر غیر ضروری غذائی اجزاء یا مفید مواد جب ان کو طبیعت قبول نہیں کرتی یا طبیعت کو ان کی ضرورت نہیں ہوتی تو وہ سب فضلات میں شامل ہیں فضلات سے مراد ہے فاضل چیز یا فالتو شے۔

رہیقہ حاشیہ ۱۳) سکون دسر دی اپائی جائے گی۔ گویا اس امر کا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے کہ جب کسی جذبے کے ماتحت کسی عضو کا مطالعہ مقصود ہو تو باقی اعضاء کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔

۱) جو غذا کھائی جاتی ہے تندرستی کی حالت میں جسم اس کا ایک خاص حصہ جذب کر کے جنر و بدن بنا دیتا ہے اور باقی کو فضلات کی شکل میں خارج کر دیتا ہے لیکن اس کے معنی نہیں کہ فضلات میں جسم انسان کے لئے غذائیت باقی نہیں رہی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جس قدر صحت اچھی ہوتی ہے اور اعضاء مضبوط ہوتے ہیں۔ اسی قدر زیادہ غذائی اجزاء جذب اور جنر و بدن بنتے ہیں اور فضلات کم خارج ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کمزور اور کمزور اعضاء والے جتنی زیادہ سے زیادہ غذا کھائیں انکے اندر اتنی طاقت اور خون کی مقدار پیدا نہیں ہوتی

اسباب احتباس :- احتباس مندرجہ ذیل اسباب سے ہوتا ہے۔
 (۱) قوت ماسک کی سختی (۲) قوت باضمہ (۳) قوت دافعہ کی کمزوری (۴) مجاری کی تنگی
 (۵) سہول کا پڑ جانا (۶) مادے کی غلظت یا لزجیت (۷) ریس (۸) طبیعت کا کسی
 دوسری طرف متوجہ ہو جانا اور دفعہ کرنے کی حاجت کا احساس زائل ہو جانا۔

استفراغ :- بدن کا وجود اور اس کا دار و مدار غذا پر ہے۔ غذا کوئی
 بھی ایسی نہیں جو ساری کی ساری جزو بدن ہو جائے اور اس کا فضلہ ذبے پھر یہ
 فضلہ اگر باقی رہے اور اس کا اخراج نہ ہو تو بدن میں فاسد مادے اکٹھے ہو جاتے
 ہیں اس کے لئے استفراغ کی انتہائی ضرورت ہے اور احتباس کی ضرورت اس
 لئے ہے کہ غذا کچھ عرصہ جسم میں رہے تاکہ اس کا جوہر طبیعت حاصل کر لے۔

استفراغ اور احتباس کا اعتدال صحت اور طاقت کے لئے نہایت ضروری
 اور مفید ہے۔ استفراغ کی زیادتی بدن میں خشکی اور سردی پیدا کرتی ہے۔ البتہ اگر
 جسم میں سردی یا خشک مواد کی زیادتی ہو تو گرمی خشکی بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ احتباس کی
 زیادتی سے جسم بوجھل ہو جاتا ہے بھوک کم ہو جاتی یا رک جاتی ہے۔ اکثر سہلے

رہیقہ حاشیہ ملک، سوال غذا کی قلت و کثرت اور اعلیٰ و ادنیٰ کا نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کی صحت
 اور مضبوط اعضا رکھے اگر یہ ہے تو خود بخود زیادہ غذا ہضم ہوتی اور جزو بدن بنتی ہے اور زیادہ
 سے زیادہ طاقت اور خون پیدا ہوتا ہے

سہ جب مادے کا اخراج پینے کے ذریعہ زیادہ ہوتا ہے تو پیشاب اور پاخانہ کم ہو جاتے ہیں۔
 یا ہضم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب مادے کا اخراج بذریعہ نازہ و پیشاب زیادہ ہوتا ہے تو پینے اور
 پاخانہ میں کمی ہوتی ہے یا بند ہو جاتا ہے اور اسی طرح جب پاخانے میں زیادتی ہو تو نازہ اور پینے پر اثر پڑتا ہے

پیدا ہو جاتے ہیں جن کے نتیجے میں عفونت (سوزاندہ) کا ہونا لازمی ہے۔

(۲) اسباب ممرضہ

تعریف :- ایسے اسباب رضوتیں اور حالتیں جن کے عمل میں آنے
 سے جسم انسانی کسی نہ کسی مرض میں گرفتار ہو جاتا ہے اور جب تک رفع نہ ہوں۔
 مرض قائم رہتا ہے۔

اقسام :- اسباب ممرضہ کی تین اقسام ہیں (۱) اسباب باویہ (۲) اسباب
 سابقہ (۳) اسباب واسلہ۔

۱۱ اسباب باویہ :- ایسے اسباب جو ظاہری صورت میں ہمارے
 گردنوں و نواح میں پائے جاتے ہیں جن کے اثرات میں مادی چیزوں کا دخل نہ ہو بلکہ وہ کیفیاتی
 دگرہی سردی خشکی تری، ہوں یا نفسیاتی جیسے غم اور غصہ وغیرہ تفصیل ان کی یہ
 ہے کہ وہ اسباب نہ خلطی ہوں اور نہ ترکیبی بلکہ ان کا تعلق خارجی چیزوں سے ہو مثلاً
 گرم ہوا یا سرد ہوا اور نفسیاتی کی صورت میں غصہ اور خوف وغیرہ۔

(۲) اسباب سابقہ :- ایسے اسباب جن کا اثر ہمارے جسم پر ان کے
 مادے کی وجہ سے ظاہر ہو یعنی کسی شے کے کھانے پینے کے بعد جو اثرات پائے
 جاتے وہ انہی کا نتیجہ ہوں گے۔

۱۲ اسباب باویہ اور اسباب سابقہ ایسے اسباب ہیں کہ ان کے اور مرض کے درمیان واسطہ ہوتا
 ہے یعنی وہ براہ راست مرض پیدا نہیں کرتے بلکہ ایسی حالت پیدا کرتے ہیں جو مرض کا موجب بن جاتی
 ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ بعض اطباء نے صرف اسباب سابقہ ہی کو بالواسطہ مرض کا موجب تسلیم

۱۳) اسباب و اصلہ :- ایسے اسباب جن کے بعد معارض نمودار ہوتا ہے یعنی مرض اور سبب میں کوئی فرق یا دوری نہیں پائی جاتی۔ یا دوسرے الفاظ میں ان کے اور مرض کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہوتا بلکہ وہ براہ راست مرض پیدا کر دیتے ہیں کسی دوسری حالت کا ان کو انتظار نہیں ہوتا جس کی بہترین مثال امتلاء مواد کا اجتماع ہے جو بخار کا موجب ہوتا ہے گویا امتلاء بلا واسطہ بخار پیدا نہیں کرتا بلکہ اس کے اور بخار کے درمیان عفونت واسطہ بنتی ہے۔ امتلاء سے ابتداً عفونت لاحق ہوتی ہے اور پھر عفونت سے بخار ہوتا ہے اس صورت میں عفونت سبب واسطہ ہے جس کے ہوتے ہی بخار آجاتا ہے اور امتلاء سبب سابقہ کہلائے گا۔

ربقیہ حاشیہ صفحہ ۷۶) کیا ہے اور بادیہ کو اس سے خارج کر دیا لیکن ہم نے دونوں کو شریک کر دیا کیونکہ اسباب بادیہ اور سابقہ دونوں اقسام واسطہ نہیں ہوتے۔

۱۴) دراصل اسباب و اصلہ اسباب بادیہ اور اسباب سابقہ سے علیحدہ نہیں ہیں بلکہ ان دونوں میں سے جو بھی مرض کا باعث ہو جاتا ہے اسے اسباب و اصلہ کہہ دیا جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ جب یہی دونوں اسباب بادیہ اور سابقہ اپنی شدت اختیار کر لیتے ہیں اور جس کے بعد مرض پیدا ہو جاتا ہے تو یہی اسباب و اصلہ کہلاتے ہیں۔ گویا ہم ان کو واسطہ کا نام اس وقت دیں گے جب ان کے بعد معارض پیدا ہو۔ ان اسباب و اصلہ کو اسباب شریک بھی کہا جاسکتا ہے یعنی جن کی شرکت مرض کے ساتھ پائی جاتی ہے۔

تختلف طبوں کے اسباب فاعلہ (واسطہ) جاتا چاہئے کہ طب یونانی کا سبب فاعلہ مزاج اور مصلطہ کی خرابی ان کی کمی بیشی اور ان کا باقی اگلے صفحہ پر

ربقیہ حاشیہ صفحہ ۷۷) جل جانا ہے آیور ویدک میں دوشوں کا خراب ہو جانا۔ ان کی کمی بیشی یا ان کا مقام بدل لینا ہے۔ ایلو پیتھی میں جو انیم اور زہریلے مواد کا پایا جانا اور کمزوری کا پایا جانا ہے ہومیوپیتھی میں روح روٹل فورس کا بیمار ہو جانا ہے۔ یا یوکیماک میں جسم میں نیکات کی کمی یا خرابی کا پیدا ہو جانا ہے۔ کرم و مو پیتھی میں خون کے اندر رنگوں میں کمی بیشی یا خرابی واقع ہو جاتا ہے۔ مسائیکو پیتھی میں انسانی جذبات میں خرابی واقع ہو جانا اور ان میں کمی بیشی کا ہو جانا یا ان کا غلط تربیت پاجانا ہے فریو پیتھی میں اعضا میں اس قسم کی خرابیاں واقع ہو جاتی ہیں کہ جن سے ان کے افعال میں افراط و تفریط واقع ہو جائے۔

واقع رہے کہ فریو پیتھی کے علاوہ باقی جملہ طریقہ نامے علاج جن اسباب و اصلہ کو تسلیم کرتے ہیں وہ سب تمام اسباب بادیہ یا سابقہ ہیں۔ وہ واسطہ اس وقت تک نہیں بن سکتے جب تک کسی عضو کے فعل میں تغیر واقع نہ ہو۔ مثلاً اگر جراثیم جسم کے اندر اثر انداز ہوں تو وہ کسی عضو کے فعل کو ہی خراب کریں گے یا اگر جسم کے اندر جراثیم کی پیدائش بڑھ جائے تو بھی اس وقت تک مرض ناممکن ہے۔ جب تک جسم کے کسی عضو میں خرابی واقع نہ ہو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحیح طریقہ علاج میں اعضا کے افعال کا جاننا بہت ضروری ہے اور یہی بات اور اصول شیخ الہی نے تشریح مرض میں بیان کیا ہے لیکن اس امر سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اعضا کی خرابی کے ساتھ ساتھ خون کے اندر جو کیمیاوی خرابی اور تغیر پیدا ہوتا ہے اس کا علم بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ اگر اعضا کی خرابی سبب اصلہ ہے تو خون کے اندر کیمیاوی تغیرات سبب بادیہ اور سابقہ کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں اس لئے تشخیص میں اعضا کی خرابی اور خون کی کیمیاوی خرابی دونوں کو علم ضروری اور اہم ہے۔

اسبابِ جُردی

تعریف:- ایسی صورتوں اور حالات کا اظہار جن سے گزشتہ تینوں اسبابِ معرضہ ظہور میں آتے ہیں سردی اسبابِ دراصل کوئی جداگانہ اسباب نہیں بلکہ ان صورتوں اور حالتوں کی تشریح ہے جن سے اسبابِ معرضہ پیدا ہوتے ہیں۔ یہ تین قسم کے ہیں (۱) سوہ مزاج (۲) مرضِ ترکیب (۳) تفرقِ اتصال۔

اسبابِ سوہ مزاج:- ان میں کیفیات - قوی اور عذونت کی تفسیر ہے (۱) سوہ مزاج گرم کے اسباب:- (۱) حرکت جو اعتدال سے تجاوز کر جاتے یہ حرکت یا تو بدنی ہوتی ہے جیسے ریاضت کی کثرت یا نفسانی جیسے غصہ (۲) حرارت بالفعل کی ملاقات جیسے دھوپ یا آگ کی گرمی سے جسم میں گرمی پیدا ہو جائے (۳) حرارت بالقوة کی ملاقات مثلاً گرم دواؤں یا غداؤں کا کھانا یا گرم ضادوں کا اگانا حرارت بالقوة کا مقصد وہ گرمی ہے جو بالفعل گرم تو محسوس نہ ہو لیکن اس کی تاثیر سے بدن گرم ہو جائے جبکہ حرارت بالفعل سے مقصد یہ ہے کہ وہ بحالت موجودہ گرم محسوس ہو (۴) مساماتِ بدن کے کثیف ہو جانا۔ مساماتِ بدن کے کثیف ہو جانے سے حرارت کا اخراج نہیں ہوتا بلکہ اندرونی بدن میں جمع ہو کر گرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور مساماتِ بدن کو کثیف کرنے والی چیزیں بالفعل سردیوں جیسے برف اور بچ یا بالقوة ہوں جیسے ٹھنڈی اور بارو وغیرہ عذونت یعنی مواد کا مٹ جانا جس سے بخار پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی

کی صورت یہ ہے کہ ہر شخص مقام پر گرم بخارات اٹھنا شروع ہو جاتے ہیں جو جسم یا ماحول میں حرارت کا باعث ہوتے ہیں۔

(ب) اسبابِ سوہ مزاج سرد:- (۱) برودتِ سردی، بالفعل کی ملاقات (۲) برودت بالقوة کی ملاقات (۳) کھانے کی بے حدگی - کم کھانے سے خون کم پیدا ہوگا اور حرارتِ غریزی کو کم تقویت ملے گی (۴) کھانے کی بے حد زیادتی - بے حد زیادہ کھانے سے اخلاط نامکمل (چکے) رہ جاتے ہیں جن سے تھمہ و بدہضمی پیدا ہوتی ہے جو بدن کی حرارت کم کر دیتی ہے (۵) مساماتِ کا بہت زیادہ کثیف رہنا جو جانا (۶) حرکت کی زیادتی - حرکت کی زیادتی سے تحلیل کی زیادتی ہو جاتی ہے جو بالآخر سردی پیدا کر دیتی ہے (۷) سکون کی زیادتی - جس سے رطوبت کا اخراج رک جاتا ہے اور بخاراتِ غریزی سرد پڑ جاتی ہے (۸) مساماتِ کا کشادہ ہونا - اس سے حرارتِ غریزی کے بکثرت تحلیل ہونے سے سردی پیدا ہو جاتی ہے۔

(ج) سوہ مزاج خشک کے اسباب:- (۱) بالفعل خشک چیز کی ملاقات اس سے مزاج گرم خشک اور سرد خشک کیفیات کی زیادتی اور نفسیاتی طور پر غصہ اور خوف کا پیدا ہونا ہے (۲) بالقوة خشک چیزوں کی ملاقات (۳) کھانے پینے کی کمی جس سے کم رطوبت پیدا ہوتی ہے جو بدل یا تحلیل کے لئے کافی نہیں ہوتی (۴) حرکت کی زیادتی جس سے رطوبت بکثرت تحلیل ہوتی اور خشکی کا باعث ہوتی ہے۔

(د) سوہ مزاجِ رطب کے اسباب:- (۱) بالفعل تر چیزوں کی ملاقات

جیسے ترمہ اور شیریں پانی سے جام کرنا (۲) بالقوہ ترمہ چیزوں کی ملاقات (۳) کھانے کی کثرت جس جسم میں بکثرت رطوبات اور چربی پیدا ہوتی ہے وہ ہکون کی زیادتی جس سے رطوبات کم تحلیل ہوتی ہیں یا بالکل نہیں ہوتیں۔

(۲) اسباب مرض ترمہ کی بنا پر ان میں فساد شکل تغیر بدن اور مجاری کی خرابیوں کی تفسیر ہے۔

(۱) اسباب فساد شکل :- (۱) قوت مصورہ کا قصور جس سے مراد اُس کے فعل کا ناقص ہونا ہے جس سے اعضا کی مخصوص شکل نہیں بن سکتی (۲) قوت مغیرہ دیکھانے والی کا قصور۔ اس سے مراد اس قوت کا مادہ تولید سے پوری طرح کام زینا اور تیار نہ کرنا ہے (۳) ولادت غیر طبعی۔ اس سے مراد وہ باتیں ہیں جو جسم سے بچہ کے نکلنے وقت واقع ہوں جب کہ بچہ طبعی طور پر نہ نکل سکے (۴) بحیمہ (پٹی بازہضنا) پٹی کے شدت سے باندھنے یا دیر تک قائم رکھنے میں اعضا کی شکل عام طور پر بگڑ جاتی ہے (۵) سکتہ و ضرب اور حرکت غیر طبعی وہ اسباب جو عام طور پر خارج سے واقع ہوتے ہیں مثلاً سکتہ و ضرب دگر بڑھانا اور چوٹ لگانا یا اعضا کے سخت ہونے سے قبل چلنا پھرنایا ان پر دباؤ ڈالنا یا کھینچنا۔

(ب) اسباب اتساع رگشادگی، مجاری :- (۱) قوت ماسکہ کی کمزوری جس سے مجاری کے ریشے ڈھیلے پڑ جاتے ہیں (۲) قوت دفعہ کی شدید حرکت جس کے دباؤ سے راستے زیادہ کھل جائیں (۳) ادویات مفتح دراستوں کو کھول دینے والی دوائیں مثلاً گرم تراندرونی اور بیرونی ادویہ (۴) ادویات مغریہ ڈھیلما کر دینے والی دوائیں جن سے مجاری کے ریشے ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔

(ج) اسباب ضیق مجاری :- ایسے اسباب جن سے مجاری تنگ ہو جاتی ہیں جو اکثر اس قسم کے اسباب ہوتے ہیں جو اسباب اتساع مجاری کے برعکس ہوں۔

(۱) اسباب سمدہ :- (۱) کوئی بیرونی چیز مجاری میں پھنس جائے (۲) مجاری کا منفذ رسوراخ کسی زخم کے بھرنے کے باعث بند ہو جائے (۳) کسی مجری رنالی کے قریب کوئی ایسا دم پیدا ہو جائے جس کے دباؤ سے وہ مجری بند ہو جائے (۴) زیادہ سردی کے باعث سکیٹر پیدا ہو جائے (۵) قوت ماسکہ کا فعل زیادہ سختی کے ساتھ عمل کرے۔

(۲) اسباب خشونت :- ایسے اسباب جن سے اعضا کی سطح کھڑکی ہو جائے اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں داخلی اور خارجی داخلی صورت میں کسی تیزادے کا گرنا اور خارجی صورت میں گرو وغبار اور دھوئیں کا اثر انداز ہونا۔

(۳) اسباب ملانت :- ایسے اسباب جن سے اعضا کی سطح چکھنی ہو جائے اس کی بھی دو ہی صورتیں ہیں۔ داخلی اور خارجی۔ داخلی صورت میں کوئی ایسا درخلط عضو پر گر کر اس کی سطح کو چکنا کر دیتی ہے اور خارجی طور پر جیسے موم روغن کسی عضو کی سطح پر لگایا جائے۔

(۴) مقدار اور عدد کی زیادتی کے اسباب :- (۱) مادے کی کثرت خواہ مادہ اچھا ہو یا خراب (۲) قوت جاذبہ کی شدت جس سے اعضا کے اندر بکثرت مواد جذب ہو جاتا ہے

(۳) مقدار اور عدد کی کمی کے اسباب :- (۱) مادے کی

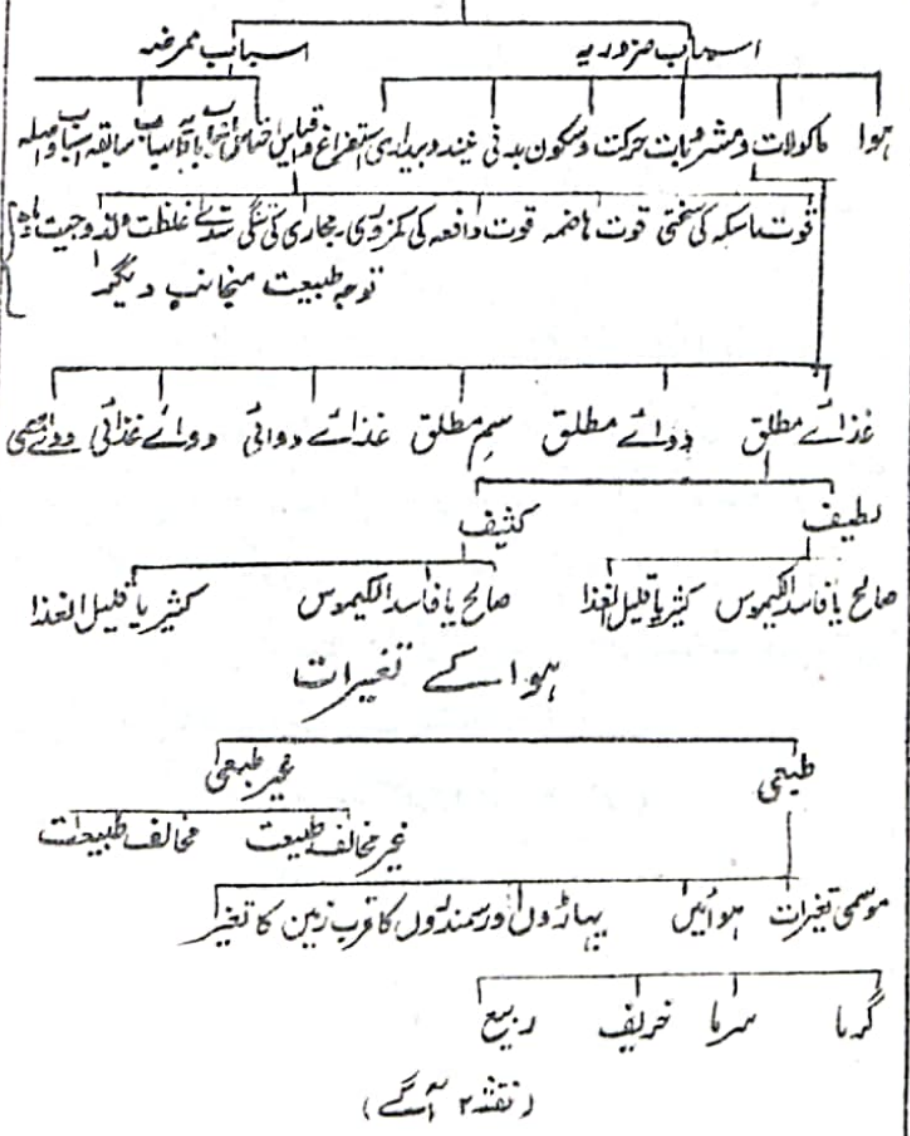
کئی (۲) قوتِ جاذبہ کی کمزوری (۳) قوتِ مصدورہ کی غلطی۔

(ط) اسبابِ فساد و وضع :- ایسے اسباب جن سے کوئی عضو ضرورت کے خلاف دوسرے عضو سے قریب یا دور ہو جائے۔ یہ درج ذیل ہیں (۱) کوئی مادہ تشخیر رکھینے والا (۲) کوئی مادہ مزجیہ رُو صیلا کرنے والا (۳) قرح زخم، کا اثر (۴) کسی خلط کی خشکی (۵) سحر خلط کسی خلط کا سخت ہو جانا (۶) حرکتِ غیرِ طبعی کی زیادتی۔

(س) تفریقِ اتصال :- یہ ایسے اسباب ہیں جن سے جسم کے اندر ٹوٹ پھوٹ واقع ہو۔ اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں داخلی اور خارجی۔ داخلی صورت میں کوئی اکال رکھا جانے والی خلط اس کو گلا سٹرا کر کھا جائے یا کوئی متحرک خلط عضو کو جلا دے یا کوئی لاذع رکاٹنے والی یا صادع دیکھاڑنے والی جسم پر اثر انداز ہو کر نقصان پہنچائے۔ خارجی صورت میں تلوار سے کٹ جانا یا رستی سے باندھ کر جھکا دے دینا یا آگ سے جلنا وغیرہ۔

(نقشہ اسباب صفحہ ۸۴ پر ملاحظہ ہو)

اسباب



اسباب جزوی

سوہ مزاج	مرض ترکیب	تفرق اتصال
سوہ مزاج گرم	سوہ مزاج سرد	سوہ مزاج خشک
۱	۲	۳
فساد شکل	انساع مجاری	ضیق مجاری
زیادتی تعداد عدد	کمی تعداد عدد	فساد وضع
۴	۵	۶
لاشتم	خشونت	لاشتم

محمد مزمل صدیقی 03047152589

جزوہ چہارم

علم العلامات

تعریف:۔ علامات ایسے نشانات کو کہتے ہیں جن سے حالتِ صحت یا حالتِ مرض کا پتہ چلتا ہے۔ یہ علامات گاہے مرض ہوتی ہیں اور گاہے عرض اقسام:۔ علامات کی تین اقسام ہیں جو تین زمانوں کے مطابق پائی جاتی ہیں۔ (۱) ماضی (۲) حال (۳) مستقبل۔

(۱) علامات ماضی:۔ یہ عام طور پر اسبابِ باویہ یا سابقہ پر روشنی ڈالتی ہیں جن سے اکثر ایک معالج ہی فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ جب وہ ان کا اظہار کرتا ہے تو یہ اُس کی نفعیت اور قابلیت پر دلالت کرتا ہے۔ معالج کے لئے اُن کا ہمیشہ ذہن میں رکھنا باعثِ عزت ہے۔ ایسے علامات کو ناکر کہتے ہیں۔

(۲) علامات حال:۔ ان کی دو سوہ نہیں ہیں اول وہ جو مریض بیان کرتا ہے دوسرے وہ جن کا اظہار معالج کرتا ہے۔ مریض اُن کو بیان نہیں کر سکتا لیکن ان کے اثرات سمجھنا ضرور ہے۔ یہ علامات جو مریض بیان کرتا ہے۔ مریض کی ہوتی ہیں اور جو معالج بیان کرتا ہے سببِ واصلہ ہوتی ہیں۔ اور یہی تشخیص اور حقیقتِ مرض پر روشنی ڈالتی ہیں۔ ان کو وال کہتے ہیں۔

۳) علامات مستقبل :- ایسی علامات جن سے مرض کے نیک و بد کا پتہ چلتا ہے کہ مرض خیر و خوبی سے انجام پائے گا یا مریض ختم ہو جائے گا۔ ایسی علامات کے بیان سے معالج کی حذقت اور حدت کا سکہ لکھنا پڑھنا ہے۔ ان سے مریض بھی مستفید ہوتا ہے اور معالج کی شہرت اور عزت بڑھتی ہے۔ ان علامات کو تقدم معرفت کہتے ہیں۔ علاج کے دوران میں ان تینوں قسم کے علامات کا ذہن نشین رکھنا حاذق طبیب کے لئے نہایت اہم ہے۔ یہ تینوں قسم کی علامتیں یا مزاجوں پر دلالت کرتی ہیں یا ترکیب پختی یا تھکاوٹ کی علامتیں ہیں۔ یہ تمام علامات دس جنسوں میں تقسیم کی گئی ہیں۔

۱) مہلس (جھوٹا معلوم کرنا) اگر مہلس چھوڑ کر گئی محسوس کرے تو یہ حرارت کی علامت ہوگی اگر سردی محسوس کرے تو یہ سردی کی علامت ہوگی۔

۲) مہلس (جھوٹا معلوم کرنا) اگر مہلس چھوڑ کر گئی محسوس کرے تو یہ حرارت کی علامت ہوگی اگر سردی محسوس کرے تو یہ سردی کی علامت ہوگی۔

۳) مہلس (جھوٹا معلوم کرنا) اگر مہلس چھوڑ کر گئی محسوس کرے تو یہ حرارت کی علامت ہوگی اگر سردی محسوس کرے تو یہ سردی کی علامت ہوگی۔

۳) بال :- بال اگر جلد لگیں تو خشکی کی علامت ہے۔ بالوں کی کثرت گرمی پر دلالت کرتی ہے اور قلت رطوبت پر۔ ان کی غلظت (موٹاپا) بخارات و دخانیہ کی کثرت پر اور باریک ہونا بخارات و دخانیہ کی قلت پر دلالت کرتا ہے۔ بالوں کا گھنگھریلا ہونا گرمی خشکی پر اور سیدھا ہونا سردی نرمی پر دلالت کرتا ہے۔ رنگت کے لحاظ سے بالوں کی سیاہی گرمی پر صہوبت (پیاز رنگ) سردی پر اور شہرت (زرردی بال) سردی پر اور سرخی (حمرت) سردی پر دلالت کرتی ہے۔ دو نوں اعتدال کے قریب ہونے پر دلالت کرتے ہیں بالوں کی سفیدی سردی پر جس کے ساتھ کبھی تری کبھی خشکی ہوتی ہے۔

۴) بدن کی رنگت :- رنگت کی سفیدی حرارت کی کمی پر سیاہی خشکی کی کثرت پر سرخی خون کی زیادتی پر۔ زرردی اور سرخی حرارت کی کثرت پر سرخی سردی اور خشکی پر۔ دلالت کرتی ہے سفید رنگ بلغم کی علامت ہے اور سیاہی ریسے کی مانند رنگ سردی اور تری پر دلالت کرتا ہے۔

۵) اخلاط :- رونا خون کی زیادتی کی علامات :- سر کی گرانی۔ انگریزی جھانسی۔ اونگھ۔ حواس کی کمزورت۔ ذہن کی کمزوری۔ ذائقے کی تیزی بدن اور زبان کا سرخ ہونا۔ چھوڑے پھنسیوں کا نکلنا۔ برآسانی پھٹ جانا۔

۶) بلغم کی زیادتی کی علامات :- بدن کی رنگت کا سفید ہونا۔ بدن کا ڈھیلہ ہونا۔ بدن کا ملائم اور سرد محسوس ہونا۔ لعاب دہن کا بکھرت محسوس ہونا۔ پیاس کی کمی لیکن جب بلغم کے ساتھ صفراء ملا ہوا ہوتا ہے تو پیاس زیادہ لگتی ہے۔

کھاری ڈھیس، ڈکاریں، نیند کی زیادتی بلغم کی زیادتی کی علامات ہیں۔
 (۱۱) صفراء کی زیادتی کی علامات :- بدن اور آنکھ کی زردی۔
 ذائقہ کی تلخی۔ زبان کا کھردرا ہونا۔ منہ اور نتھنوں کی خشکی۔ پیاس کی زیادتی
 منصف اشتہا۔ متلی اور پھریری رکپھی، یہ سب صفراء کی زیادتی کی علامات
 ہیں۔

(۱۲) سودا کی زیادتی کی علامات: جسم کی لاغری اور نیلا ہونا۔ خون کی
 سیاہی اور گاڑھا ہونا۔ غور و فکر کی زیادتی۔ معدے کی جلن۔ ترش ڈکاریں
 اشتہائے کاذب۔ فارورہ کانیا سیاہ ہونا اور اکثر سرخ و غلیظ رہنا۔ بدن
 کی رنگت میں سیاہی اور بالوں کا زیادہ ہونا سودا کی زیادتی کی علامات ہیں۔

(۱۳) اعضا کی ساخت: ہاتھ پاؤں کا بڑا سینہ اور رگوں کا کشادہ
 اور ابھرا ہونا جوڑوں کا ظاہر ہونا یہ سب حرارت کی علامات ہیں اور ان کے
 برعکس سردی کی علامات ہوں گی۔

(۱۴) طبیعی افعال: صحیح اور کامل افعال اعتدال کی علامات ہیں اور ناقص
 اور باطل افعال سردی پر دلالت کرتے ہیں۔ کاموں میں حسرتی اور چالاکی گرمی اور
 اس کے برعکس حسرتی اور غبی پن سردی کی علامات ہیں۔ پریشان۔ بے ترتیب
 اور بے قاعدہ افعال حرارت کی زیادتی پر دلالت کرتے ہیں۔

(۱۵) نیند اور بیداری: معتدل نیند و بیداری اعتدال مزاج کی
 دلیل ہے۔ بیداری کی کثرت گرمی خشکی کی علامت ہے اور نیند کی کثرت سردی زیادتی
 پر دال ہے۔ نیند میں انسان جو خواب دیکھتا ہے۔ اس میں بھی بعض چیزیں مزاج

پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسے خواب میں آگ اور شعلوں اور دیگر زرد سرخی مائل
 چیزوں کو دیکھنا صفر کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے۔ بارش۔ اولے۔ بادل۔
 ہنروریا۔ پانی وغیرہ اور سفید چیزوں کے خواب آنا بلغم کی علامت ہے۔
 سرخ چیزوں۔ بہتا ہوا خون۔ جنگ و جدل کا دیکھنا غلبہ خون کی دلیل ہے
 سیاہ و خوفناک چیزوں مثلاً وھوں سیاہ گائے بھینس، ریکھ وغیرہ کا دیکھنا سیاہی کی علامت ہے
 (۹) انفعالات انسانی: تیز مزاجی۔ کلام کی کثرت۔ سرعت اور تسلسل سب
 حرارت پر دلالت کرتے ہیں۔ بے حیائی۔ طیش۔ جبرأت۔ شدت حرارت کی علامات
 ہیں اور ان کی برقراری بیوست پر اور فوری زائل ہو جانا رطوبت پر دلالت کرتا
 ہے۔ بزدلی۔ خوف۔ سردی کی علامات ہیں۔ غم اور غصہ اور مسرت حرارت کی علامت
 ہیں جیسا اور وقار کی زیادتی گرمی اور رطوبت پر دلالت کرتی ہیں۔

(۱۰) فضیلت: فضیلت کی زیادتی۔ ان میں بوجہ رنگت میں کثرت حرارت
 کی دلیل ہیں اور اس کے برعکس سردی کی علامت ہیں۔

اقسام علامات

ماضی	حال	مستقبل
	اجناس علامات	
بہن، لہم و لحم، بال، بدن کی رنگت، اخلاط، ساخت، اعضا، طبیعی افعال		
نیند و بیداری	انفعالات انسانی	فضیلت

نبض

تعریف: نبض شران کی اس حرکت کا نام ہے جو دل کے انقباض
 سکڑنا، اور انبساط دھیلنا کے ساتھ ان میں خون پھینکنے سے پیدا ہوتی
 ہے۔ یہ حرکت جسم کی تمام شران میں پیدا ہوتی ہے مگر یہاں پر مخصوص وہ شران
 ہیں جو بعض مقامات پر نمایاں ہوتی ہیں جن کو انگلیوں سے محسوس کیا جاسکتا
 ہے جیسے کلائی کی شریان کینڈی کی شران اور کھنکھنے کی شریان نبض سے مراد
 انہی شران خصوصاً کلائی کی شریان کی حالت کو محسوس کرنا ہے جس سے اکثر
 علامات جسم کا پتہ چلتا ہے۔

یادداشت: بعض لوگوں کا جن میں اکثریت یورپی طب والوں کی
 رڈاکرول کی ہے کا خیال ہے کہ نبض سے سوائے حرکات قلب کے اور
 کسی مرض کا پتہ نہیں چل سکتا مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ فن نبض شناسی سے
 آگاہ نہیں۔ جو لوگ فن نبض شناسی سے آگاہ اور اس پر پوری دسترس
 رکھتے ہیں ان کے لئے نبض دیکھ کر امراض کا بیان کر دینا بلکہ ان کی تفصیلات
 کا ظاہر کر دینا کوئی مشکل نہیں۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ ذیل میں
 نبض کو اچھی طرح طالب علم کے ذہن نشین کرادیں کیونکہ ایک نبض شناس
 معالج نہ صرف اس فن پر پوری طرح دسترس حاصل کر لیتا ہے بلکہ وہ بڑی
 عزت اور وقار کا مالک بھی بن جاتا ہے۔ اس لئے ہر معالج کا یہ فرض اولیٰ ہے
 کہ وہ پوری کوشش سے اس فن کو حاصل کرے۔

محمد مزمل صدیقی 03047152589

حرکت کی تعریف: حرکت کی تعریف اور اس کے معمولات کا بیان
 علم طب سے وابستہ نہیں بلکہ اس کا تعلق فلسفہ طبیعی سے ہے ہم یہاں اس
 کے فلسفہ سے بحث نہیں کریں گے کہ یہ حرکت اپنی ہے وضعی ہے یا اس کا
 تعلق کم اور کیف سے ہے۔ اس کی آسان تعریف جو سمجھ میں آسکتی ہے۔ وہ
 یہ ہے کہ جسم کا قوت سے فعل میں بتدریج آنا حرکت کہلاتا ہے۔ بتدریج
 سے مراد یہ ہے کہ اس میں کچھ زمانہ صرف ہو خواہ ایک ثانیہ یا ایک دن۔ اس لحاظ سے
 حرکت خواہ کس قدر تیز ہو سب کو بتدریج کہنا پڑے گا۔
 جاننا چاہئے کہ دوڑنا بھی حرکت ہے۔ چلی کا گھومنا بھی حرکت ہے۔
 گرمی سے پارے کا پھیلنا بھی اور سردی سے سکڑنا بھی حرکت ہے۔ نبض
 کی حرکت کس قسم کی ہے۔ اس میں اطباء کا اختلاف ہے۔ ہم اس بحث میں نہیں
 پڑنا چاہتے۔ البتہ یہ ضرور واضح کریں گے کہ یہ حرکت اس کی ذاتی ہے یا
 قلب کے سکڑنے اور پھیلنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اطباء کا اس میں اختلاف ہے
 جالینوس وغیرہ کا خیال ہے کہ شران کی حرکت قلب کی حرکت کے تابع نہیں ہے
 بلکہ شران میں حرکت کوئی ذاتی قوت ہوتی ہے خواہ یہ قوت حیوانیہ ہو یا طبعیہ۔
 دوسرے لوگوں کا خیال ہے کہ شریان کی حرکت قلب کی حرکت سے پیدا ہوتی ہے۔ حسب
 موجودہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ ان کا خیال ہے کہ قلب کے پھیلنے کے وقت
 شریان سکڑتی ہے اور قلب کے سکڑنے کے وقت شریان پھیلتی ہے۔ اس
 کے برعکس بعض معتدین کا یہ خیال ہے کہ قلب کے انبساط کے وقت شریان پھیلتی
 ہے اور قلب کے سکڑنے کے وقت شریان سکڑتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ شریان پھیلنے اور سکڑنے کا عمل اس کے عضلات کے سکڑنے اور پھیلنے پر منحصر ہے، اور قلب کا پھیلنا اور سکڑنا بھی اس کے عضلات کے ذریعہ عمل میں آتا ہے گویا سکڑنے اور پھیلنے کا عمل عضلات کا ذاتی ہے جو حرارت کے ساتھ پھیلتا ہے اور حرارت کی کمی کے باعث سکڑتا ہے۔ اس لئے جسم کے تمام عضلات اپنی اس حرکت کو خود حرارت کے تحت قائم رکھتے ہیں اور حرارت کی نفی کے ساتھ ختم کر دیتے ہیں۔

نبض دیکھنے کا طریقہ:۔ طیب اپنی چاروں انگلیاں مریض کی کلائی کے اُس طرف رکھے جس طرف کلائی کا گونگٹھا ہو اور شہادت کی انگلی پیچھے کی ہڈی کے ساتھ نیچے کی طرف اور چھ شریان کی حرکت کا احساس کرے۔ یہ احساس مندرجہ ذیل جنسوں میں واضح ہوگا۔

۱۔ ماڈرن سائنس کا مسلما اصول ہے کہ قوت سے حرکت پیدا ہوتی ہے اور حرکت سے حرارت کی پیدائش عمل میں آتی ہے اور یہی نظام زندگی میں رواں دواں ہے نبض کے سلسلہ میں بھی ہم مریض کے جسم میں یہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس کے جسم میں اس قوت کی زیادتی ہے یا حرکت کی زیادتی ہے یا حرارت کی زیادتی یا ان میں سے کس کس کی کمی ہے اور اسی کے تحت نبض کی باقی جنسیں بھی قائم ہو سکتی ہیں۔ جن کی تفصیل کتاب میں درج ہے نبض کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے اس قدر جان لینا ضروری ہے کہ نبض رُوح کے ظروف (قلب و شریان) کی حرکت کا نام ہے جو انبساط اور انقباض سے مرکب ہوتی ہے جس کا سبب ہم مقصد یہ ہے کہ نسیم کو جذب کر کے رُوح کو ٹھنڈا کر پہنچائی جائے اور فضلات و خانیہ کو خارج کیا جائے اس کا نتیجہ (ٹھوکر یا قریع) دو حرکتوں اور دو سکونوں سے مرکب ہوتا ہے کیونکہ ہر ایک نبض

اجناس نبض: نبض کی دس اجناس ہیں۔ (۱) مقدار (۲) قریع نبض (۳) زمانہ حرکت (۴) قوام آمد (۵) زمانہ سکون (۶) مقدار رطوبت و شریان کی کیفیت (۷) وزن حرکت (۸) استواء و اختلاف نبض (۹) نظم نبض۔

(۱) مقدار: بمقدار کی تین قسمیں ہیں (۱) طویل (۲) عریض (۳) مشرف اور پھران میں سے ہر ایک کی تین تین صورتیں ہیں گویا نقل و صوت میں ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) طویل (ریشی) وہ نبض ہے جس کے اجزاء معتدل شخص (تندرست) کی نبض کی نسبت لمبائی میں زیادہ محسوس ہوں۔ ایسی نبض حرارت کی زیادتی کو ظاہر کرتی ہے۔

(ب) قصیر (چھوٹی) یہ نبض کی صورت طویل کے مقابل اس کی طوالت کی کمی کا اظہار کرتی ہے لیکن درحقیقت اس کا تعلق طویل نبض سے ہی ہے۔ صرف وہ اس کی طوالت کی قصور کمی کا اظہار کرتی ہے اور اس اظہار سے مراد حرارت کی کمی کو ظاہر کرتا ہے۔

(ج) معتدل: در درمیانی: نبض کی یہ صورت طویل اور قصیر دونوں کے درمیان واقع ہوتی ہے یعنی یہ بھی وہی طویل نبض ہے جو یہ ظاہر کرتی ہے کہ نبض طوالت اور قصیر میں اعتدال پر ہے اس سے مراد حرارت کا اعتدال ہے۔

بقیہ حاشیہ ۹۱) انبساط اور انقباض سے مرکب ہوتا ہے یہ دونوں حرکتیں ایک دوسرے سے متضاد ہیں اور ہر دو متضاد حرکتوں کے درمیان سکون کا ہونا ضروری ہے۔

ریا دداشتت: نبض طویل دراصل ایک ایسی صورت ہے جس سے حرارت جسم کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن جب جسم میں حرارت کم ہو تو وہی نبض قصیر بن جاتی ہے۔ اور جب حرارت اعتدال پر ہو تو اسی نبض کو ہم معتدل کہہ دیتے ہیں۔ یہ تشریح صرف اس لئے کی گئی ہے کہ طالب علم ایک کی بجائے تین اقسام کے چکر میں نہ پڑے بلکہ اس طویل کو ایک ہی کی تین صد تین سمجھے اور ذہن نشین کرنے میں آسانی ہو۔

طویل نبض جانچنے کا معیار: چونکہ نبض انگلیوں سے دیکھی جاتی ہے اس لئے طوالت قصور معتدل کو اپنے کے لئے انگلیاں ہی معیار مقرر کی گئی ہیں جس کا طریقہ یہ ہے کہ نبض دیکھنے میں جو چار انگلیاں متعال کی جاتی ہیں جن کا ذکر گزشتہ صفحات میں کیا گیا ہے وہی اس مقصد کے لئے معیار بھی ہیں مثلاً اگر نبض کی لمبائی ان چار انگلیوں تک یا اس سے بھی گزرتی ہو تو محسوس ہو تو ہم ایسی نبض کو طویل کہیں گے۔ اگر اس کی طوالت دو تین انگلیوں کے درمیان رہے تو یہ معتدل ہوگی اور اگر دو سے کم ہو جائے تو یہ نبض قصیر ہوگی۔

(۲) عریض: (چوڑی) وہ نبض ہے جس کی چوڑائی معتدل شخص کی نسبت زیادہ محسوس ہو۔ یہ نبض رطوبت کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔
(ب) ضیق: (تنگ) یہ نبض عریض کی کمی کا اظہار کرتی ہے اور اس طرح رطوبت کی کمی پر دلالت کرتی ہے۔

(ج) معتدل: وہ نبض ہے جو عریض اور ضیق کے درمیان ہو۔

ایسی نبض رطوبت اور بیہوشی کے لحاظ سے بدن کی اعتدالی حالت پر دلالت کرتی ہے۔

ریا دداشتت: نبض عریض بھی نبض طویل کی طرح نبض کی ایسی حالت کا اظہار کرتی ہے جس سے بدن کی رطوبات کی زیادتی کا پتہ چلتا ہے۔ اور رطوبات ضرورت سے کم ہو جائیں تو اس کا نام نبض ضیق رکھ دیا گیا اور جب ضرورت کے مطابق اور اعتدال پر ہوں تو اس کو معتدل کہتے ہیں۔ دراصل یہ معتدل عریض اور ضیق کے بالمقابل ہے۔ گویا جب نبض عریض کا ذکر آئے گا یا اس نبض کا علم ہوگا تو مراد رطوبت ہوگی۔ جیسے کہ نبض طویل سے مراد حرارت ہے۔ اور اس کا معتدل ہونا اس کا اعتدالی ہے۔

جانچنے کا معیار: نبض پر چاروں انگلیاں اس طرح رکھیں کہ وہ اپنے سروں پر کھڑی ہو جائیں اور پھر ان کے پوروں کے سروں سے نبض کا احساس کریں۔ اگر نبض کی چوڑائی نصف پورے کی چوڑائی سے زیادہ ہو تو نبض عریض ہے۔ اگر نصف پورے تک ہے تو معتدل اور اگر نصف سے کم یا تقریباً چوتھائی کے برابر ہو تو ضیق ہوگی۔

(۳) متشرف (بلند): وہ نبض ہے جس کے اجزائے معتدل شخص کی نبض کی نسبت بلندی میں زیادہ محسوس ہوں ایسی نبض حرکت کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے (ب) منخفض (پست): وہ نبض ہے جو متشرف کی کمی کا اظہار کرتی ہے اور حرکت کی کمی پر دلالت کرتی ہے۔

(ج) معتدل: وہ نبض ہے جو متشرف اور منخفض کے درمیان ہو اور یہ

اعتدال پر دلالت کرتی ہے۔

ریا د دانشت) مندرجہ بالا دونوں نبضوں طویل اور عریض کی طرح مشرف بھی ایک ہی نبض ہے جو حرکت پر دلالت کرتی ہے اور اس کی باقی دو صورتیں اس کی کمی اور اعتدال پر دلالت کرتی ہیں۔ مشرف نبض کا دیکھنا جانتا نبض کی حرکت کا جانتا ہے

چا پختے کا معیار :- چاروں انگلیاں نبض کے مقام پر ایسی آہستگی سے رکھیں کہ انگلیوں کا نبض پر دباؤ نہ پڑے۔ اگر انگلیاں رکھنے کے ساتھ ہی نبض کا احساس ہو تو نبض مشرف ہوگی۔ اگر نبض کا احساس نہ ہو تو بھیر کلائی پر یہاں تک دباؤ ڈالا جائے کہ نبض کا احساس ہونے لگے اگر احساس کلائی کی بڑی کے پاس اخیر میں جا کر ہو تو یہ نبض منخفص ہوگی اور اگر مشرف اور منخفص کے درمیان ہو تو معتدل لیکن اتنا یاد رہے کہ بعض وقت نبض کا احساس معتدل اور مشرف کے درمیان اور منخفص کے درمیان بھی ہوتا ہے چن دو کے درمیان احساس ہو تو اس کی علامت غالب ہوگی یہ

۲) قرع (ٹھوکس) :- نبض ٹھوکس کے لحاظ سے ہے جو انگلیوں کو محسوس ہوتی ہے اس اعتبار سے اس کی تین قسمیں ہیں (۱) قوی (۲) ضعیف (۳)

۱) مقدار سے مراد کسی چیز کی لمبائی چوڑائی اور گہرائی کے متعلق معلوم کرتا ہے نبض کا مقدار کا مقصد اس کی حالت انبساط کا تینوں قطروں میں جانتا ہے تاکہ مریض کی حالت کا پورا پورا علم ہو جائے۔

معتدل۔

(۱) قوی :- وہ نبض ہے جو انگلی کے پوروں کے گوشت کو اس زور سے ٹھوکر لگائے کہ اس کا اثر پورے کی گہرائی تک پہنچتا محسوس ہو۔ ایسی نبض قوت حیوانی کے قوی ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

(۲) ضعیف :- وہ نبض ہے جو قوی کے بالمقابل پائی جائے اور یہ قوت حیوانی کے ضعیف ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

(۳) معتدل :- وہ نبض ہے جو قوی اور ضعیف کے درمیان ہو اور یہ قوت حیوانی کے معتدل ہونے کی علامت ہے۔

چا پختے کا معیار :- چاروں انگلیاں نبض پر کہیں پھیران کو آہستہ آہستہ دبائیں اس کے بعد معلوم کریں کہ انگلیاں نبض کو آسانی سے دبا رہی ہیں یا نبض ان کی سختی کے ساتھ تشکیل رہی ہے۔ یہاں یہ بھی پھیر لیں کہ نبض قرع سے مراد قوت حیوانی کا چا پختا ہے اور اس کا ضعف اور اعتدال اس کے بالمقابل اور درمیانی مقام ہے۔

(۳) زمانہ حرکت :- یہ نبض حرکت کے زمانے کے لحاظ سے ہے اور اس کی بھی تین قسمیں ہیں (۱) سریع (۲) بطی (۳) معتدل۔

(۱) سریع :- وہ نبض ہے جس کی حرکت مختصر عرصے میں ختم ہو جاتی ہے اور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قلب کو ہوائے سرد نسیم کی بہت

شہ ہوائے سرد (سرد) سے یہاں مراد نسیم یعنی آکسیجن ہے زمانہ حرکت کا سریع ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ جسم میں دھان دکا ربابک الیڈکس کا زیادتی ہے۔

محمد مزمل صدیقی 03047152589

حاجت ہے۔

۲) لبتلی :- وہ نبض ہے جو سر پچ کے مخالف ہو اور اس چیز کی علامت ہے کہ قلب کو ہوائے سرد کی حاجت نہیں۔

۳) معتدل :- جو سر پچ اور بطبع کے درمیان پائی جائے۔ یہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ہوائے سرد کی کسی قدر ضرورت ہے۔
 جانچنے کا معیار :- انگلیاں رکھنے کے بعد یہ محسوس کریں کہ نبض کی حرکت کتنے وقفہ کے بعد پیدا ہوتی ہے یعنی اس کے ایسا ط اور انقباض کا درمیانی وقفہ کتنا ہے۔ بالفاظ دیگر وہ تیزی کے ساتھ اپنی حرکات کو پورا کرتا ہے یا سستی کے ساتھ۔ اس امر کا بھی سابقہ نبض کی طرح خیال رکھیں کہ اس نبض میں قرع کی طرح حرکت ہی کو مد نظر رکھنا ہے اور اس میں سر پچ لبتلی اور معتدل اس کے صرف درجات ہیں
 ۴) قوام آلہ شریان کی سختی و نرمی :- یہ نبض شریان کی حالت جسم کا اظہار کرتی ہے اور اس اعتبار سے اس کی تین اقسام ہیں (۱) صلب (۲) لین (۳) معتدل۔

(۱) صلب :- وہ نبض ہے جس کو انگلیوں سے دبائے پر اس میں سختی کا اظہار ہو یہ بدن کی خشکی پر دلالت کرتی ہے۔
 (۲) لین :- وہ نبض ہے جو صلب کے مخالف ہو یہ رطوبت پر دلالت کرتی ہے۔

(۳) معتدل :- وہ نبض ہے جو سخت (صلب) اور نرم (لین) کے

درمیان ہو اور اس کی علامت ہے کہ جسم نبض متوسط حالت میں ہے۔
 جانچنے کا معیار :- نبض پر انگلیاں رکھ کر جسم نبض کو محسوس کریں اور یہ جانچنے کی کوشش کریں کہ اس کا جسم آسانی کے ساتھ دیتا ہے یا نہیں اس امر کو بھی ذہن نشین کر لیں کہ یہ نبض صرف جسم نبض کی سختی اور نرمی اور معتدل کو جانچنے کے لئے ہے۔ گویا صرف آلہ نبض کو دیکھنا ہے۔ مثلاً کسی ربرٹ کے آلہ ریٹوب میں اگر پانی بھرا ہو تو اس میں صرف اس ربرٹ کو محسوس کرنا پڑے گا کہ وہ سخت ہے یا نرم۔ پانی کی زیادتی۔ کمی اور دباؤ کا محسوس کرنا مد نظر نہیں۔

(۵) زمانہ سکون :- یہ نبض زمانہ سکون کے اعتبار سے ہے۔ اس کی تین اقسام ہیں (۱) متواتر (۲) متفاوت (۳) معتدل۔
 (۱) متواتر :- وہ نبض ہے جس میں وہ زمانہ تھوڑا ہو جو دو ٹھوکروں کے درمیان محسوس ہوا کرتا ہے۔ یہ نبض قوت حیوانی کے ضعف کی دلیل ہے۔
 (۲) متفاوت :- یہ نبض متواتر کے مخالف ہوتی ہے اور قوت حیوانی کی شدت اور قوت پر دلالت کرتی ہے۔

(۳) معتدل :- وہ نبض جو متواتر اور متفاوت کے درمیان ہو اور قوت حیوانی کی متوسط حالت کو ظاہر کرتی ہے۔
 جانچنے کا معیار :- حسب دستور انگلیاں رکھیں اور غور کریں کہ کتنی دیر کے بعد ٹھوکرا کر انگلیوں کو لگتی ہے اور پھر دوسری ٹھوکرا کے بعد درمیانی وقفہ کو مد نظر رکھیں بس یہی زمانہ سکون ایسا زمانہ ہے

کہ جس میں شریان کی حرکت بہت کم محسوس ہو بلکہ بعض اوقات اس کی حرکت محسوس ہی نہیں ہوتی اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے نبض انگلیوں کے ساتھ ٹھہری ہوئی ہے اس کا متواتر ہونا بھی اپنی معنوں میں ہے کہ اس کا سکون متواتر قائم ہے البتہ متواتر نبض متفاوت کی نسبت اپنی حرکت کا زیادہ اظہار کرتی ہے۔

(۶) مقدار رطوبت: نبض کی جنس رطوبت کے اعتبار سے ہے جو رگوں کے جوف میں بھری ہوئی ہے اس اعتبار سے اس کی تین اقسام ہیں (۱) ممتلی (۲) خالی (۳) معتدل۔

(۱) ممتلی ریریا بھری ہوئی خون اور روح کی کثرت پر دلالت کرتی ہے (۲) خالی ممتلی کے مخالف ہوتی ہے۔

(۳) معتدل: ممتلی اور خالی کے درمیان اور خون اور روح کے اعتدال پر دلالت کرتی ہے۔

جانچنے کا معیار: حسب دستور انگلیاں رکھیں اور نبض کے جسم کا مطالعہ کریں۔ اس کی صورت ایسی ہوگی جیسے کسی پانی سے بھری ہوئی ٹیوب کے اندر پانی کی مقدار کا اندازہ لگایا جائے کہ ٹیوب میں پانی ٹیوب کے جوف کے اندازے سے زیادہ ہے یا کم۔ بالکل اسی طرح نبض ضرورت سے زیادہ پھولی ہوگی اور بانے سے اس کا اندازہ پوری طرح سے ہو سکے گا۔ اگر ممتلی ہوگی تو اس میں ضرورت سے زیادہ خون اور روح ہوگی جو صحت کے لئے مضر ہے، اسی طرح خالی نبض بھی جو خون اور روح کی کمی کی علامت

ہے کمزوری کی دلیل ہے
(۷) شریان کی کیفیت: نبض کی جنس شریان کی گرمی۔ سردی پر دلالت کرتی ہے۔ اس کی تین اقسام ہیں۔
(۱) حار: وہ نبض جو روح اور خون کی گرمی پر دلالت کرتی ہے۔ جو اس کے اندر ہوتا ہے۔

(۲) بارد: وہ نبض جو خون اور روح کی سردی پر دلالت کرتی ہے۔ (۳) معتدل: جو حار اور بارد کے لحاظ سے اعتدال پر ہو۔
جانچنے کا معیار: اس نبض کا پہچاننا کوئی مشکل نہیں۔ بڑی آسانی سے پتہ چل جاتا ہے

(۸) وزن حرکت: نبض حرکت کے وزن کے اعتبار سے ہے جو ظاہر کرتی ہے کہ نبض کا زمانہ حرکت اور زمانہ سکون مساوی ہے اگر یہ زمانہ صحیح صورت میں مساوی ہو تو نبض انقباض اور انبساط کے لحاظ سے معتدل حالت میں ہوگی اس کی بھی تین صورتیں ہیں۔

(۱) جید الوزن: وہ نبض ہے جس کا انقباض اور انبساط معتدل
نبض کے انقباض اور انبساط کو سمجھنے کے لئے ایک رٹھ کا ٹکڑا کسی دوسرے آدمی کو پکڑادیں اور وہ اس کے دونوں سردی کو پکڑ کر کھینچے اور لبا کرے پھر اس کو ڈھیلا کر کے دل میں اپنی جگہ پر لے آئے جب وہ بار بار ایسا کرے تو اپنی انگلیاں اس رٹھ سے لگے پر وہ دیکھیں اور اس کو محسوس کرنا شروع کریں کہ اس کے سمجھنے یا لگنے کیسی محسوس کرتی ہیں اور رٹھ سے لگے پر کیسی محسوس کرتی ہیں۔

حالت میں ہو۔

(۲) خارج الوزن :- وہ نبض ہے جس کا انقباض اور انبساط مساوی نہ ہو بلکہ دونوں میں کمی بیشی پائی جائے۔ یہ نبض صحت کی خرابی کی دلیل ہے۔
 (۳) دی الوزن :- یہ نبض عمر کے اعتبار سے اپنے وزن کو صحیح ظاہر نہیں کرے گی یعنی بچے، جوان اور بوڑھے کی نبض کے اوزان کی اپنی نبض کے مطابق نہ ہوں۔ بلکہ دوسری عمر کے مطابق ہوں۔

جانچنے کا معیار :- حسب دستور انگلیاں نبض پر رکھیں اور اس کی انقباضی اور انبساطی صورت کا مطالعہ کریں۔ نبض جب پھیلے تو اس کو حرکت نہ سالی کہتے ہیں اور جب اپنے اندر کڑے تو اس کو حرکت انقباض کہتے ہیں تو ان دونوں کے زمانوں کا فرق یہی اس کا وزن ہے اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ ہر عمر کے زمانہ میں نبض دوسری عمر سے مختلف ہوتی ہے اس لئے ہر عمر کے انقباض اور انبساط کو ضرور مد نظر رکھیں بچپن میں انبساط زیادہ ہوتا ہے اور بوڑھاپے میں انقباض بڑھ جاتا ہے اور جوانی میں تقریباً برابر ہوتی ہیں۔

(۹) استواء و اختلاف نبض :- یہ جنس اجزائے نبض کے استواء اختلاف کے اعتبار سے ہے اس کی صرف دو صورتیں ہیں (۱) مستوی (۲) مختلف (۱) نبض مستوی :- وہ نبض ہے جس کے تمام اجزائے تمام باتوں میں باقی نبض سے مشابہ ہوں۔ یہ نبض بدن کی اچھی حالت ہونے کی علامت ہے۔
 (۲) نبض مختلف :- وہ نبض ہے جو مستوی کے مخالف ہو اور اس کے برعکس پر دلالت کرتی ہے۔

معیار :- حسب دستور انگلیاں رکھیں اور جس قدر اجناس گزریں گی ان کو بچہ بخور دیکھیں اور یہ جاننے کی کوشش کریں کہ ان میں کوئی ربط قائم ہے یا نہیں اگر ان میں ربط قائم ہے تو وہ مستوی ہے ورنہ مختلف۔ گویا یہ نبض یہ ظاہر کرتی ہے کہ تمام اجناس نبض مقدار قرعہ زمانہ حرکت رقوم آگہ وغیرہ میں ایک ربط قائم ہے۔

(۱۰) نظم نبض :- یہ نبض مندرجہ بالا نبض مختلف کے اعتبار سے منظم اور غیر منظم حالت کا اظہار کرتی ہے اس کی کبھی دو صورتیں ہیں (۱) مختلف منظم (۲) مختلف غیر منظم

(۱) مختلف منظم :- وہ نبض ہے جس میں نبض کی اختلافی حرکت ایک ہی نظام پر قائم ہو نبض یہ ظاہر کرتی ہے کہ نبض میں جو اختلاف پیدا ہو چکا ہے وہ اپنی حالت پر قائم ہے یعنی وہ ایک نظام کے تحت چل رہا ہے۔
 (۲) مختلف غیر منظم :- جو مختلف منظم کے مخالف ہوتی ہے گویا وہ یہ ظاہر کرتی ہے کہ نبض کے حالات بلا کسی خاص نظام کے بدلتے رہتے ہیں۔ مثلاً ایک نبض جس کی کبھی دوسری ٹھوکر سخت ہو جاتی ہے کبھی میسری چوکتی اور کبھی دسویں ٹھوکر کے بعد ایک ٹھوکر سخت ہو جاتی ہے۔

یادداشت :- حکماء نے دسویں جنس کو نبض کے اقسام میں شریک نہیں کیا۔ کیونکہ ان کا خیال ہے کہ دسویں جنس بھی نویں جنس کی طرح ہی ہے۔ نویں جنس بھی باقی نبضوں کا استواء و اختلاف ظاہر کرتی ہے جس کا مقصد نبض کا صحت اور مرض کی طرف لوٹنے کا اظہار ہے ورنہ اس کا

اور کوئی مقصد نہیں۔ اس طرح دسویں جنس بھی نویں جنس کی مختلف نبض کے نظم کو ظاہر کرتی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ مریض میں صحت کی طرف لوٹنے کی استعداد ہے یا وہ موت کے قریب جا رہا ہے۔

مرکب نبض کے اقسام

تعریف :- مرکب نبض اس نبض کو کہتے ہیں جس میں چند مفرد نبضیں مل کر ایک حالت پیدا کرتی ہیں۔ اس سلسلہ میں اطباء نے نبض کی چند مرکب صورتیں بیان کی ہیں جس سے جسم انسان کی بعض حالتوں پر خاص طور پر روشنی پڑتی ہے اور خاص خاص امراض میں نبض کی جو مرکب کیفیت پیدا ہوتی ہے ان کا اظہار ہے۔ ان کا فائدہ یہ ہے کہ ایک معالج آسانی کے ساتھ متقدمین اطباء کے تجربات سے مستفید ہو سکتا ہے وہ چند مرکب نبضیں درج ذیل ہیں۔

(۱) نبض عظیم :- وہ نبض ہے جو طول، عرض اور شرف میں زیادہ ہو یعنی اس کی تینوں حالتوں کی طرف مائل ہوں ایسی نبض جسم میں قوت، حرارت اور رطوبت تینوں کی زیادتی کا اظہار ہے۔ اس کے مقابلہ میں نبض صغیر ہے جو اپنے اثرات میں اس کے مخالف ہے اور ان دونوں کے درمیان نبض معتدل ہے جس میں اس کی تینوں حالتیں اعتدال کے ساتھ پائی جائیں گی۔

(۲) نبض غلیظ :- وہ نبض ہے جو صرف چوڑائی اور بلندی میں زیادہ ہو۔ سردی اور تری پر دلالت کرتی ہے۔ اس کے مقابلے میں

نبض دقیق ہے اور ان دونوں کی حالت اعتدال نبض معتدل سے ظاہر ہوتی ہے۔

(۳) نبض غزالی :- وہ نبض ہے جو انگلی کے پوروں کو ایک ٹھوکہ لگانے کے بعد دوسری ٹھوکہ لایسی جلدی لگائے کہ اس کا لوٹنا اور سکون کرنا محسوس نہ ہو۔ نبض اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ترویح نسیم، کی جسم میں زیادہ ضرورت ہے۔ غزال کے معنی بچہ ہرن یہاں اس کی مشابہت چال کی تیزی کی وجہ سے دی گئی ہے۔

(۴) نبض موجی :- ایسی نبض ہے جس میں شریانیوں کے اجزا باوجود پھر ہونے کے مختلف ہوتے ہیں کہیں سے عظیم کہیں سے صغیر کہیں سے بلند اور کہیں سے پست کہیں سے چوڑی اور کہیں سے تنگ گویا اس میں موجیں دہریں پیدا ہو رہی ہیں جو ایک دوسرے کے پیچھے آرہی ہیں۔ ایسی نبض رطوبت کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے جس سے استفقہ فالج اور سکتہ کے امراض کی طرف اشارہ ہے۔

(۵) نبض دووی :- ریڑے کی رفتار کی مانند، یہ نبض بلندی میں نبض موجی کے مانند ہوتی ہے لیکن عرض اور ممتلی نہیں ہوتی۔ یہ نبض موجی کے مشابہ ہوتی ہے لیکن اس کی موجیں ضعیف ہوتی ہیں۔ گویا یہ اس کے خلاف صغیر ہوتی ہے۔ ایسی نبض قوت کے ساقط ہونے پر دلالت کرتی ہے لیکن سقوط قوت پورے طور پر نہیں ہوتا۔ اس نبض کو دووی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ حرکت میں اس کیڑے کے مشابہ ہوتی ہے جس کے بہت سے پاؤں ہوتے ہیں۔

طویل

(۶) نبض منحنی چینی کی رفتار کی مانند: یہ وہ نبض ہے جو نہایت ہی ضعیف اور متواتر ہوتی ہے۔ ایسی نبض اکثر قوت کے کامل طور پر ساقط ہو جانے اور قریب الموت کے وقت ہوتی ہے۔ دراصل نبض دودی کے مشابہ ہوتی ہے لیکن اس سے زیادہ ضعیف اور متواتر ہے۔

(۷) نبض فشاری: راس کے دندانوں کی مانند یہ وہ نبض ہے جو بہت مشرف صلب متواتر اور سریع ہوتی ہے اس کی ٹھوک اور بلندی میں اختلاف ہوتا ہے یعنی بعض اجزا سختی سے ٹھوکے لگاتے ہیں اور بعض نرمی سے بعض زیادہ بلند ہوتے ہیں اور بعض زیادہ پست۔ گویا ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس نبض کے بعض اجزاء نیچے اترتے وقت بعض انگلیوں کو کھٹو کر مار دیتے ہیں یعنی ایک پورے کو جس بلندی میں ٹھوکے لگاتے ہیں اس سے کم دوسرے پورے کو۔ یہ نبض اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ کسی عضو میں گرم ورم پیدا ہو گیا ہے خاص طور پر پھیپھڑوں اور عضلات میں۔

(۸) نبض ذنب الفار: رچوہے کی دم کی مانند: یہ وہ نبض ہے جس کے اجزاء کا اختلاف بتدریج کمی سے زیادتی کی طرف یا زیادتی سے کمی کی طرف ہوتا ہے جیسے چوہے کی دم ایک طرف سے موٹی اور دوسری طرف سے باریک ہوتی ہے۔ یہ نبض ایک مقدار سے شروع ہو کر عظیم یا ضعیف کی مقدار کی طرف جاتی ہے اور پھر پستی مقدار کی طرف لوٹ آتی ہے ریاس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قوت ضعیف ہو جاتی ہے اور ضعف کے بعد لوٹ آتی ہے۔ اگر یہ درمیان سے منقطع ہو جائے تو یہ بری علامت ہے

محمد فزمل صدیقی 03047152589

(۹) نبض مطرئی (تھوڑے کی چوٹ کی طرح): یہ وہ نبض ہے کہ جب انگلیوں پر ٹھوکے لگائے تو فوراً ہی دوبارہ ایک ٹھوکے اور لگائے۔ پھر ایک وقفہ کے بعد اسی طرح دو ٹھوکے اس جلد جلد لگائے۔ اس نبض کو مطرئی اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی حرکت تھوڑے کی حرکت سے بہت مشابہ ہے جب تھوڑے کو سندان پر ڈھیلے لاکھ سے مارا جاتا ہے تو وہ چوٹ لگا کر دوبارہ اوپر کی جانب فوراً اٹھتا ہے اور پھر آہستگی سے دوبارہ سندان پر گرتا ہے۔ اس دوبارہ گرنے میں تھوڑا مارنے والے کے راسے کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ یہی حال اس نبض کا ہوتا ہے۔ یہ نبض ضعف پر دلالت کرتی ہے۔

(۱۰) نبض ذوالقرعہ (کھرنے والی): وہ نبض ہے جو چلتے چلتے بیچ میں ایسی جگہ ٹھہرتی ہے جہاں اس کے چلنے کی توقع ہوتی ہے۔ یعنی ایسے وقت میں سکون پایا جاتا ہے جب کہ حرکت کی امید ہو یہ نبض بھی مریض کے لئے اچھی علامت نہیں۔

(۱۱) نبض واقع فی الوسطہ (بیچ میں حرکت کرنے والی): یہ وہ نبض ہے جو اس جگہ حرکت کرتی ہے جہاں اس کے ساکن ہونے کی توقع ہو یہ نبض ذوالقرعہ کے مقابل ہے۔

(۱۲) نبض مسلی (سوسے کی مانند): یہ نبض درمیان سے موٹی اور دونوں طرف سے باریک ہوتی ہے گویا چوہے کی دو دموں کو ایک دوسری سے موٹائی کی جانب سے جوڑ دیا۔ یعنی کبھی ریکی سے بتدریج

زیادتی کی حد تک جاتی ہے۔ اور پھر اسی ترتیب سے لوٹ آتی ہے۔ یہاں تک کہ کمی پہلی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ نبض بھی ضعف کی علامت ہے۔

۱۱۳) مرتعش رکاپنے والی :- وہ نبض ہے جس میں رعشہ کی سی ایک حالت محسوس ہوتی ہے۔ یہ انتہائی ضعف کی حالت کا اظہار کرتی ہے۔
۱۱۴) ملتو کی ریل کھانے والی :- وہ نبض ہے جس میں شریان اس طرح محسوس ہوتی ہے گویا وہ ایک دھاگہ ہے جو بل کھا رہا ہے۔ نبض ضعف کے ساتھ حرارت غریزی اور رطوبت غریزی کی انتہائی کمی کا اظہار کرتی ہے۔

نبض کی علمی تشریح

نبض ایک ایسی حرکت کا نام ہے جو شریان میں پیدا ہوتی ہے اور شریان کا تعلق کیونکہ دل کے ساتھ ہے اس لئے دل میں جس قسم کی حرکت اور حالات پیدا ہوتے ہیں وہی شریان میں بھی ظاہر ہوتے ہیں بناوٹ کے لحاظ سے دل مفرد اعضاء سے بنا ہوا ہے شریان بھی تقریباً انہی اعضاء سے بنی ہوئی ہیں نبض کی تشریح کو پوری طرح سمجھنے کے لئے اول دل اور نبض کی بناوٹ اور ان کے افعال کا ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔

دل :- دل دوران خون کا مرکز ہے یہ ایک مخروطی شکل کا جو فہر عضلاتی عضو ہے۔ یہ اپنے غلاف میں ملفوف سینے میں دونوں پھیپھڑوں کے درمیان رہتا ہے جو فانی میں دل ۵ لبا اور ۲ ۱/۲ موٹا ہوتا ہے۔ مردوں میں اس کا وزن ۱ ۱/۲ پاؤں سے ۱ ۱/۲ پاؤں تک لیکن عورتوں میں ایک پاؤں سے ۱ ۱/۲ تک

ہوتا ہے۔ دل جسامت میں بڑھاپے تک بڑھتا رہتا ہے۔ اس کے اندر کی جانب ایک جھلی لگی ہوتی ہے جو شریان کی اندرونی جھلی کے ساتھ ملی ہوتی ہے اس کو عربی میں غشاء مستبطن قلب اور انگریزی میں اینڈو کارڈیم کہتے ہیں۔ دل کے دو حصے ہوتے ہیں ایک دایاں دوسرا بائیں۔ یہ دونوں حصے ایک فریانی دیوار کے ساتھ علیحدہ علیحدہ رہتے ہیں۔ ہر حصے میں دو خانے ہوتے ہیں۔ اوپر والے چھوٹے خانے کو دل کا کان (ذون قلب) اور انگریزی میں آریٹل کہتے ہیں۔ پچھلے اور موٹے خانے کو عربی میں بطن القلب اور انگریزی میں وینٹریکل کہتے ہیں۔ دائیں طرف کے دونوں بڑے اور چھوٹے خانے ایک سوراخ کے ذریعے ملے رہتے ہیں ان کے درمیان سیاہ خون ہوتا ہے۔ بائیں طرف کے دونوں خانے بھی ایک سوراخ کے ذریعے ملے رہتے ہیں ان کے درمیان سرخ خون ہوتا ہے ان خانوں کے درمیان کو اڑیں لگی ہوتی ہیں جو ایک طرف کھلتی ہیں اور خون کو جانے دیتی ہیں مگر خون کو واپس نہیں آنے دیتی ہیں اگر خون میں دباؤ ہو تو وہ بند ہوتی ہیں۔

دل کا فعل یہ ہے کہ وہ اپنی انقباضی حرکت سے خون کو شریان میں دھکیلتا ہے جس سے وہ بدن کے ہر حصے میں دورہ کرتا ہے۔ دل خون کو کس طرح دھکیلتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ اس کی عضلی دیواریں پے در پے سکڑتی اور پھیلتی رہتی ہیں جس سے دل متواتر سکڑتا اور پھیلتا رہتا ہے۔ چنانچہ دل کے دونوں اذن ایک ہی وقت میں پھیلتے اور دونوں بطن ایک ہی وقت میں سکڑتے ہیں۔ جب دونوں اذن پھیلتے ہیں تو وہ

اذن میں اجوف صاعد اور نزول و ریڈوں کے ذریعے جسم کا کثیف سیاہی مائل خون آتا ہے اور بائیں اذن میں پھیپھڑوں کی وریڈوں کے ذریعے صاف شدہ خون آتا ہے پھر دائیں اذن کا کثیف خون درمیانی سوراخوں کے راستے دائیں بطن میں اور بائیں اذن کا لطیف خون بائیں بطن میں چلا جاتا ہے اور جب دونوں بطن سکڑتے ہیں تو دائیں بطن کا کثیف خون بذریعہ شریان رومی پھیپھڑوں میں صفائی کے لئے چلا جاتا ہے۔ اور بائیں بطن کا خون بذریعہ شریان اعظم راسے آرٹا تمام بدن میں پورے بدن کے لئے چلا جاتا ہے، دل کے سکڑنے اور پھیلنے کی یہ حرکت ایک لمحہ سے بھی تھوڑے عرصہ میں ہو جاتی ہے۔ دل کے ہر ایک سکڑنے کی حرکت میں تقریباً $\frac{1}{4}$ اچھٹانک خون شریان اور وریڈ شریانی میں چلا جاتا ہے۔

دل کی حرکات کی تعداد میں عمر کی مختلف حالتوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ اور اسی طرح مرض کی حالت میں بھی اس کی حرکات میں کمی بیشی واقع ہوتی ہے۔ انسان کا دل تندرستی میں ایک منٹ میں ۷۰ سے ۷۵ دفعہ حرکت کرتا ہے مگر یہ حرکت ابتدائے زندگی سے آخر وقت تک روز بروز تعداد میں کم ہوتی جاتی ہے چنانچہ جنین میں اس کی معمولی حرکت ایک منٹ میں ۱۵۰ پر لائش کے وقت ایک منٹ میں ۱۲۰ سے ۱۳۰ تک عمر کے پہلے سال میں ۱۲۰ دوسرے سال میں ۱۱۰ تیسرے سال میں ۹۵ سے ۱۰۰ سالوں میں ۸۰ جاتی ۷۰ سے ۸۰ ادھیڑ میں ۶۰ سے ۷۰ اور بڑھاپے میں ۵۰ سے ۶۰ فی منٹ

ہوتی ہے ملتی مزیاجوں کی نسبت دموی مزاجوں میں عورتوں کی نسبت مردوں میں دل اور نبض کی حرکت تیز ہوتی ہے اور اسی طرح بعد از غذا اور ریاضت بدنی و دماغی میں بھی تیز ہو جاتی ہے نیند کی حالت میں کم ہو جاتی ہے۔ مرض کی حالت میں اس میں بہت سے تغیرات آجاتے ہیں لیکن بحالت صحت عام طور پر شام کی نسبت صبح کو لیٹنے کی نسبت بیٹھنے میں بیٹھنے کی نسبت کھڑے ہونے میں اور کھڑے ہونے کی نسبت چلنے میں اور چلنے کی نسبت دوڑنے میں حرکت دل و نبض تیز ہو جاتی ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ دل کس طرح حرکت کرتا ہے اس کے جواب میں حکماء کے مختلف اقوال ہیں۔ جالینوس کا یہ خیال ہے کہ جب قلب میں روح حیوانی پیدا ہوتی ہے تو اس سے قلب متحرک ہوتا ہے حکیم ویسکو رطیس کا یہ خیال ہے کہ حرارت قلب سے خون پھیلتا ہے اور خون کے پھیلاؤ سے دل پھیلتا اور حرکت کرتا ہے۔ چونکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ کوئی مادی شے اس وقت تک حالت سکون سے متحرک نہیں ہو سکتی جب تک اس پر کسی تحریک کا اثر نہ ہو، مثلاً حرارت یا برودت یا کوئی داخلی تحریک جیسے کوئی کیمیاوی تغیر یا برقی قوت وغیرہ۔ چنانچہ پہلے یہ گمان تھا کہ جس طرح خون دماغ رکاربانک ایسڈ گیس، آلات تنفس میں تحریک دیتا ہے، اسی طرح وہ قلب کی تحریک کا بھی باعث ہوتا ہے یعنی جب خون دل کے خانوں میں جا کر اندرونی جھلکی سے مس کرتا ہے۔ تو اس سے تحریک پیدا ہو کر دل سکڑتا ہے اور حرکت کرتا ہے لیکن تجربات

و مشاہدات نے اس قول کو غلط ثابت کیا ہے کیونکہ اگر کثیف خون کی بجائے
 دل کے اندر خالص پانی کا دوران کیا جائے تب بھی دل برابر کڑھتا اور پھیلتا
 رہتا ہے چونکہ انفعالات انسانیہ مثلاً غم و غصہ وغیرہ نیز ذہنی اور روحانی امور
 میں حرکات قلب پر بین اثر پڑتا ہے اس لئے بعض محققین کی رائے ہے
 کہ حرکت قلب کا مبداء نظام عصبی ہے یعنی دل متحرک بالذات نہیں بلکہ اس
 کی حرکت نظام عصبی کے تابع ہے بلکہ بعض حکماء کا تو یہ خیال ہے کہ موخر
 دماغ جسم کے تمام غیر ارادی افعال و حرکات کا نعل ہے حرکت قلب بھی
 ایک غیر ارادی فعل ہے لہذا اس کا تعلق بھی موخر دماغ سے ہے بعض پہلے
 موخر دماغ کو اور اس کے بعد اعصاب شریکیہ کو یکے بعد دیگرے حرکت
 قلب کا منبع قرار دیتے ہیں لیکن مندرجہ ذیل مشاہدات و تجربات سے ان
 دلائل کی قطعی تردید ہوتی ہے۔

۱) مرغی وغیرہ کے اندھے میں نظام عصبی کے پیدا ہونے سے بہت
 پہلے نقطہ قلب پیدا ہو کر خود بخود حرکت کرنے لگتا ہے اسی طرح انسانی
 جنین میں بھی دوسرے ہفتے میں دماغ سے پہلے نقطہ قلب پیدا ہوتا ہے
 (۲) بعض حیوانات میں یہ مشاہدہ اور تجربہ کیا گیا ہے کہ ان کا دل جسم سے
 باہر نکال دینے پر کبھی کبچ عرصہ خود بخود سکڑتا اور پھیلتا رہتا ہے اور بعض
 اونٹنی حیوانات میں یہاں تک دیکھا جاتا ہے کہ دل گونگانا کہ اس کے ٹکڑے
 ٹکڑے کر دیئے جاتے ہیں لیکن اگر ان ٹکڑوں کو گرم رکھا جائے اور سناہ
 غذا پہنچائی جائے تو وہ گھٹنہ تک خود بخود حرکت کرتے رہتے ہیں بعض

محمد مزمل صدیقی 03047152589

صورتوں میں جب کہ دل کو حلقوں (Circles) کی صورت میں کاٹ
 جاتا ہے تب بھی وہ حرکت کرتے رہتے ہیں بعض مہلیموں کے یہ عینی
 مشاہدات ہیں کہ بعض مقتولین میں ایک گھنٹہ بعد از قتل قلب متحرک رہا
 بعض پرندوں میں موت کے ایک دو روز بعد بھی حرکت قلب محسوس
 کی گئی اور جب کسی حیوان کے دل کو جسم سے نکال کر بعض خالص نمکیات
 (پوٹاشیم سولفیم کیلیم وغیرہ) کے پانی میں رکھا جاتا ہے تو وہ گھنٹوں
 تک حرکت کرتا رہتا ہے اور یہ ایک معجزہ ہے۔

پس مذکورہ بالا تجربات و مشاہدات کی بنا پر اب یہ امر مسلمہ طور پر پامانا
 جاتا ہے کہ قلب متحرک بالذات ہے یعنی دل کی یہ دوامی اور باقاعدہ حرکت
 ذاتی ہے۔ اور اس حرکت کا باعث خاص دل ہی میں ممکن اور مستقر ہے
 چنانچہ جو قلب میں جو اعصاب شریکیہ کی چھوٹی چھوٹی گانٹھیں پھیلی ہوئی
 ہیں اور عصبی ریشوں کے ذریعہ آپس میں ملی رہتی ہیں وہی حرکت قلب کے
 لیے بمنزلہ مبداء ہیں لیکن حرکت قلب کو کم و بیش یا حسنت چست کرنے
 کا انتظام نظام عصبی کے تابع ہے چنانچہ عصب راجح (دیگٹر) حرکت
 قلب کو سست کرتا ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ جب دونوں طرف کے یہ
 اعصاب کاٹ دئے جاتے ہیں تو حرکات قلب تعداد اور قوت میں بڑھ
 جاتی ہیں اور جب ان دونوں اعصاب میں تحریک پیدا کی جاتی ہے یعنی
 اس کے ذاتی فعل کو عارضی طور پر تیز کیا جاتا ہے تو حرکات قلب سست
 اور کہیں بالکل باطل ہو جاتی ہیں اور بخلاف انہیں جب دونوں اعصاب

شرکیہ سپیٹک نروں میں تحریک پیدا کی جاتی ہے تو حرکات قلب
چست اور قوی ہو جاتی ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگرچہ قلب کی
حرکت ذاتی ہے لیکن اس کو سست اور چست کرنا عصب راجح اور
اعصاب شرکیہ کے تحت ہے۔

نتیجہ: حقیقت یہ ہے کہ دل کی ذاتی حرکت یعنی اس کا انقباض و
انبساط تو اس کی ذاتی حرکت ہے لیکن دل کا چلنا یا دھڑکنا اعصاب
کے ماتحت ہے۔ جب اعصاب کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے تو اس کا
انقباض و انبساط تو قائم رہتا ہے مگر اس کے چلنے اور دھڑکنے
کی حرکت فوراً رک جاتی ہے اس ساری توضیح سے ثابت ہوا کہ عضلات
میں جو حرکت پائی جاتی ہے وہ ان کی ذاتی ہے۔

شرائین: ایک قسم کی لچکدار نالیوں ہیں جن کو عربی میں عروق
صواریب اور انگریزی میں آرٹریز کہتے ہیں۔ ان کی بناوٹ بھی تقریباً
دل کی بناوٹ کے مطابق ہوتی ہے۔ ہر ایک شریان کی ساخت میں
تین طبق ہوتے ہیں اندرونی طبق باریک شفاف اور لچکدار ہوتا ہے
اس کے دو پرت ہوتے ہیں اندرونی پرت رانڈ و تھیکسیمی یعنی اس
نارک جھلی کا بنا ہوا جو دل کے اندر لگی ہوتی ہے اور بیرونی پرت لچکدار
ریشوں کا بنا ہوا ہے درمیانی طبق جو دبیز اور زردی مائل اور نہایت لچکدار
ہوتا ہے۔ طمی اور تری ریشوں سے بنتا ہے اور بیرونی طبق جو زیادہ
دبیز ہوتا ہے باطنی ریشوں کے دو پرتوں سے بنتا ہے جب دل سکڑتا

میں خون کو شریان میں دھکیلتا ہے اور اس کے دھڑکنے کی حرکت
تمام شریان میں ترپ پیدا کرتی ہے یہی سبب ہے کہ ہر شریان اچھلتی
اور ترپتی ہے چنانچہ کلانی پر جو ترپنے والی رگ ہے عام طور پر اسی
کو نبض کہتے ہیں اور نبض دیکھنے کے لئے عموماً اسی کی ترپ کو محسوس
کیا جاتا ہے۔ یہ یاد رہے کہ جب دل سکڑتا ہے تو شریان میں خون
جاتا ہے اسی لئے شریان پھلتی ہیں اور جب پھیلتا ہے تو اس میں خون
واپس آتا ہے اور شریان سکڑتی ہے۔

اس تہید کے بعد جاننا چاہئے کہ دل اور نبض کا گہرا تعلق ہے۔
جب نبض دیکھی جاتی ہے تو اس میں نبض کی حرکت کے ساتھ ساتھ اس
کا انقباض و انبساط بھی معلوم کیا جاتا ہے۔ گزشتہ صفحات میں نبض کے
حقینہ اقسام بیان کئے گئے ہیں ہم ان کو نبض کی ذات کے علاوہ تین
حصوں میں تقسیم کرتے ہیں یعنی نبض دیکھنے میں یہی تینوں چیزیں مد نظر
ہوں گی اور باقی تمام اقسام ان کے تحت آجائیں گی۔ یہ اقسام
حسب ذیل ہیں:-

۱) قوت (۲) حرکت (۳) حرارت :- ان تینوں کی تفصیل
اور ان کے ماتحت باقی اقسام بیان کرنے سے قبل ہم نبض کی ذاتی
حالت کا بیان کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔

نبض کی ذاتی حالت: نبض کی ذاتی حالت میں مقدار، قوام
آکہ اور مقدار رطوبت شریک ہے۔ ان تینوں جنسوں کے دیکھنے

سے ایک طرف نبض کی حالت کا علم ہوتا ہے اور دوسری طرف ان سے بعض امراض پر روشنی پڑتی ہے مثلاً

طویل نبض جسم کی حرارت - بخار کی حالت اور ورم کے ابتدا کا پتہ دیتی ہے۔ قصیر نبض تپ لرزہ - جریان خون - قلت دم اندرونی زخم اور وجع القلب کی طرف اشارہ کرتی ہے عریض اور ام شدید اور انتہائے تپ کی طرف اشارہ کرتی ہے ضیق تپ محرقہ، التهاب بارطون - ذات الجنب کی علامت ہے مشرف ریح شکم - ذات الریبہ - رعشہ - اور ام اور انتہائے تپ کا اظہار ہے منخفض اعصابی درد ہیمنہ تپ - اسہال عسفی عرقہ و ماغی کا اظہار کرتی ہے نبض صلب رعشہ - ذات الریبہ - امراض گردہ تصغیر قلب - سچاس برس کی عمر کے بعد آتشک اور شراب خوردگی کے اثرات کا اظہار کرتی ہے لیٹن کمی خون - اندرونی زخم ذیابیطس (شکرہ) کی علامت ہے۔

ممتلی :- ابتدائی امراض حادہ - دباؤ خون اور التهاب کا اظہار ہے۔
خالی جریان خون - ذیابیطس - اندرونی زخم اور اواخر امراض حادہ کی علامت ہے۔

ار قوت بہ قوت کے تحت قرع نبض - استواء و اختلاف نبض اور انظم نبض شامل ہیں یہ حسب ذیل امراض پر روشنی ڈالتی ہیں۔

قوی بخار کی شدت - ابتدائے اور ام - امراض حادہ اور جریان خون کی پیش گوئی ہے۔ ضعیف ضعف قلب کمی خون - بلغم کی زیادتی

ماضیہ کی خرابی کی دلیل ہے۔ مستوی طاقت اور مریض کے حیرت سے تندرست ہوجانے کی علامت ہے مختلف مستوی کے بالکل مخالف اثرات و حالات کا اظہار ہے مختلف منظم - اس امر کی دلیل ہے کہ مرض شاید صحت کی طرف آجائے مختلف غیر منظم یہ نبض اکثر نقصان پر دلالت کرتی ہے اور مریض کے تندرست نہ ہونے کی طرف اشارہ ہے ایسے مریض اکثر تباہ کوجائے کافی اور دیگر نفسیات کی کثرت کے عادی ہوتے ہیں۔
(۲) حرکت بہ حرکت کے تحت زمانہ حرکت - زمانہ سکون اور وزن حرکت شامل ہیں۔ یہ اجناس ان امراض کا اظہار کرتی ہیں۔

سریع ریح کی زیادتی - حرارت کی کمی - اختلاج قلب جگر کی خرابی اور ضعف اعصاب کی علامت ہے۔ لطیف ضعف قلب - سوزش جگر اور جسم میں تحلیل کی علامات کا اظہار ہے متواتر امراض قلب مزمن - سوزش قلب - ورم عضلات - ذات الریبہ - سرسام اور دیگر ورم کی علامت ہے متفاوتہ و مانعی امراض رشید بخار سوزش اعصاب کی دلیل ہے حید الوزن جگر کے فعل میں تیزی سوزش جگر حرارت کی زیادتی اور ضعف قلب کی علامت ہے۔
خارج الوزن بہ ضعف قوت خصوصاً قوت باہ - مٹانے کی کمزوری۔
بھیلچٹروں کی کمزوری اور بلغم کی زیادتی کا اظہار کرتی ہے۔

(۳) حرارت اس میں صرف کیفیت شریان شامل ہے اور نبض حار خون اور روح کی گرمی - صفرا کی زیادتی - بخار اور سوزش جگر کی علامت ہے۔ نبض بارڈنر لہر کم - کھانسی ضعف معدہ ضعف قوت اور مزمن

امراض خواصاً من بخار کی علامت ہے۔

نبض کا صحیح تصور

نبض کا صحیح تصور اس صورت میں پیدا ہو سکتا ہے کہ ہر معالج اپنے ذہن میں ایک عضلہ رگوں کی بوٹی کا تصور رکھے جس کی ساخت اسپنجی قسم کی ہے جس میں ہوا اور رطوبت بھری ہوئی ہوتی ہے اور اس کے درمیان میں خون کی شرائن اور ویدیں گزرتی ہیں۔ عضلہ جب اعتدال پر ہو تو اس میں ہوا اور رطوبت اپنے پورے اندازہ پر ہوتی ہیں اور شرائن اور ویدیں کے خون کی گرمی سے حرارت کا اس میں ایک خاص قسم کا اعتدال پایا جاتا ہے اور جب عضلہ کا اعتدال بگڑتا ہے تو اس میں ہوا اور رطوبت اور حرارت کے اندازے اور اعتدال میں فرق آجاتا ہے جس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کسی گوشت کے ٹکڑے کو کچھ دیر پانی میں ڈال دینے میں تو اس میں پانی بھر کر وہ پھیل جاتا ہے اور اگر اس کو آگ کے انگاروں پر رکھیں تو اس میں سے رطوبات ٹپکنا شروع ہو جاتی ہیں اور وہ سکڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر اس کو پانی میں ڈال کر اس پانی کو دیر تک آگ پر پکاتے رہیں تو اس کے اجزا تحلیل ہو کر پانی میں شامل ہو جائیں گے۔ پس یہی صورت جسم میں اس عضلہ کی ہوتی ہے کبھی وہ رطوبات کی زیادتی سے پھیل کر ڈھیلا ہو جاتا ہے اور کبھی ہوا کی زیادتی سے سکڑ جاتا اور گاہے حرارت کی کثرت سے اس میں تحلیل شروع ہو جاتی ہے پس نبض بھی جس کا ایک بڑا حصہ عضلاتی ہے عضلات کی یہی حالت کی مانند لگتی

ہے نبض کی زرخیز عضلات میں رطوبات کی کثرت کی دلیل ہے اور اس سے اس کی حرکات میں کمی ہو جاتی ہے نبض کا تناؤ اور سیکڑ اور حرکات کی تیزی اس امر کی دلیل ہے کہ عضلات میں رطوبات خشک ہو رہی ہیں اور ریح بڑھ رہے ہیں اور اسی طرح نبض میں حرارت کی زیادتی اور حرکات قلب میں ضعف اس امر کی علامت ہے کہ عضلات میں تحلیل شروع ہو گئی ہے۔ ان تصورات کو سامنے رکھے اور نبض کی گزشتہ تشریحات۔ اقسام اور علامات پر غور کرنے سے امراض کے سمجھنے میں بے حد آسانی ہو جائے گی۔

ایک اہم نکتہ یہ بھی یاد رکھیں کہ معلومات نبض حاصل کرنے کے دوران میں اس امر کو جاننے کی انتہائی کوشش کریں کہ دل۔ دماغ اور جگر میں فرداً فرداً تیزی۔ سستی اور ضعف کی صورت میں نبض کی صورتیں کیا ہوں گی۔ اس بنیادی امر سے باقی امراض کے تعین میں بہت سہولت ہوگی اور اس کے ساتھ یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ جب کسی ایک عضو میں تیزی شدت یا سستی ہوگی تو باقی دو اعضا کی حالت اس سے بالکل مختلف ہوگی۔ اسی طرح بار بار کے تجربات سے حقیقت حال روشن ہو جائے گی اور نبض کا علم اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے گا۔

نقشہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

نبض

مفرد مرکب

مقدار قرع نبض زیاد حرکت قوام آلہ زمانہ سکون مقدار رطوبت کیفیت تیران
وزن حرکت استواد اختلاف نبض نظم نبض

نبض عظیم نبض غلیظ نبض غزالی نبض موجی نبض دودی نبض نلی

نبض منشاری ذنب انفار مطرقی ذوالفترہ واقع فی الوسط مُسئلی تعیش لموی

قارورة

قارورہ دراصل اس شیشی کو کہتے ہیں جس میں مریض اپنا پیشاب طیبیہ کو دکھانے کے لئے لاتا ہے لیکن ادب اور لگن کو بد نظر رکھتے ہوئے کہ پیشاب کا نام نہ لیا جائے صرف اس برتن کا نام لے لیتے ہیں جس میں پیشاب ہوتا ہے اور اسی برتن یا شیشی کو قارورہ کہتے ہیں۔

قارورے کا تعلق چونکہ نظام بولیہ کے ساتھ ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قارورے کا ذکر کرنے سے قبل کچھ اعضاء بولیہ کی

تشریح کر دی جائے۔

افعال اعضاء بولیہ: نظام بولیہ میں دونوں گروہ کے حابین متنازع اور پیشاب کی نالی شریک ہے۔ گروہ کے پیشاب پیدا کرتے ہیں جس طرح دوسرے غدود سے خون کے مختلف مواد مخصوص رطوبات کی شکل میں خارج ہوتے ہیں اسی طرح اجزائے بول بھی گروہوں کی باریک نالیوں کے ذریعے خارج ہوتے ہیں۔ چوبیس گھنٹے میں تقریباً سیر سے ڈیڑھ سیر تک پیشاب خارج ہوتا ہے۔ چونکہ شریان گروہ اور ورید گروہ جگم میں بڑی ہوتی ہیں اس لئے گروہوں میں خون زیادہ مقدار میں تیزی سے دوزہ کرتا ہے اور سارے جسم کا خون گروہوں کے ذریعے صاف ہو جاتا ہے۔ پیشاب کا جو حصہ گروہوں کی نالیوں میں بنتا ہے۔ وہ اگلے حصہ کو حوض گروہ کی طرف دھکیلتا ہے جو آخر کار حابین کے ذریعے متنازع میں پہنچ جاتا ہے۔ جہاں سے پیشاب کی نالی کے ذریعے خارج ہو جاتا ہے۔

صفات بول: بحالت صحت پیشاب عنبر سی یا لکے زر و رنگ کا صاف شفاف سیال ہوتا ہے۔ جس کا وزن مخصوص آب خون کے برابر لیکن پانی سے کسی قدر زیادہ ہوتا ہے۔ جس وقت بول خارج ہوتا ہے اس وقت کسی قدر ترش ہوتا ہے لیکن جب کچھ عرصہ پڑا رہتا ہے تو کھاری ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں تیز اور فساد سے نوشادر پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی بو تیز ہو جاتی ہے اور اس سے نوشادر کی دھانس آنے لگتی ہے۔ پیشاب کی روزانہ مقدار میں قوت و موسم اور غذا کی کمی بیشی

محمد مزمل صدیقی 03047152589

اور نوعیت سے بہت فرق پڑ جاتا ہے چنانچہ موسم گرما میں جب پسینہ زیادہ آتا ہے تو پیشاب کم آتا ہے۔ اگر پانی شربت و دودھ یا تسی وغیرہ زیادہ پی جائے تو اس کی مقدار بڑھ جاتی ہے بعض ادویہ اور اغذیہ کے استعمال سے بھی اس کی رنگت میں فرق آجاتا ہے مثلاً ملدی اور ریونڈ چینی وغیرہ کے استعمال سے پیشاب کی رنگت زرد ہو جاتی ہے۔

یادداشت: بعض اطباء کا خیال ہے کہ قارورے سے صرف گردے اور جگر کے امراض تک پتہ چلتا ہے اور تازہ باقی، امراض اور اعضا کی خرابی پر روشنی نہیں ڈال سکتا لیکن یہ خیال غلط اور ناواقفی پر مبنی ہے قارورے سے سر سے لے کر پاؤں تک تمام اعضاء کی حالت اور ہر قسم کے جسمانی و کیمیائی تغیرات کا پتہ چلتا ہے جس کے دلائل یہ ہیں (۱) چونکہ گردے تمام خون کو صاف کرتے ہیں اور اس میں خاص طور پر وہ اعضاء شامل ہوتے ہیں جو جسم انسان میں تکلیف کا باعث یا مرض پیدا کرتے ہیں۔

(۲) پیشاب میں صرف ایک ہی رنگ نہیں ہوتا بلکہ مختلف رنگ پائے جاتے ہیں جو مختلف امراض اور اعضاء کی حالت کا اظہار کرتے ہیں پس پیشاب کے اندر صرف ایک ہی قسم کی کیفیت نہیں پائی جاتی بلکہ کبھی اس میں ترمشی پائی جاتی ہے اور کبھی کھاری پن (۴) پیشاب میں مختلف قسم کے مواد پائے جاتے ہیں جو اکثر مختلف اعضاء کی خرابی اور امراض پر دلالت کرتے ہیں۔

قارورہ دیکھنے کا طریق: قارورہ دیکھنے کے لئے یہ چیز نہایت اہم ہے کہ قارورہ صبح کا پہلا ہونا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ

قارورہ تمام لایا جائے۔ قارورے میں تین چیزیں نہایت اہم ہیں (۱) رنگت (۲) بو اور قوام (۳) رسوب (مواد)

(۱) رنگت: رنگت میں سب سے اہم وہی رنگ ہے جو فطرت نے اس کائنات میں پیدا کئے ہیں یعنی نیلا۔ پیلا۔ اور سرخ۔ باقی رنگ ان کے پس میں ملنے سے پیدا ہو جاتے ہیں جیسے سبز رنگ نیلے اور پیلے کے ملنے سے بنتا ہے۔ نارنجی رنگ پیلے اور سرخ کے ملنے سے بنتا ہے اور اسی طرح انخوانی رنگ نیلے اور سرخ رنگ کے ملنے سے بنتا ہے۔

(۲) حرمت (سرخ رنگ): اس رنگ کے چار درجے ہیں (۱) صہب (سیاہی) وہ رنگ جس میں تھوڑی سی سرخی سفیدی مائل ہوتی ہے کیسی قدر غلیظ خون پر دلالت کرتا ہے (۲) وردی (گلابی) (۳) حرقانی وہ جو قدر سے سرخ سیاہی مائل ہو (۴) حرقم وہ جو سرخ زیادہ سیاہی مائل ہو ان میں سے ہر ایک علی الترتیب پہلے کی نسبت خون کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے۔

نوٹ: سرخ رنگ کا قارورہ سردی اور خشکی پر دلالت کرتا ہے۔

سہ جانا چاہئے کہ کل رنگ سات ہیں جو ان تینوں رنگوں کے امتزاج سے پیدا ہوتے ہیں لیکن اگر ان ساتوں رنگوں کے شدتوں کو آگے پیچھے رکھ کر ایک طرف سے روشنی ڈالی جائے تو دیوار پر سفید رنگ آئے گا لیکن اگر ایک شیشہ بھی کمال دیا جائے تو دیوار پر رنگدار سایہ ہوگا۔ گویا ساتوں رنگ سفید رنگ کے مرکب ہیں اور جب ان ساتوں رنگوں کا امتزاج اندازے سے کم بیش ہو جائے تو سیاہ رنگ بن جائے گا تو یا کُل نورنگ ہوئے سفید نوری رنگ اور سیاہ ظلمت کا رنگ کہلاتا ہے۔

اکثر طبعاً غلیظ سے اس کو گرمی کی علامت خیال کرتے ہیں البتہ اگر قارورے میں خون شریک ہو تو پھر کسی قدر گرمی کی علامت کہی جاسکتی ہے۔ لیکن اس میں بھی ریح کی زیادتی شامل ہوگی۔

(۱۱) حضرت: زرد رنگ: اس کے چھ درجے ہیں۔
یہ قارورہ سفید شفاف قدرے زردی مائل ہوتا ہے یہ اس پانی سے منشا بہت رکھتا ہے جس میں بھروسہ جھگو دیا گیا ہو۔ یہ رنگ خرابی ہضم پر دلالت کرتا ہے (۲) اگرچی یہ قارورہ ترنج کے چھلکے کی مانند ہوتا ہے اور تیلی کی نسبت زیادہ زرد ہوتا ہے یہ کچھ ہضم کی عمدگی پر دلالت کرتا ہے (۳) اشقر زرد رنگ قدرے سرخی مائل یہ حرارت کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے۔
(۴) نارنجی (۵) نارسی (۶) زعفرانی ان میں سے ہر ایک علی الترتیب اپنے سے پہلے سے زیادہ حرارت پر دلالت کرتا ہے۔

(۱۲) حضرت: سبز رنگ: اس کے پانچ درجے ہیں (۱) مستقی رپتہ کے رنگ کا یہ سردی پر دلالت کرتا ہے (۲) آسمان گونی یعنی خفیف نیلا۔
(۳) یلنجی ان میں ہر ایک اپنے سے پہلے کی نسبت سردی پر دلالت کرتا ہے (۴) کرائی رنگدھن کے رنگ کا قارورہ جو سبز ہوتا ہے یہ احتراق شدید پر دلالت کرتا ہے (۵) زنجاری رنگارنگ کی مانند سفیدی مائل سبز بہت ہی زیادہ احتراق پر دلالت کرتا ہے۔

یہ حضرت: درمائل غرورنگ نہیں ہے بلکہ یہ سردی اور نیلاہٹ سے مرکب ہے اس لئے حضرت کو دیکھنے میں دونوں رنگوں کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

اسود اور بیاض :- یہ دونوں رنگ بھی مفرد نہیں ہیں بلکہ مرکب ہیں جیسا کہ ابتدا میں بیان کیا گیا ہے۔ البتہ اسود کی چار صورتیں پائی جاتی ہیں جن کا اظہار ضروری ہے۔ یہ یاد رہے کہ اسود ایسا مرکب ہے جو مختلف رنگوں کی بے اٹھوئی ترتیب سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں بعض رنگوں کی زیادتی اور بعض کی کمی کی صورت مختلف حالتوں پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن عام طور پر اس کا غلبہ سوداومیت کی دلیل ہے۔

(۱) ایسا سیاہ قارورہ جو زعفرانی رنگ لئے ہوئے ہو یہ ایسے سودا پر دلالت کرتا ہے جو صفراء سے پیدا ہوا ہوتا ہے (۲) وہ سیاہ قارورہ جو تھوٹے ہوئے ہو یعنی وہ پہلے احمر قغم اور اس کے بعد سیاہ ہو گیا ہو۔ یا بالفاظ دیگر سیاہ سرخی مائل ہو گیا ہو۔ یہ ایسے سودا پر دلالت کرتا ہے جو خون سے پیدا ہوتا ہے (۳) وہ سیاہ قارورہ جو سبزی مائل ہو یہ خالص سودا پر دلالت کرتا ہے (۴) سیاہ سفیدی مائل قارورہ پر سودا کے لمبھی پر دلالت کرتا ہے۔

اسی طرح بیاض یعنی قارورے کی سفیدی برووت یا مواد کے نصیح نہ پانے پر دلالت کرتی ہے۔

ریادداشت :- یہ جاننا چاہئے کہ بیاض کی دو قسمیں ہیں (۱) بیاض حقیقی جیسے دودھ کا رنگ یہ رنگ اگر مٹیاب میں پایا جائے تو بلغم و برووت کے غلبہ کے ساتھ چربی اور اعضا اصلہ کے پگھلنے پر دلالت کرتا ہے جیسے دق کے آخری درجے میں اعضا اصلہ کے پگھلنے کی

وجہ سے فارورے کا یہی رنگ ہوتا ہے یا گہرے کی انتہائی سوزش میں
اندھے کی سفیدی کی طرح رطوبت اخراج پاتی ہے (۲) بیاض غیر حقیقی
جیسے پانی بیزنگ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ طبیعت نے پانی میں تصرف
ہی نہیں کیا اور اس صورت میں یہ فارورہ بہت بڑا اور مواد کے نفع اور نفعی
سے مایوس کرنے والا ہے یہ سردوں پر دلالت کرتا ہے جو فارورے میں رنگ
بخشنے والے اعضاء کو نفوذ کرنے سے روک دیتے ہیں۔

(۲) قوام اور کدورت :- لحاظ قوام فارورے کی تین اقسام ہیں
(۱) رقیق (۲) غلیظ (۳) ان دونوں کے درمیان (معتدل)
رائشیت :- رقیق سے مراد پانی کی طرح یعنی جس میں بائیت غالب ہو۔
ایسا فارورہ عدم نفع سردے ضعیف گہرہ بکثرت پانی پینا خشکی کے ساتھ
سردی کا غلبہ ہونا بائیت کے راستوں سے مادے کا کسی دوسری طرف متوجہ
ہو جانا۔ رقیق رطوبتوں کا پیشاب کی طرف چلا جانا وغیرہ پر دلالت کرتا ہے
رائشیت غلیظ جس میں گاہے اخلاط کی کثرت سے اور گاہے عدم نفع
کے باعث یہ علامت پیدا ہو جاتی ہے۔

کدورت (گدلا پن) :- کدورت کا سبب مادہ ارضیہ ہوتا ہے
جس کے ساتھ ریح بھی ہوتی ہے جو بائیت سے مخلوط ہوتا ہے کدورت
اور قوام میں برفرق ہے کہ قوام میں بول کے تمام اجزاء میں یکسانیت پائی جاتی
ہے یعنی وہ گھٹل مل کر بالکل ایک چیز معلوم ہوتے ہیں اور کدورت کی
صورت میں اجزاء منتشر دکھائی دیتے ہیں۔ پیشاب میں کدورت نفع نہ

ہونے اور اخلاط کے حرکت کرنے کی دلیل ہے کبھی کدورت قوت کے زائل
ہونے اور اندرونی ورم کی وجہ سے بھی ہوتی ہے اور اکثر صاحب قارشہ
کے سر میں درد ہونے کی علامت ظاہر کرتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ مادہ جوش میں ہے جس سے بخارات اوپر کی طرف صعود و چڑھ کر رہے
ہیں۔

(۳) رسوب :- اس کے اصطلاحی معنی تلچھٹ کے ہیں لیکن فارورہ
کا رسوب اس جسم کا نام ہے جو فارورے کی بائیت سے غلیظ اور اس سے
ممتاز نظر آئے خواہ فارورے میں معلق ہو یا اس کے اوپر تیر رہا ہو رسوب
کے لئے یہ ضروری نہیں کہ فارورے کی تہ میں بیٹھا ہوا ہو اگرچہ رسوب
کے اصل معنی تہ میں بیٹھنے کے ہی ہیں۔ رسوب کی دو قسمیں ہیں (۱)
طبعی (۲) غیر طبعی۔

(۱) طبعی :- رسوب طبعی وہ ہے جو سفید ہو نہ نشین ہو اس کے اجزاء ایک دوسرے
کے ساتھ ملے ہوئے ہوں متخیل اور لطیف ہو حرکت دیا جائے تو جلد پھیل جائے اور پھر
جلدی نشین ہو جائے سفید رسوب کے مخالف رسوبات میں سب سے بہتر سرخ رسوب اور پھر زرد
رسوب غیر طبعی :- رسوب غیر طبعی ایسا رسوب ہے جس میں طبعی رسوب کے اوصاف
بالکل نہ پائے جائیں یا بہت کم پائے جائیں۔ اس کی بارہ اقسام ہیں
(۱) خراطی (۲) دشیشی (۳) لحمی (۴) دسمی (۵) مدی (۶) خراطی
(۷) شعری (۸) خمیری (۹) ملی (۱۰) مادی (۱۱) علقی (۱۲) دوی۔

(۱) خراطی ربرٹھٹی کے خراو کی مانند: وہ رسوب ہے جو چھلکوں کے مشابہ ہوتا ہے اور یہ پانچ قسم کے ہوتے ہیں (۱) سفید طبقات جو مشابہ کے پھلنے پر دلالت کرتے ہیں (۲) انجی سرخ چھلکے جو گردوں کے پھلنے پر دلالت کرتے ہیں (۳) نیلے رنگ کے چھلکے جو اعضائے اصلیہ کے پھلنے کی دلیل ہیں (۴) سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے اجزائے جیسے جن کو کہ سنی کہتے ہیں یہ جگہ اور گردہ کے اجزاء کے احتراق پر دلالت کرتے ہیں (۵) سفیدی مائل چھلکے ان کو نکال کہا جاتا ہے۔ یہ مشابہ کی خارش پر دلالت کرتے ہیں (۶) نکال سبوس گندیم کو کہتے ہیں۔)

(۲) دیشی دیش کوٹا ہوا یا کچا ہوا گیہوں: یہ رسوب ہرنال سرخ کے مشابہ ہوتا ہے اور خون کے احتراق یا اعضا کے گھلنے یا خارش مشابہ پر دلالت کرتے ہیں۔

(۳) انجی اس کا سبب بھی وہی ہے جو اوپر کہ سنی کا بیان ہو چکا ہے (۴) دسمی رچربی دار: یہ رسوب اعضا کے گھلنے پر دلالت کرتا ہے (۵) چکنائی دنما: مدری رسیب دار: ورم کے پھوٹنے پر دلالت کرتا ہے (۶) محاطی (دہنچہ کے مشابہ) خلط غلیظ بلغمی کی دلیل ہے۔ (۷) شعری ربالوں کے مشابہ: اس کا سبب رطوبت کا لمبائی میں مقصد اور بستہ ہو جانا ہے (۸) خمیری (خمیر کے مشابہ) یہ رسوب زکات اور غلظت میں خمیر کے ٹکڑوں کی مانند ہوتا ہے جو پانی میں بھگو دیکھ کر گٹھے ہوں۔ یہ یسغف معدہ اور بطن پر دلالت کرتا ہے (۹) امی ریگس کی

(مانند) پھری پر دلالت کرتا ہے جو منقذ ہو چکی ہو یا ہونے والی ہو (۱۰) ماوی رخا کستر کے مشابہ یہ رسوب انجم یا پپ پر دلالت کرتا ہے جس کا رنگ زیادہ عرصہ کسی جگہ ٹھہرنے کی وجہ سے تبدیل ہو گیا ہو۔

(۱۱) علقی (خون کے لوتھڑے کی مانند): یہ رسوب کی یہ قسم خون کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے چنانچہ اگر یہ مائیت کے ساتھ خوب مخلوط ہو تو یسغف جگہ پر دلالت کرتا ہے اور اگر اس میں کم اخلاط ہوں تو پیشاب کی نمائی کے زخم پر دلالت کرتا ہے اور اگر رسوب مائیت سے ممتاز ہو تو اکثر مشابہ اور قضیب کے زخم پر دلالت کرتا ہے (۱۲) دموی: یہ شریان خون کے پھٹنے پر دلالت کرتا ہے

فارورہ کے مقام کے لحاظ سے رسوب کی تین اقسام ہیں (۱) غمام (۲) معلق (۳) راسب -

غمام (ابہ کی مانند) وہ رسوب ہے جو فارورہ کی سطح کے اوپر تیرا ہوا اس کا سبب یہ ہوتا ہے۔ نضج کی کمی ہوتی ہے۔ اور ریاہ اور پو کو چڑھا دیتی ہے۔ معلق (لٹکا ہوا) وہ رسوب ہے جو فارورہ کے بیچ میں ٹھہرا ہوا ہو اس کی وجہ مذکورہ بالا باتوں کی کمی ہوتی ہے راسب (تہ نشین) یہ رسوب طبعی میں نضج پر دلالت کرتا ہے اور غیر طبعی میں خرابی کو ظاہر کرتا ہے یعنی اگر رسوب طبعی میں بیجا ہوا ہو تو اچھی علامت ہے اور اگر غیر طبعی رسوب تہ میں بیجا ہوا ہو تو بُری علامت ہے

مقدار بو اور جھاگ

قارورہ کو ہم نے دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اول اس کی صوت اور دوسرے اس کی ماہیت۔ ماہیت سے ہماری مراد اس کا تجزیہ ہے قارورہ دیکھنے کے لئے سب سے اول اس کی صورت پر غور کرنا چاہئے جس کی ہم نے تین صورتیں مقرر کی ہیں (۱) مقدار (۲) بود (۳) جھاگ۔

(۱) مقدار۔ مقدار کی تین صورتیں ہیں (۱) کثیر المقدار وہ قارورہ جو حالتِ صحت کے لحاظ سے مقدار میں زیادہ ہو یہ اعضا کے گھٹنے یا زائد فضلات کے خارج ہونے پر دلالت کرتا ہے (۲) قلیل المقدار جو بلحاظ حالتِ صحت کے ٹھوڑا ہو یہ قوت کے ضعف یا تحلیل کی کثرت یا اداسے کی کسی دوسری طرف متوجہ ہو جانے پر دلالت کرتا ہے۔ (۳) معتدل المقدار جو کثیر اور قلیل کے درمیان ہو اور حالتِ صحت کی دلیل ہے۔

(۲) بو: بو سے مراد دراصل ذائقہ ہوتا ہے چونکہ قارورے کو چکھا نہیں جاتا۔ اس لئے اس کا اس کی بو کے ذریعہ احساس کیا جاتا ہے قارورے میں دو قسم کی بو پائی جاتی ہے (۱) ہامض الرائحہ زرش بورکھنے والی ایسا قارورہ سرد و اخلاط میں حرارتِ غریبہ کے اثر کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے اور ریاح کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے (۲) حلوالرائحہ شیریں یہ خون کے غلبے کی وجہ سے ہوتا ہے اور

اس میں کھاری پن پایا جاتا ہے۔ البتہ اس بات کو ضرور مد نظر رکھیں کہ حلوالرائحہ بھی اگر کافی عرصہ پڑا رہے تو حامض الرائحہ میں تبدیل ہو جاتا ہے اور دوسرے اس بات کا خیال رکھیں کہ بعض قاروروں میں بو زیادہ پائی جاتی ہے اور بعض میں کم۔ اگر بو زیادہ پائی جائے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ حرارت نے مواد پر زیادہ اثر کیا ہے اور اگر بو کی کمی ہو تو یہ عدم نضج کی وجہ سے ہوتا ہے اور حرارت کے اثر نہ کرنے کی دلیل ہے بعض وقت بغیر بو کے قارورے سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ضعفِ قوت پیدا ہو گیا ہے۔

قارورہ کی نشرت مزید

قارورے کو دیکھنے میں سب سے پہلے اس کی مقدار۔ بو اور جھاگ دیکھنا چاہئے۔ بعد اس کی رنگت۔ قوام و کدورت اور اس کے بعد سوسا دیکھنا چاہئے ان سب علامات کے اثرات و نتائج گزشتہ صفحات میں تحریر ہو چکے ہیں اور ان کے ذہن نشین کرنے اور آپس میں تطبیق دینے سے صحیح تشخیص ہو سکتی ہے البتہ رنگوں کی طرف دھیان دینا چاہئے۔ جن کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔ رنگوں میں سُرخ۔ پیلا اور سفید رنگ اپنے اندر خاص اثرات رکھتے ہیں اور خصوصی امراض پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً سُرخ رنگ صدمہ ریاح کی زیادتی اور خون کے جوش پر دلالت کرتا ہے اور جس قدر زیادہ سُرخ برٹھتی جائے گی یا اس میں سیاہی غالب آتی جائے گی اسی قدر ریاح میں شدت پیدا ہوتی جائے گی اور اس کا اثر خاص طور پر معدہ

اور ریہ دل اور ثنائہ پر پڑے گا۔ نزلہ اور دردِ سر کی شدت ہوگی۔ اسی طرح زرد رنگ کی زیادتی صفر کی زیادتی کی دلیل ہے۔ اس سے ایک طرف گرمی بڑھتی جاتی ہے تو دوسری طرف ریح کم ہونا شروع ہو جاتی ہے اور جوں جوں زردی بڑھتی جاتی ہے جسم میں حرارت بڑھتی جاتی ہے اس لیے رنگ کی زیادتی سوزشِ جگر، چھیشش، گرمی کا نزلہ، سوزشِ سینہ اور اکثر شدید بخار کا اظہار کرتی ہے اور یہ بعض وقت دردِ شقیقہ کے پیدا ہونے کا بھی اظہار کرتا ہے۔ عورتوں میں ماہوار کی زیادتی۔ مگر میں درد اور سوزشِ رحم کی دلیل ہے اس سے مردوں میں سرحتِ انزال کا اظہار ہوتا ہے۔ سفید رنگ حرارت کی کمی اور بلغم کی زیادتی کی دلیل ہے جوں جوں سفید رنگ قارورے میں بڑھتا جاتا ہے حرارت کی کمی کا اظہار ہوتا جاتا ہے اس سے لمبی امراض مثلاً سردی کا نہ کام نزلہ، کھانسی، دردِ سر، اسہال اور ضعفِ جگر۔ عورتوں میں سیدان الرحم اور مردوں میں جہریان کا اظہار ہوتا ہے۔ ان رنگوں میں جب دو رنگ آپس میں ملتے ہوئے ہوں مثلاً سرخی اور زردی، زردی اور سفیدی، سفیدی اور سرخی یا ان کی مرکب صورتیں مثلاً زنجی رنگ، سبز رنگ اور قتی رنگ وغیرہ تو ان میں جس رنگ کا غلبہ ہو۔ اس کو خاص طور پر مد نظر رکھیں بعض دفعہ دونوں رنگوں کا مجموعہ کسی ایک مرض پر دلالت کرتا ہے جیسے نارنجی رنگ یرقان کی علامت ہے وغیرہ۔

محمد مزمل صدیقی 03047152589

براز

براز کے متعلق معلومات حاصل کرنے سے قبل گزشتہ صفحات میں نظامِ غذائیہ کا بنیادی مطالعہ کریں۔ اس کے بعد براز کے متعلق ذیل کی معلومات کی روشنی میں غور کریں براز کا معائنہ کرنے میں تقریباً وہی صورتیں اختیار کی جاتی ہیں جو قارورہ میں بیان ہو چکی ہیں یعنی مقدار، قوام اور رنگت۔ اس کے ساتھ ہی تندرست آدمی کے براز کو بھی ذہن میں رکھنا چاہئے جو عام طور معتدل قوام دن زیادہ رقیق نہ سخت ایک مناسب مقدار دانہ غذا کے مطابق اور سنہری رنگ کا ہوتا ہے۔

مقدار بہ مقدار کی کمی اور بیشی دونوں مرض پر دلالت کرتی ہیں کمی مقدار اعضائے غذائیہ کے ضعف، قوتِ دفعہ اور ماضیہ کی کمزوری یا قوتِ ماسکہ کی تیزی پر دلالت کرتی ہے۔ ایسے براز سے اکثر فوج کا خوف پیدا ہو جاتا ہے زیادتی مقدار قوتِ ماسکہ کی کمزوری اور قوتِ دفعہ کی شدت پر دلالت کرتی ہے اور اکثر جسم میں صفر کی زیادتی کا اظہار کرتی ہے اس سے جسم اکثر کمزور رہتا ہے اور خون کم پیدا ہوتا ہے۔

قوام قوام کی تین صورتیں ہیں رقیق (۲) لیسدار اور غلیظ (۱) خشک اور سستے رقیق تمام طور پر حرارت کی زیادتی اور کثرت طوابع کی کثرت پر دلالت ہے لیسدار برازیں کبھی سرخ لیس ہوتی ہے جو غذا کے لیسدار ہونے یا مخاط کے لیسدار ہونے کی علامت ہے اور کبھی اعضائے جسم کی سوزش اور تحلیل پر دلالت کرتا ہے اور کبھی لیسدار کیساتھ چکنا چٹ بہت زیادہ

ہوتی ہے جو سقوط قوت کے اثرات پر دلالت کرتی ہے خشک اور سرد
ایسا براز کبھی سردی کی زیادتی اور گاہے رطوبات کی کثرتِ تحلیل کی علامات
ہوتا ہے اور کبھی اس امر کا اظہار ہوتا ہے کہ صفراء کا اخراج جگر سے امعاء کی طرف
نہیں ہو رہا اس سے عام طور پر قبضِ ضعفِ معدہ و جگر کا پیدا ہونا ظاہر ہوتا
ہے۔ ان علامات کے ساتھ بدبو کو بھی مد نظر رکھا جائے تو تشخیص میں کافی
سہولت ہو جاتی ہے مثلاً بدبو کی تیزی حرارت کے مادے میں زیادہ اثر کرنے
کو ظاہر کرتی ہے اور تپہ چلتا ہے کہ مادہ اندر زیادہ متعفن ہو گیا ہے اسی طرح
بدبو کی کمی یا فقدان اس امر کی دلیل ہے کہ حرارت جسم میں کم ہو گئی ہے یا
مواد پر اثر انداز نہیں ہو رہی۔ یہ صورت ضعفِ بدن کی علامت ہے کبھی
کبھی بُوکا فقدان اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ قوئیں ساقط ہو گئی ہیں اور مریض
زیادہ عرصے تک زندہ نہیں رہ سکے گا۔

زنگِ سبز کے زنگ بھی فارورے کی طرح ہیں اور انہی اثرات کو ظاہر
کرتے ہیں یعنی سرخ زنگ ریح کی زیادتی اور خون کے جوش کو ظاہر کرتا ہے
زر و زنگ کا براز صفراء کے غلبے کی دلیل ہے اور جگر کے فعل کی تیزی کا پتہ
دیتا ہے۔ براز کی سفیدی غلبہ بلغم کی دلیل ہے اور اس سے اس امر کا بھی پتہ چلتا
ہے کہ صفراء کم ہو گیا ہے یا اس کا اخراج جگر سے نہیں ہو رہا۔ اسی طرح براز کے
زنگ میں سیاہی اخلاط کے جل جانے یا قوی کے ساقط ہو جانے کو ظاہر کرتا
ہے اور سبز زنگ کا براز اکثر براز کے جسم میں کافی عرصہ تک رکے رہنے کی
دلیل ہے جس کا سبب جسم میں سردی کا غلبہ ہے بعض اوقات برازیں سیاہ

اور خون بھی ملے ہوئے ہوتے ہیں جو اندر کے زخم اور پھوٹوں کی طرف اشارہ
کرتے ہیں اور بعض وقت ایسا براز ریاضت نہ کرنے والے شخص کا بھی ہوتا ہے
اسی طرح براز کے ساتھ غیر معمولی قراقر اور جھاگ بھی اخراج پاتے ہیں جو عام طور
پر ریح کی زیادتی کی دلیل ہوتے ہیں۔ نہایت ہی سٹراہوا اور نہایت ہی بدبو دار
سیاہی مائل کے زنگ کا براز اکثر موت کی دلیل ہوا کرتا ہے۔

چہرے سے امراض کی تشخیص

چہرے اور ظاہر جسم کو دیکھ کر امراض کی تشخیص کرنا اگر مشکل امر ہے لیکن
ذرا سخت سے یہ علم بھی پوری طرح حاصل ہو سکتا ہے اور اگر معالج اس پر
دسترس حاصل کر لے تو اس کی عزت و وقار میں از حد اضافہ اور اس کی شہرت
دور و دور تک پہنچ جاتی ہے۔ ذیل میں اس علم کے متعلق چند اصولی باتیں بیان
کی جاتی ہیں جن پر غور و فکر کرنے سے معالج کا ذہن کھل جاتا اور وہ ہر مرض کو
چہرے اور ظاہر علامات سے معلوم کر سکتا ہے۔ اس علم کو حکم لگانا کہتے ہیں۔
حکم لگانے میں تین حالتوں کو مد نظر رکھنا چاہئے (۱) چہرے اور جسم کی
زنگ (۲) چہرے اور جسم کی ہیئت (۳) چہرے اور جسم کی ظاہر علامات۔
(۱) زنگت :- اس کا ذکر علامات کے بیان میں گزر چکا ہے۔ اس میں
جسم انسان کے اخلاط کے زنگوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے مثلاً سرخ زنگ
خون کے جوش پر دلالت کرتا ہے۔ زر و زنگ صفراء کی زیادتی سفید زنگ بلغم کی
کثرت اور اسی طرح سیاہ زنگ سودا ویت کا اظہار ہے۔ ساتھ ہی ان

رنگوں کو غور سے سمجھ لینے کے بعد ذہن فوراً ان اعضاء کی طرف لوٹ جانا چاہئے
جہاں یہ اخلاط پیدا ہونے کی قیام کرتے اور صاف ہوتے ہیں۔ ان رنگوں سے
ایک طرف خون کی کیمیاوی حالت کا علم ہوتا ہے اور دوسری طرف وہ ان
اعضا کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن کی حالت غیر طبعی ہونے سے ان اخلاط
میں کمی بیشی سے یہ رنگ پیدا ہو گئے ہیں ان دونوں صورتوں کو مدنظر رکھ کر
ذہن میں فوراً مرض کا ایک تصور ابھر آتا ہے اور باقی علامتوں کے دیکھنے کے ساتھ
یقین کی حد تک مرض یقین کیا جاسکتا ہے لیکن یاد رہے کہ جب کسی ایک رنگ
کے دیکھنے کے بعد اس کے متعلقہ عضو کی طرف توجہ کی جائے تو فوراً دیگر اخلاط
کے اعضاء کی طرف بھی دھیان کر لینا چاہئے کہ ان کی وہاں کیا حالت ہے اور
اس کے بعد حکم لگانا چاہئے۔

(۲) بہتیت: بہتیت سے مقصد چہرے اور جسم کا دبلایا موٹاپا اور
اس میں رطوبات کی کمی و زیادتی وغیرہ ہے۔ جسم میں چربی کی زیادتی اعصاب
کے فعل کی تیزی کی علامت ہے اور اس میں عصبی امراض کو مدنظر رکھیں۔ اگر جسم
میں گوشت کی زیادتی ہو اور عضلات تنے ہوئے ہوں تو جگر کے فعل میں
تیزی ہے اور اس کے امراض پر نگاہ رکھیں۔ اسی طرح اگر جسم دُبلایا اور چہرہ
اندروں کو چپکا ہوا ہو تو معدے، امعاء اور گردوں کے امراض کا تصور ذہن میں
لایں اس کے ساتھ رنگوں کو دیکھنے سے اخذ کردہ نتائج کو ان کے ساتھ
تطبیق دیں اور حکم لگائیں۔

رغم: ظاہر علامات:- یہ علامات زیادہ تر ہم کو بچوں۔ مدہوش انسانوں

اور بے ہوش لوگوں پر کام دیتی ہیں لیکن ان کے علاوہ دوسرے لوگوں میں
بھی دیکھ کر حکم لگایا جاسکتا ہے۔ ان میں جسم کی غیر معمولی ساخت۔ بالوں کی قلت
و کثرت۔ سر۔ چہرہ۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔ ہونٹ۔ ہاتھ پاؤں کا تناسب اور اس
کے ساتھ چہرے کی لمبائی چوڑائی۔ خدو خال۔ اس کے کسی عضو کا کشادہ
یا تنگ ہونا اور خاص طور پر چہرے پر داغ مسے اور پسی و آنے وغیرہ
قابل غور ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ باقی جسم کی بناوٹ لمبائی۔ چوڑائی۔
چال ڈھال۔ بدن کا کسی طرف جھکاؤ۔ جسم کا حرکات اور چال میں جھٹکنا اور
اسی قسم کی کوئی اور بے ترتیبی پر بھی نگاہ ڈالی جائے اور سب اسے بڑھ کر
چہرے کی ذہنی کیفیات اور ان میں مریض کے جذبات غم و غصہ۔ خوف و
ندامت اور حسرت و شادمانی کا ضرور ذہن میں تجزیہ کرنا چاہئے۔ اور ان
کے بالا اعضا اثرات کی طرف توجہ دینی چاہئے اور پھر رنگوں اور بہتیت کی
علامات سے اخذ کردہ نتائج کے ساتھ تطبیق دے کر حکم لگانا چاہئے۔

ذیل کی علامتیں خاص طور پر قابل غور ہیں:

I گال:- گالوں کی سرخی اور غیر معمولی تمازت رچمک جس کے ساتھ
چہرے کا رنگ اڑا ہوا اور گھبراہٹ کے آثار ہوں۔ عام طور پر پھیپھڑوں
کے ورم اور اختلاج القلب کی علامت ہوتی ہے۔ مردوں کے گالوں پر
سیاہ نشان سوزش مشابہ و گردہ اور خضیوں کے امراض کی علامت ہے۔ عورتوں
کے گالوں پر چھائیوں کا پڑ جانا سوزش خصیتہ الرحم اور خرابی حیض کی نشانی ہے
II ہونٹ:- ہونٹوں کا موٹا ہونا۔ جسم میں ریاح۔ سوجن سوزش جگر

اور ہونٹوں پر سُرخ سیاہی مائل پھنسی سوزش دماغ کی علامت ہے۔
 ہونٹوں کی گہری چمک دار سُرخی رسل سفیدی خون کی کمی اور بخار کی دلیل ہے
 اسی طرح ہونٹوں کی سُرخ جسم کی اندرونی سوزش کی طرف اشارہ کرتی ہے۔
 ہونٹوں کی زردی صفرا کی زیادتی اور اس کے امراض وقتے کی دلیل ہے۔
 ہونٹوں کا خشک رہنا معدے میں سوزش اور مایخیو لیا سفید رنگ کی
 تہہ چڑھ جانا جوڑوں کی خرابی جن بخار کی علامت ہے لمبے بخاروں میں
 ہونٹوں کی خشکی زیادہ ہو جاتی ہے سرسام اور پھیپھڑوں کے اور ام میں ہونٹوں
 پر خشک قسم کی پٹریاں جم جاتی ہیں ہونٹوں کا پوری طرح بند نہ ہونا لقوہ کی
 بہت بڑی علامت ہے۔ ہونٹوں کا لٹک جانا ضعف اعصاب اور فاج
 کی علامت ہے

III مُنہ :- مُنہ کا کھلا رہنا ضعف قلب اور پھیپھڑوں کی کمزوری
 کی علامت ہے۔ اس کے برعکس مُنہ کا سختی سے بند ہونا شخج۔ ورم دماغ
 اور غشی کی علامت ہے۔ مُنہ سے رال نکلتا، دماغی اور عصبی خرابی اور بعض
 لوگوں میں امعاء کے گھروں اور شدید نفخ قسم کی طرف اشارہ ہے۔

11 آنکھ :- آنکھوں کی زردی صفراوی امراض مثلاً یرقان، سوا القیدہ
 استسقاء سُرخ۔ دردِ سر، نزلہ اور سوزش اعصاب کی دلیل ہے آنکھوں کے
 پھولوں پھنسیاں عصبی سوزش آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے امراضِ گردہ
 و امعاء بوا سیر اور خون میں تیزابیت کی زیادتی کی علامت ہے آنکھوں کے
 گرد گڑھے پڑ جانا خصوصاً بچوں میں اعصاب اور آنکھوں کی سوزش کا اظہار

ہے اس میں پیاس اور سہال مٹی شدت ہوتی ہے آنکھوں میں اُداسی کا
 پایا جانا ضعفِ باہ اور جریان کی طرف اشارہ ہے۔

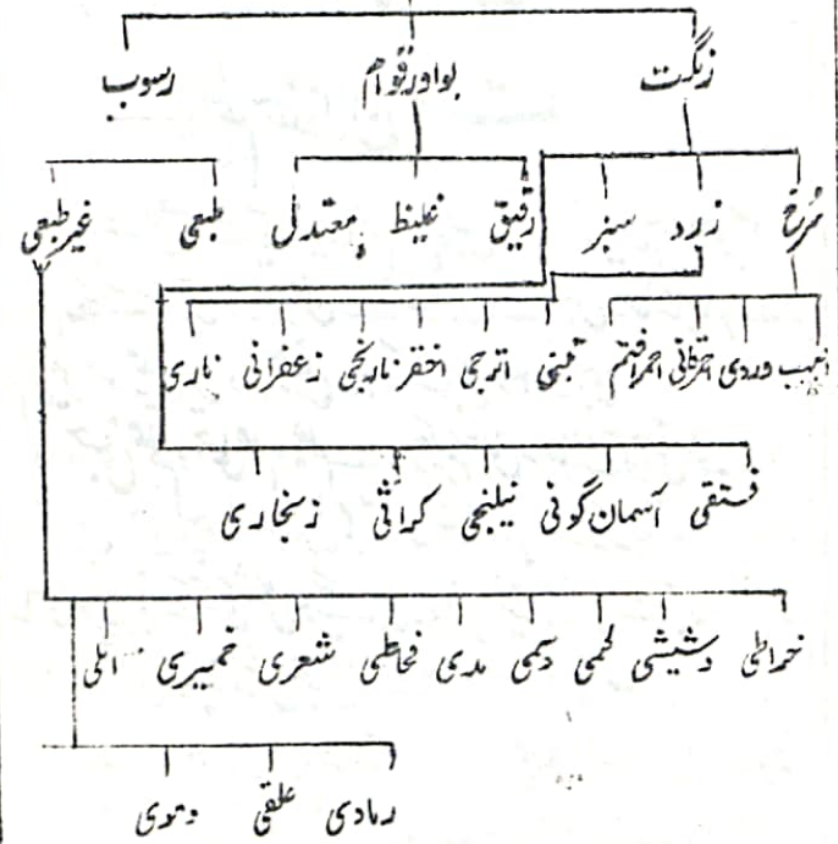
عام علامات :- چہرے پر کسی مقام مثلاً ہونٹ، ناک، کان پر
 سوزش ناک سُرخ سیاہی مائل پھنسی کا نمودار ہونا مریض کے حق میں خطرناک
 ہے۔ اور جب تک مریض کا علاج غور و توجہ سے نہ کیا گیا اس کا بچنا ذرا مشکل
 ہے۔ اگر اس پھنسی کے ساتھ مریض میں چمکی کی بھی صورت ہو تو ایسا مریض مشکل
 سے جانبر ہوتا ہے لیکن ہونٹوں کے مریض کے گھٹنے اگر پیٹ کی طرف اٹھے ہوں
 تو قویج اور دردِ گردہ کی علامت ہے اگر مریض اپنی حرکت اور چال میں اپنے
 پاؤں کو جھٹکا دے تو مریض کے گردوں میں بھی خرابی ہے۔

موت کے قریب کی علامات :- مُنہ کا کھلا رہنا (۲) آنکھوں
 کا پتھر یا ہوا معلوم ہونا (۳) ناک کا مریض (۴) چہرے پر پیشانی کے آثار
 (۵) سینے پر بلغم کی زیادتی اور اخراج نہ پانا (۶) مریض کا بے ربط باتیں کرنا۔
 (۷) ماتھے پاؤں میں کھیوٹ اور سخت کانہ پایا جانا (۸) نبض عام طور پر نملی ہو
 جاتی اور تھوڑے میں اکثر سیاہی پیدا ہو جاتی ہے۔

ان علامات کو جاننے کے بعد فوراً حکم نہیں لگانا چاہئے بلکہ اوپر کی
 علامات جو رنگ اور سہیت میں بیان کی گئی ہیں۔ ان کا بھی جائزہ لے کر حکم
 دگانا چاہئے۔ یہ علم کچھ مشکل نہیں۔ اس پر مکمل دسترس حاصل کرنے کا
 طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی مریض مطلب اس کے تو پہلے اس کے چہرے
 اور ظاہر جسم کو دیکھ کر مرض کو اخذ کریں اور اس کے بعد بقیہ علامات مریض

اور فارورہ سے تشخیص کر کے اندازہ لگائیں کہ آپ کس حد تک صحیح ہیں اس طرح رفتہ رفتہ ایک معالج مریض کو صرف دیکھنے کے ساتھ ہی اس سے امراض کو بیان کر سکے گا۔

فارورہ



حصہ دوم طبی عملی

۱۱ علم حفظان صحت

علم حفظان صحت ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعے ہم اپنی صحت کو قائم رکھ سکتے ہیں اور امراض سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ علم کی تین صورتیں ہیں (۱) جبلی (۲) اکتسابی (۳) وہی (۱) جبلی علم وہ علم ہے جو حکیم مطلق ہر جاندار کو جبلی طور پر عطا فرماتے ہیں۔ جیسے چوہا جب تلی کی آواز سنتا ہے تو ڈر کر بھاگ جاتا ہے اور اسی طرح تلی کتے کی شکل دیکھتے ہی راہ فرار اختیار کر لیتی ہے نیز کہ جبلی طور پر چوہا اور تلی ان کو اپنا دشمن خیال کرتے ہیں۔ اسی طرح سنبری خورد جانور پیدا ہونے کے بعد ہی اپنی غذا کے لئے سنبری کھانی شروع کر دیتے ہیں اور گوشت خورد جانور بغیر گوشت کے بھی رہ نہیں سکتے وہ ہزار بھوکے ہوں مگر کبھی سنبری کھا کر پیٹ نہیں بھریں گے۔ ایسے ہی چمندریند بعض دانے دیکھے پر گزارہ کرتے ہیں اور بعض پندول کا شکر

کہہ کے اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔ قدرت نے انسان میں بھی اسی قسم کا ایک جلی شعور پیدا کر دیا ہے۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد فوراً ماں کی چھاتیوں کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کو ماں کی گود میں سکون حاصل ہوتا ہے بڑے ہونے تک تمام عمر اس کو جلی علم یہ علم دیتا رہتا ہے کہ فلاں چیز میرے لئے مفید ہے اور فلاں مضر۔

(۲) اکتسابی علم: اکتسابی علم وہ علم ہے جو انسان کو خالق دو جہاں نے تجربات و مشاہدات اور عقل کی روشنی سے عطا فرمایا ہے۔ یعنی جب وہ کسی چیز کو اپنے تجربات و مشاہدات کے بعد مفید یا مضر پاتا ہے۔ تو اس کو اختیار یا اس سے اجتناب کرتا ہے۔ اسی طرح جب اس کی عقل ان چیزوں کی طرف اشارہ کرتی ہے جن کی مثل اس نے مفید یا مضر چیزیں تجربات و مشاہدہ کی ہوں تو ان کو بھی وہ اپنے استعمال میں ضرورت کے مطابق لاتا یا پرہیز کرتا ہے۔

(۳) وہی: وہی علم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے انسان کے ذہن میں درجہ کے ذریعے پیدا کر دیتے ہیں کہ فلاں چیز تمہارے لئے مفید ہے یا مضر۔ اس علم کو وجدانی بھی کہتے ہیں کیونکہ قوت و اہمہ اس میں خاص طور پر کام کرتی ہے۔ یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ قوت وجدانی قوت و اہمہ کی انتہائی ترقی یافتہ صورت کا نام ہے۔ یہ وہی علم کہیں تو ضرورت کے مطابق عام انسانوں کو حاصل ہوتا رہتا ہے لیکن اہل علم اور فکر پر اس کا اتقار و انکشاف اور فیضان خصوصی طور پر ہوتا رہتا ہے اور وہ اپنی ضرورت

کے مطابق اس کو علم اور عقل کی روشنی میں پرکھتے رہتے ہیں اور جب وہ تجربہ و مشاہدہ میں اور عقلاً صحیح ثابت ہوتا ہے تو اس کو عوام کی خدمت کے لئے پیش کر دیتے ہیں۔ حکماء سے بھی بہت زیادہ اس علم کا اتقار و انکشاف اور فیضان ثبوت و رسالت پر ہوتا ہے۔ وہ اس سے اس زندگی اور کائنات کی ہر چیز کے خواص و فوائد قدرت سے حاصل کرتے ہیں اور دنیا کو مطلع کرتے ہیں کہ دنیا ان سے مستفیض ہو۔

جاننا چاہئے کہ یہاں پر ہم جس علم سے بحث کریں گے وہ اکتسابی ہوگا کیونکہ ہمارا جلی اور وہی علم بھی تجربات و مشاہدات اور نتائج کے بعد اکتسابی ہی ہو جاتا ہے لیکن ہم اکتسابی اس علم کو کہیں گے جو ہمارے تجربات و مشاہدات اور عقل کی روشنی میں صحیح ثابت ہو۔ صحیح ہونے کا معیار یہ ہے کہ ہم جب کبھی بھی تجربات و مشاہدات کے بعد نتیجہ دیکھیں تو وہی نکلتا چاہئے یا جب کبھی اس کے متعلق دلائل دیئے جائیں تو وہی نتائج برآمد ہوں اور اسی کو آج کل کی زبان میں سائنس کہتے ہیں۔

حرارت غریبی و رطوبت غریبی: علم حفظان صحت کا جہاں تک انسان کے جسم سے تعلق ہے اس کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ انسان کے اعضائے جسم اور ان کے افعال کا پوری طرح علم ہو۔ یہ علم اسی وقت سے شروع ہو جاتا ہے جب انسان کا نطفہ قرار پاتا ہے۔ کیونکہ اگر اس دوران میں بھی اس نطفے کی نگرانی نہ کی جائے تو اس کے ضائع ہونے کا احتمال ہے۔ جس چیز کی انسان کے حفظان صحت میں نگرانی کی سب سے

زیادہ ضرورت ہے وہ اس کا مزاج طبیعت اور طاقت کا اعتدال ہے اور یہی چیز قرار نطفہ سے انسان کی موت تک مد نظر رہتی ہے۔ سوال پیدا ہو جانا ہے کہ مزاج طبیعت اور طاقت کیا شے ہے اور ان کی نگرانی کیسے ہو سکتی ہے۔ یہ ایک ہنر ہے اس سوال ہے اور صحت کے قیام کے لئے اس کا ذہن نشین کرنا سب سے پہلی بات ہے۔

جاننا چاہئے کہ نطفہ قرار پاتے وقت گرمی - حرارت غریزی اور رطوبت غریزی کا مجموعہ ہوتا ہے۔ یہ نطفہ ایک جسم ہے جس کی پرورش رطوبت غریزی اور حرارت غریزی سے عمل میں آتی ہے۔ انہی دونوں چیزوں سے اس کو غذا ملتی ہے اور اس میں نشو و نما اور تصفیہ کا عمل جاری رہتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں اگر اعتدال سے اپنا عمل جاری رکھیں تو نطفہ صحت کے ساتھ نشو و نما کے مراحل طے کر لیتا ہے اور اگر ان کا توازن قائم نہ رہے تو نطفہ کے ضائع ہونے میں کوئی شبہ نہیں جس کی صورت یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بڑھ جائے تو دوسری کو ناکارہ کر دے گی جس سے نطفہ کی غذائیت یا تصفیہ و پرورش میں خلل واقع ہو جائے گا اور نطفہ ضائع ہو جائے گا مثلاً اگر حرارت بڑھ جائے تو رطوبت کو جلا دے گی اور رطوبت کی زیادتی حرارت کو ختم کر دے گی۔ اسی توازن سے جسم انسان زندہ رہتا ہے اور اگر ان میں یا ان فریق واقع ہو جائے تو انسان کی صحت نہ صرف خراب بلکہ بعض اوقات تباہ ہو جاتی ہے۔

بدلنا یا تبدیل نطفے کی حرارت و رطوبت اس قدر قلیل ہوتی ہے

محمد مزمل صدیقی 03047152589

کہ انہی سے انسان کے جسم کا کم و بیش ساٹھ ستر سال تک زندہ رہنا محال ہے اس لئے قدرت نے ان دونوں کے قیام - تقویت اور بلاد کے لئے بیرونی طور پر بھی رطوبت و حرارت کا انتظام کر دیا ہے جو اس حرارت غریزی کا معاون ہوتا ہے اور اس تھوڑی بہت حرارت و رطوبت غریزی کو جو نطفہ قرار پانے کے بعد ختم ہونا شروع ہو جاتی ہے پورا کرنا رہتا ہے اور انسان کی ضرورت کو پورا کرتا رہتا ہے اس رطوبت اور حرارت کو جو انسان کی ضروریات کو پورا کرتی رہتی ہے۔ بدلی صابن حلل کہتے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ بدلنا یا تبدیل حرارت غریزی اور رطوبت غریزی کی کمی کو پورا کرتا ہے یا خود داغ پر خراج ہو کر ان دونوں کا قائم مقام بن جاتا ہے۔

اعترافاً یہاں پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر بدلنا یا تبدیل خود حرارت غریزی اور رطوبت غریزی کی کمی کو پورا کرتا رہتا ہے یعنی خود حرارت و رطوبت غریزی بن جاتا ہے تو پھر حرارت غریزی اور رطوبت غریزی جس کو حرارت اصلی اور رطوبت اصلیہ بھی کہتے ہیں اور جن سے اخلاصہ اصلیہ تیار ہوتے ہیں۔ ان کی کوئی ماستی نہ رہی کیونکہ ہم ان کو مصنوعی طور پر تیار کر سکتے ہیں اور اگر وہ حرارت اور رطوبت جو ان کا بدلنا یا تبدیل ہوتی ہے وہی کام انجام دے سکتی ہے جو حرارت غریزی اور رطوبت غریزی پنجم دیتی ہے تو پھر بڑھاپا کیوں آتا ہے اور موت کیوں واقع ہوتی ہے۔

جواب یہ اس کا جواب یہ ہے کہ حرارت غریزی اور یہ حرارت
غریزی کا بدل یا تحلیل نہیں بن سکتا جو رطوبت اور حرارت بدل یا تحلیل کے طور
پر خارج ہوتی ہے وہ صرف ایک ضرورت ہے جو پوری کی جانی ہے اور اس
سے رطوبت و حرارت غریزی کی مدد کی جاتی ہے تاکہ وہ جلدی تحلیل ہو کر
ختم نہ ہو جائے اس کی مثال ایک چراغ کی ہے جس کی روشنی ریتی اور تیل
تینوں بیک وقت کام کرتی ہیں۔ چراغ کی روشنی حرارت غریزی میں
رطوبت غریزی اور تیل بدل یا تحلیل ہے۔ یہ بدل یا تحلیل جہاں ایک طرف
چراغ کی روشنی کو قائم رکھتا وہاں دوسری طرف اس کی بجلی کو بھی جلنے
نہیں دیتا۔

صوت کی حفاظت کے لئے یہ ضروری ہے کہ حرارت غریزی چراغ
کی روشنی کی طرح اعتدال سے جلتی رہے اور اس کی رطوبت غریزی
بھی ایک دم فضا نہ ہو جائے۔ یہ وہ اعتدال ہے جو دونوں میں قائم رکھا جاتا ہے
اگر رطوبت بڑھ جائے تو حرارت کا ختم ہونا غالب ہے اور رطوبات کی
زیادتی سے رطوبت کا بل جانا لازمی ہے۔

خون: نطفہ جب تک علقہ نہیں بنتا۔ اس وقت تک وہ اپنی غذا
اپنے اندر کی رطوبت سے حاصل کرتا ہے اور جب علقہ بن جاتا ہے۔
اس کا تعلق رحم سے پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اپنی غذا ان کے رس سے
حاصل کرتا ہے۔ پیدائش کے بعد اس کو اولیہ غذا ان کے دودھ سے
اور پھر دنیاوی غذا اور اشربہ سے حاصل ہوتی رہتی ہے جن سے اس کا

بدل یا تحلیل پورا ہوتا رہتا ہے۔
ان امور سے ثابت ہوا کہ طیب انسانی صحت کی حفاظت کو کہہ سکتی
ہے لیکن اس پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا کہ وہ انسان کا شباب برقرار رکھے یا
اس کو ایک طویل عمر تک زندہ کی دے سکے۔ صورت کار وک وینا تو اس
کے بس کا بالکل روگ نہیں۔ کیونکہ نطفہ کے قرار پانے کے بعد حرارت غریزی
اور رطوبت غریزی کچھ نہ کچھ ضرور شروع ہوتی رہتی ہے اور عمر کے ساتھ ساتھ
ان میں ایک خاص قسم کی کمی واقع ہوتی رہتی ہے جس طرح چراغ کے جلنے
میں اس کی بجلی کے تھوڑے تھوڑے جلنے کے ساتھ ساتھ وہ کم ہوتی رہتی ہے۔
یہاں تک کہ وہ ختم ہو جاتی ہے یہی صورت انسانی زندگی کا بھی ہے کہ
وہ آخر میں حرارت غریزی اور رطوبت غریزی کے ختم ہونے کے بعد ختم
ہو جاتی ہے ہمیشہ کے لئے شباب اور زندگی ناممکنات میں ہے۔
اطباء کے فرائض صرف حفظان صحت کے امور کو کاڑھن نشین کرانا
ہے تاکہ صحت قائم رہے۔ البتہ جب مریض پیدا ہو جاتے تو اس کو صحت
کی طرف ٹوٹانا اس کا کام ہے صحت کے قیام کے لئے اس میں چیز حرارت غریزی
اور رطوبت غریزی کی پوری نگرانی اور ان کے بدل یا تحلیل کو صحیح طریقوں
پر پورا کرنا ہے اور یہ کہ شش بھی جاری رہے کہ رطوبات اعلیٰ میں کوئی
فساد یا تعفن پیدا نہ ہونے دے۔ اگر وہ اپنے ان تمام امور میں کامیاب
رہا تو انسان اپنی طبیعت کو صحیح نگہیے گا اور اس کی قوت اور صحت ایک صحیح
حالت پر قائم رہے گی۔

موت :- موت دو قسم کی ہے (۱) طبعی (۲) غیر طبعی۔ طبعی وہ موت ہے جو حارثت و رطوبت غریزی کے پورے طور پر خرچ ہونے کے بعد واقع ہو جس کے متعلق اظہار کا خیال ہے کہ وہ سو سو سال سے ڈیڑھ سو سال تک ہونی چاہئے۔ کیونکہ ان کا اندازہ ہے کہ انسان بچپن میں سال تک اپنی جوانی کو پہنچا ہے اور اس کو اس کے بعد پانچ گنا عرصے تک زندہ رہنا چاہئے۔ اور اگر اس کے دوران میں وہ کسی مرض کا شکار ہو جاتا ہے یا ڈوب جاتا ہے یا پھانسی لگ جاتا ہے یا لگ کر مرنے والے وغیرہ تو یہ اس کی غیر طبعی موت ہوگی۔

حفظانِ صحت کے اہم عناصر

حفظانِ صحت کے اہم عناصر حسب ذیل تین ہیں۔
 (۱) صحت کے قیام کے لئے بدل مانتھل کی جو ضرورت ہے وہ ایک مسئلہ امر ہے اور بدل مانتھل ہمیشہ اغذیرہ و اشربہ سے حاصل کیا جاتا ہے اس لئے حفظانِ صحت میں سب سے اول چیز اغذیرہ و اشربہ ہیں کہ ان کو اپنی ضرورت کے مطابق صحیح اصولوں پر استعمال کرے اور ان سے بدل مانتھل حاصل کرے۔

(۲) غذا کے بعد دوسری اہم چیز ہے کہ انسان کے جسم میں غذا کھانے کے بعد جو فضلات اکٹھے ہوتے ہیں ان کو باقاعدگی کے ساتھ اخراج کرنے کی کوشش کرتا رہے اس کی صورت جسم کو اعتدال کے ساتھ حرکت دینے اور کام میں لگانے سے عمل میں آتی ہے جس میں ورزش بھی شریک ہے۔

کیونکہ سکون محض جسم میں فضلات کو روک دیتا ہے۔

(۳) انسان اپنی قوتوں کو ضرورت سے زیادہ خرچ ہونے سے بچاتا ہے۔ ضرورت سے زیادہ جسمانی اور دماغی محنت اور حرکت سے یہ قوتیں ضائع ہونے لگتی ہیں۔

یہ تینوں باتیں اگر اعتدال پر قائم رہیں تو صحت انسانی کی حفاظت اچھے طریق پر ہو سکتی ہے۔ اس مقصد کے لئے اسباب سے ضروریہ جن کا ذکر گذشتہ صفحات میں کیا گیا ہے بہت حد تک کافی ہیں لیکن بعض اہم باتوں کا ذکر مندرجہ بالا تین اصولوں کے متعلق کیا جاتا ہے جو صحت کے لئے بے حد مفید اور ضروری ہیں۔

(۱) اغذیرہ و اشربہ :- غذا کی مقدار میں اعتدال کو قائم رکھنا اور غذا کے استعمال کے بعد کچھ سکون کرنا ضروری ہے۔

یادداشت :- غذا کھانے سے قبل یہ ضروری ہے کہ بھوک شدت سے لگی ہوئی ہو بغیر بھوک کے کبھی غذا کی طرف ہاتھ نہیں بڑھانا چاہئے بچک میں بھی اس امر کو ملحوظ رکھا جائے کہ وہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ صادق۔ کاؤب اشتہائے صادق کی علامات یہ ہیں کہ جسم میں فرحت ہوگی اور وہ ہلکا ہوگا۔ اور گرم معلوم ہوگا غذا کھانے وقت لذت محسوس ہوگی۔ اشتہائے کاؤب میں یہ باتیں نہیں ہوں گی بلکہ مزوری محسوس ہوگی۔ دل میں گھٹنے کی کسی حالت پائی جائے گی اور کھانے میں بے دلی سی ظاہر ہے گی کھانے کے بعد جسم بے حس و است اور بوجھل رہے گا بلکہ بعض اوقات حرکت کرنے کو دل نہیں چاہتا۔

ہر غذا پہلی غذا کے ہضم ہونے کے بعد کھانی چاہئے۔ اگرچہ بھوک بھی کیوں ملے گی ہو اور اس وقت صاف کی تمام علامات پائی جائیں مگر ہر غذا جو ہم کھاتے ہیں اس کے ہضم ہونے میں کم سے کم چھ سات گھنٹے خرچ ہوتے ہیں اور اس کے بعد وہ غذا معدے اور چھوٹی آنتوں سے اتر کر بڑی آنتوں میں چلی جاتی ہے۔ اگر چھ سات گھنٹے سے قبل کھالیا جائے تو طبیعت پہلی غذا کی طرف مصروف ہوتی ہے اور اگر اس کو ہضم کئے بغیر چھوڑ دے اور دوسری کی طرف مصروف ہو جائے تو پہلی غذا میں تعفن اور فساد پیدا ہو جائے گا۔ اور اگر دوسری کی طرف توجہ نہ دے تو اس میں بھی تعفن و فساد پیدا ہونا ضروری ہے۔ ایک وقت میں مختلف غذاؤں کا اکٹھا کرنا درست نہیں۔

یادداشت مختلف اغذیہ میں بعض لطیف اور بعض ثقیل ہوتی ہیں اور طبیعت لطیف اغذیہ کو جلد ہی ہضم کر لیتی ہے اور ثقیل اغذیہ دیر تک اندر رہتی رہتی ہیں نیز بعض اغذیہ ایک دوسرے کی مخالف ہوتی ہیں مثلاً کھجور اور روہہ ترش اور روہہ ستورا اور روہہ انگور اور سریک کا گوشت۔ انار اور ہر بیہ۔ چاول اور بھرک۔ ان کو ایک ساتھ اکٹھا کھانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

اگر غذا چرب ہو تو اس کے ساتھ نمکین یا چھری چیزیں کھانی جائیں اور اسی طرح اس کے برعکس بہتر ہے کہ ہمیشہ ایک ہی غذا نہ کھانی جائے بلکہ تبدیلی کے ساتھ کھانی جائے بھوک کو روکنا مناسب نہیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے معدے کی طرف خراب

مواد گر تھیں۔ غذاؤں کے معتدل وقت میں کھانی چاہئے موسم سرد یا سردی کے وقت اور موسم گرم یا صبح و شام کھانا مناسب ہے۔ کھانے سے مراد یہاں پیٹ بھر کر کھانا اور پورا کھانا مراد ہے۔ یادداشت ایک ہی قسم کے کھانے بار بار کھانے سے اور ایک ہی ذائقہ بار بار استعمال کرنے سے جسم میں نقصان پیدا ہوتا ہے مثلاً ترش غذاؤں کے بکثرت اور متواتر استعمال سے بڑھاپا جلد آجاتا ہے۔ نزلہ زکام اکثر ہوتا ہے۔ اعضاء میں خشکی پیدا ہو جاتی ہے۔ اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں اسی طرح نمکین چیزیں بدن کو لاغر اور دل میں ضعف پیدا کرتی ہیں۔ مٹیسی چیزیں بھوک کو ضعیف اور بدن کو گرم کرتی ہیں۔ ان کی مصرت کو ترش غذا سے اور ترش غذا کی مصرت کو مٹیسی غذا سے دفع کرنا چاہئے پھیکا اکثر کھانے سے بھوک جاتی رہتی ہے اور بدن میں سستی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس کی مصرت کو نمکین اور چھری چیزوں کے استعمال سے دور کرنا چاہئے۔

مشروبات بہ مشروبات میں تین چیزیں خاص طور پر شریک ہیں (۱) پانی (۲) روہہ (۳) شراب۔

پانی بہ پانی اکثر پیاس کے وقت پیا جاتا ہے اور یہ پیاس کھانے کے دوران میں بھی لگتی ہے اور بعد بھی اور بغیر کھانے کے بھی۔ پانی پینے کا وقت پیاس ہے خواہ غذا کے ساتھ یا اس کے بعد وغیرہ۔

زیادہ اشتہار جاننا چاہئے کہ پیاس و قوسم کی ہوتی ہے۔
 صادق کا ذب۔ صادق پیاس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ معدے میں
 پڑی ہوئی غذا کو رقیق بنائے اور اس کو بار بار ایک شریانوں سے گزرنے
 کے لئے ذریعہ بنے۔ غذا کے دوران میں بھی جب پیاس لگتی ہے
 تو اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں اول معدے میں تیز اور سوزش پیدا کرنے
 والی غذا پر کی جیسے چینی اور دوسری معدے میں انتہائی خشکی جو غذا کھانے
 کے ساتھ اکثر بڑھ جاتی ہے اور طبیعت اس کو رقیق کرنے کے لئے
 پانی طلب کرتی ہے۔ پیاس کا ذب کی پہچان یہ ہے کہ اگر پیٹ بھر
 کر تسلی کے ساتھ بھی پانی پی لیا جائے اور پھر پھر پیاس نہ نکلے۔
 اس کی وجہ عام طور پر سوزش یا لیسر اور اس کی معدے میں زیادتی ہوتی
 ہے جس کو طبیعت رفع کرنا چاہتی ہے لیکن ٹھنڈا پانی پینے سے پیغم
 اور بھی تم ہوتی اور مادہ شور میں زیادتی واقع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح
 تخم اور ہینہ میں بھی پیاس کی شدت ہوتی ہے جس کی وجہ غذا کا کچا ہونا
 اور معدے میں سوزش اور متھن مواد کی موجودگی ہوتی ہے۔ اس کا علاج
 یہ ہے کہ پانی کے لئے کچھ دیر توقف کیا جائے اور اگر توقف ممکن نہ ہو
 تو گرم پانی تھوڑا تھوڑا دیا جائے یا بغیر دودھ کے چائے دی جائے
 مرض میں شدت ہو تو مناسب علاج کیا جائے بعض دفعہ دماغی اور
 اعصابی سوزش میں بھی شدید پیاس لگتی ہے اس کا بھی مناسب علاج
 کیا جائے بعض اوقات ترمیوں کے استعمال سخت ورزش اور

سخت۔ حمام اور جاع کے بعد جب پیاس لگے تو پانی سے روکا
 چاہئے۔ جہاں تک ممکن ہو نہاؤ نہ پانی نہیں پینا چاہئے۔
 دودھ دودھ غذا میں شامل ہے اور اس کو غذا کے طور پر پیرا
 غذا کے ہمراہ استعمال کرنا چاہئے۔ یہ ہرگز نہ کیا جائے کہ اس کو پانی سے
 قائم مقام اور بغیر غذا کے استعمال کیا جائے دودھ استعمال کرنے کا بہتر
 وقت صبح کا ناشتہ ہے۔ ناشتے کے ہمراہ اس کو استعمال کرنے سے
 صحت پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ دودھ ہمیشہ شہد گرم ہر اور اس کو ہلکا
 شیریں بھی کر لینا چاہئے۔ اسی طرح بعض لوگ دودھ میں پانی ملا کر اس کی تسلی
 بھی پیاس کے وقت پیتے ہیں اس کے متعلق یہ جاننا ضروری ہے کہ اس
 کے اثرات اپنے اندر بالکل دودھ کی طرح غذائیت کے ہیں۔ البتہ اس
 میں برودت زیادہ پیدا ہو جاتی ہے اور اس کے اکثر استعمال سے معدہ
 ٹھنڈا اور سستے مزاج بارہ کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ اول تو اس
 کا استعمال ہی نہیں کرنا چاہئے۔ لیکن جب استعمال کی جائے تو غذا اور
 اس کے درمیان کافی وقفہ ہونا چاہئے۔
 (۱۲۵) وہی کی تسلی :- وہی کی تسلی بھی غذا میں شریک ہے اور اس کی
 بھی ہمیشہ غذا کے مقام پیاس کے ہمراہ استعمال کرنا چاہئے۔ اس کے
 بکثرت استعمال سے حرارت غریبی کم ہو جاتی ہے اور پیغم کی شکایت
 پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا استعمال دوسرے کو غذا کے ہمراہ کرنا چاہئے
 (۱۲۶) شہد اسبندہ شراب کا استعمال بغیر طبیب کی مرضی کے سمجھی

نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس میں نقصان بہت زیادہ اور فوائد بہت ہی کم ہیں۔ اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ اس کے استعمال سے خود اہم نصاب نصابی بھڑک اٹھتی ہیں جو کسی صورت بھی نہیں بچتیں جس سے طبیعت انتہائی منقبض ہو کر دل کے لئے بے حد نقصان کا باعث ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کے فوائد کا تعلق ہے اس کو اکثر اعتدال سے قلیل مقدار میں ضرورت کے مطابق طیب حافق کے مشورے سے استعمال کیا جائے تو یہ تمام جسم کے اعضا میں نشو و ارتقا اور قوت کی صلاحیت پیدا کرتی ہے اور ساتھ ہی گندے فضلات کو چھانٹ دیتی ہے اور جسم میں صالح مواد کو جذب کرنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے لیکن ان فوائد کے ساتھ ساتھ جب اس کے اثرات بڑھتے جاتے ہیں تو انہی چیزوں کے لئے سخت نقصان کا باعث ہوتی ہے۔ اس کے اثرات بڑھنے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ اس کو ایک دفعہ شروع کرنے کے بعد خواہ وہ دوائی ہی کیوں نہ کیا جائے چھوٹا خشک ہو جاتا ہے گویا یہ تھمرے ہی عرصہ میں ایک ایسی عادت بن جاتی ہے جس کا چھوڑنا تقریباً ناممکن ہے اس کو چھوڑنا بھی بھلے فوائد کے باعث صد نقصان ہے۔

۱۲) حرکت و عمل :- حرکت و عمل میں تین چیزیں اہم ہیں (۱) ورزش (۲) مالش (۳) حمام۔

یا دوا شدت :- جانا چاہئے کہ تین چیزیں اس لئے اہم ہیں کہ جسم انسان پر ان کے اثرات سے فضلات اندر نہیں رکتے اور اخراج پا

جاتے ہیں۔ ان کی ضرورت اس لئے اور بھی زیادہ ہے کہ دنیا میں کوئی غذا بھی ایسی نہیں جس کا فضلہ نہ بنے اور اسی طرح کوئی دوا بھی ایسی نہیں جو ان فضلات کو لہری طرح جسم سے خارج کر دے اور اس کا نقصان طبیعت کو نہ پہنچے۔ اس لئے اس مقصد کے حصول کے لئے ایک ہی صورت ہے کہ جسم کو حرکت و عمل کی عادت ڈالی جائے۔ اس میں ورزش ایک ایسی چیز ہے جس میں بغیر کسی اوتدیر اور خرچ کے انسان اپنا مقصد حاصل کر سکتا ہے۔ مگر مالش اور حمام میں ایک خاص اہتمام کی ضرورت ہے۔ بہر حال ضرورت کے وقت ان کا استعمال لازمی اور مفید ہے کیونکہ اگر یہ فضلات جسم کے اندر چھوڑ دیئے جائیں تو اکتھے ہو کر تین قسم کا نقصان پیدا کرتے ہیں (۱) ان میں تعفن پیدا ہو کر جسم کی رطوبت بڑھنا شروع ہو جاتی ہیں۔ (۲) رطوبات کی زیادتی حرارت غریزی کو ضائع کرنا شروع کر دیتی ہے (۳) مادے کی تہ کاوش رگول یا آنتوں میں سدے پیدا کرنے کا باعث ہوتی ہے۔ ان فضلات کا اخراج جس احسن طریقہ پر ورزش، مالش اور حمام سے ہو سکتا ہے وہ کسی اور دوا و تدبیر سے ممکن نہیں۔ اس کے علاوہ ورزش، مالش اور حمام کے بعد جسم اکثر لگا اور خوشی محسوس کرتا ہے۔ بھوک بڑھ جاتی ہے۔ جسم مضبوط ہونا شروع ہو جاتا ہے اور روز بروز زیادہ طاقت کا احساس ہونے لگتا ہے :-

ورزش :- ورزش ایک ایسی حرکت اور تدبیر ہے جس میں ٹہرے بٹے

سائنس لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ ورزش مادی امراض کو رفع کرتی ہے۔ حرارت عزیز پر کو برا کھینچ کر تھکتی ہے۔ جھڈوں کو سخت بناتی۔ فضلات کو تخلیل کرتی اور مسامات کو کھولتی ہے۔ اس کی وقتیں ہیں (۱) وہ جن نام جسم کے لئے عام ہیں یعنی اس کا اتمام بدن پر پڑے مثلاً دوڑنا سیر کرنا۔ گھوڑا دوڑانا کشتی کھینا کشتی لڑنا وغیرہ (۲) وہ جو صرف بعض اعضا کیساتھ مخصوص ہیں مثلاً اونچی آواز سے بڑھنا جس سے سر و سینہ اور آلات تنفس سے فضلات پاک اور غذا کو قبول کرنے کے لئے مستعد ہوتے ہیں۔ پھلادی پتھر ٹھکانا سخت کمان کا کھینچنا۔ گیند بلا کھیلنا۔ ان سے دونوں آلاتوں کے دونوں سینہ و دونوں شانوں اور پشت کا تقویت ہوتا ہے تیز چلنا بھی خاص ورزش ہے اس سے دونوں سرین۔ دونوں اول اور دونوں پینڈیوں کا تقویت ہوتا ہے

یا و اس وقت :- ورزش کا وقت وہ ہوتا ہے جب بدن غلطی فضلات اور براز سے پاک ہو اور غذا مضام جو چکی ہو اس کے لئے بہتر وقت صبح یا سیرا پہر ہے ورزش عام طور پر معتدل ہونی چاہئے۔ زیادہ شدید قسم کی ورزش بعض اوقات نقصان کا باعث ہوتی ہے۔ معتدل ورزش میں تھکن کم ہوتی ہے و در بدن خون جلد کی طرف آکر اس کو سرخ کر دیتا اور بخلا دیتا ہے اور ہڈیوں کا پسینہ آتا ہے جب پسینے میں شدت اور جسم میں تھکن کی زیادتی محسوس ہو تو فوراً ورزش چھڑ دینی چاہئے بعض ورزشیں جسمانی اثر کے ساتھ روحانی اثرات بھی رکھتی ہیں۔

مثلاً مقلبے کی دوڑ۔ گھوڑ دوڑ۔ گیند بلا وغیرہ جن میں ورزش کے ساتھ جتنے مارنے کی مسرت اور افسوس بھی شامل ہوتا ہے جس سے نفس میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔

بعض ورزشوں کے فوائد کشتی کی سیرا خلا میں تحریک پہچان پیدا کرتی ہے اور اس سے جذام۔ استسقا اور سکتہ کو بھی اکثر فائدہ ہوا جاتا ہے مدات کے وقت کشتی کی سیرا قوی قلب ہے لیکن اس میں چند کی تیز روشنی لازمی ہے تیرنے سے معدہ بہت زیادہ مقوی ہوا جاتا ہے نیز تیز چلنا گردوں کو صاف کرتا اور ضعف جگر میں بہت مفید ہے۔ باغات کی سیرا باعث فرحت قلب اور دماغ میں سرور لاتی ہے۔ شدید قسم کی ورزشیں جیسے کشتی کھینا پتھر ٹھکانا جسم سے بلغم کو خارج کرتا ہے۔

(۲) ماش :- ماش سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے جسم کو تیل یا بنیر تیل کے ملے اس کی کئی قسمیں ہیں مثلاً صلب جو اعضاء کو مضبوط بناتی ہے لیکن جو ڈھیلا کرتی ہے۔ کثیر جو متواتر کی جلتے یہ اعضاء کو ڈبا کرتی ہے۔ معتدل یہ موٹا کرتی ہے۔ کھڑکی جو کھردرے کیڑے یا آٹھ سے کی جائے یہ خون کو ظاہر بدن کی طرف جذب کرتی ہے اور نرم ماش جو نرم پھلی یا نرم کپڑے سے کی جلتے خون کو بند کرتی ہے یعنی اس عضو کی طرف کھینچ کر وہاں جمع کر دیتی ہے۔

یادداشت :- ماش کا طریقہ یہ ہے کہ ابتداء میں قوت کے

ساتھ شروع کی جائے اور پھر آہستہ آہستہ نرم کر دی جائے اگر تیل لگانا ہو تو شروع میں ہی لگا لیا جائے۔

۳) حمام: حمام سے مراد بند کمرے میں گرم پانی یا گرم بخارات سے غسل کرنا ہے یا اس میں اس وقت تک ٹھہرنا ہے کہ جس سے جسم کے فضلات پسینہ کے ذریعہ اخراج پا جائیں حمام کے اندر سرد پانی سے غسل کرنے کو حمام نہیں کہتے بلکہ حمام ہی گرم پانی یا گرم بخارات کا استعمال لازمی ہے۔

حمام سب سے پہلے ہونے چاہئیں۔ پہلا کمرہ معتدل دوسرا گرم تہ اور تیسرا گرم خشک اور ہر کمرے میں اس کے مطابق ہی ہوا استعمال کی جائے۔ گرم کمرے میں معتدل پانی یا معتدل کمرے میں بہت تیز گرم پانی نہ استعمال کیا جائے۔ کیونکہ یہ پھر بری پیدا کرتا ہے۔ اچھا حمام وہ ہے جو عرصہ دراز کا بنا ہوا ہو اس کے کمروں کی فضا کشادہ اور ہوا پاک سانس ہو۔ پانی شیریں ہو اور اس میں اس قسم کا ایندھن نہ بھلایا جائے جس میں کسی خاص قسم کی بو وغیرہ پائی جائے۔ حمام کو بہت زیادہ گرم نہیں ہونا چاہئے کیونکہ وہ زیادہ تھلیل کا باعث ہوتا ہے اور اعضا کو ڈھیلا بنا دیتا ہے اور نہ ہی پانی گنگنا ہونا چاہئے کیونکہ وہ پسینہ نہیں لاتا اور حمام کا ایسا ہونا ضروری ہے کہ جسم پر پسینہ آجائے اور ہلکی سی حرارت حاصل کرے۔

حمام کا طریقہ وغیرہ: نہار منہ حمام کرنا بدن کو خشک کرتا ہے

اور سٹ بھرا ہونے کی حالت میں مریٹا بنا سکتا ہے اور غذا کو ظاہر ہون کی طرف جذب کرتا ہے لیکن ایسا حمام سڈ سے پیدا کرتا ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ حمام نہ تو نہار منہ کیا جائے اور نہ سیر شکم ہونے کی حالت میں حمام میں کسی چیز کے کھانے پینے سے پہلے کرنا چاہئے کیونکہ ایسا کرنے سے وہ ٹھہر ہونے سے قبل ہی راستوں کے کشادہ ہونے کی وجہ سے دُور کے اعضا تک پہنچ جاتی ہے۔ حمام میں زیادہ دیر تک بیٹھنے سے ضعیف اعضا کی طرف فضلات گرنے لگتے ہیں جسم سست پڑنے جاتا ہے اعصاب کو ضرر پہنچتا ہے حرارت غریبی تھیل ہو جاتی ہے اور غذا کی خواہش اور قوت باہر ساقط ہو جاتی ہے یہ باتیں اور دوسری صرف حمام میں زیادہ عرصہ بیٹھنے پر ہی موقوف نہیں بلکہ خرد و حمام میں ان تمام ضرورتوں کو پیدا کرتا ہے۔

یادداشت: جب تک جسم اعتدال پر نہ آجائے اس وقت تک حمام سے پہلے کمرہ میں رہنا چاہئے اور جب باہر نکلنے کا ارادہ ہو تو بدن کو خوب دھانپ لینا چاہئے تاکہ ہوا نہ لگ جائے جن لوگوں میں سفار کی زیادتی ہو ان کو گرم حمام نہیں کرنا چاہئے۔ عام طور پر خالی شکم جب بھوک لگی ہوئی ہو، حمام کرنے سے لاغری اور کئی پیدا ہوتی ہے۔ جو لوگ ریاضت کم کرتے ہیں ان کو اکثر ایسا حمام کرنا چاہئے جس سے پسینہ آجائے۔ اب سرد سے غسل کرنا بدن کو ٹھیک کرتا ہے۔ مگر سردی کے وقت سرد پانی سے غسل نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ اس سے سردی

پیدا ہوتی ہے بچوں۔ بوڑھوں اور لڑکیوں کو سرد پانی کے غسل سے روکنا چاہئے۔

جسم و قوت کی کثرت تحلیل اور شدید محنت

اسکے ذیل میں تین صورتیں ہیں (۱) جسمانی اور دماغی محنت (۲) بہ نسبت کی زیادتی (۳) مباشرت۔

(۱) جسمانی اور دماغی محنت: جسمانی اور دماغی محنت کی کثرت جسم میں بہت زیادہ تحلیل پیدا کرتی ہے جس کو بدل یا تحلیل پورا نہیں کر سکتا اور ضعف واقع ہو جاتا ہے نام طور پر جسمانی محنت زیادہ سے زیادہ ایک وقت میں چار گھنٹے اور پھر ایک گھنٹے کے وقفہ کے بعد دو گھنٹے سے زیادہ نہیں کرنی چاہئے جسمانی محنت کرنے والوں کے لئے لازمی ہے کہ غذا پیٹ بھر کر کھائیں اور اس میں گوشت کی مقدار کافی ہونی چاہئے۔ دماغی محنت کرنے والوں کے لئے زیادہ سے زیادہ ایک وقت میں تین گھنٹے اور پھر ایک گھنٹے کے وقفہ کے بعد ڈیڑھ گھنٹے سے زیادہ دماغی کام نہیں کرنا چاہئے اس سے زیادہ دماغی محنت، اعصاب میں تحلیل اور اعصاب سے تشبیہ میں ضعف پیدا کرتی ہے۔ دماغی محنت کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ اپنی غذا میں غلہ کم اور دودھ، مکی، پھل

اور میوہ جات کا استعمال بہت زیادہ کریں۔ گوشت کا استعمال ان کے دل کے چاہنے کے مطابق کرنا چاہئے اور نہ چاہئے تو نہ کھیں کریں۔ البتہ مچھلی کا استعمال ان کے لئے بہت مفید ہے جسمانی اور دماغی محنت کرنے والوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ کبھی کبھار اپنے کام سے چھٹی کریں اور وہ وقت تفریح میں خرچ کریں۔

جذبات کی زیادتی: جذبات کی شدت نہ صرف جسم میں امراض پیدا کرتی ہے بلکہ جسم کو کثرت سے تحلیل کرتی ہے زیادہ کثرت زیادہ تحلیل کا باعث ہے زیادہ غصہ اور غم سے دل میں تحلیل پیدا ہوتی ہے غصے کی حالت میں فوراً گھنٹہ ایانی پینا چاہئے یا لیٹ جانا چاہئے غم کی حالت میں مسرت کے ایام اور غنائے جسم کی رحمت کا تصور ذہن میں تازہ کرنا چاہئے خوف کی حالت میں اعصاب تحلیل ہوتے ہیں اور بعض اوقات بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے جیسے وقت میں خوف زدہ آدمی میں غصہ پیدا کرنا چاہئے تاکہ خوف رفع ہو جائے مسرت و لذت کے جذبات کی کثرت سے ضعف بھر پیدا ہوتا ہے اور بعض اوقات جگر اس قدر تحلیل ہو جاتا ہے کہ صحت خطرے میں پڑ جاتی ہے راغندال سے زیادہ لذت و مسرت میں گرفتار نہیں رہنا چاہئے اور زیادہ حقے بھی نہیں ہارو چھاپتیں اس سے بھی کثرت جسم میں تحلیل کی صورت پیدا ہوتی ہے (۳) مباشرت: مباشرت کی صورت میں ذیل کی باتوں پر شدت سے عمل کیا جائے:-

محمد مزمل صدیقی 03047152589

رانا، خالی پیٹ مباشرت نہ کی جائے اور تسکیم سیری کی حالت میں بھی نقصان رسال ہے رانا، بیماری کی حالت میں مباشرت سے قطعاً پرہیز کیا جائے رانا جسم میں اگر کسی کیفیت کی زیادتی رگرمی سردی خشکی تری، کاشد پید احساس ہونے اور اس وقت بھی مباشرت سے پرہیز کرنا چاہئے زنا، غم خوف اور غصہ کی حالت میں بھی اس سے دور رہنا چاہئے ونا، حیض اور نفاس کے ایام میں مباشرت سے بہت دور رہنا چاہئے رانا کم سن لڑکیوں سے پرہیز کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ اس سے عضو مخصوص میں تحلیل پیدا ہوتی ہے اور ہمیشہ کنواری لڑکیوں کے پاس جانا بھی یہی کیفیت پیدا کرتا ہے رانا، بڑھیا اور بد صورت عورتوں سے بھی مباشرت نہ کی جائے رانا، اعلام بازی کے قریب بھی نہیں چھٹکنا چاہئے اس سے اعضائے ریسہ میں بے ہر ضعف اور خرابی واقع ہوتی ہے رانا، کثرت جملع سے پرہیز کیا جائے اس سے اعصاب کو سخت نقصان پہنچتا ہے اور عام طور پر اس سے فالج، رعشہ اور تشنج کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں اور قلب و بیانی میں ضعف واقع ہو جاتا ہے ذیل کی صورتوں میں مباشرت مفید ثابت ہوتی ہے اور صحت کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

رانا، جب اس کی شدید خواہش پیدا ہو یعنی بغیر کسی بیرونی تحریک کے شہوت کا غلبہ ہو رانا، مکمل تنہائی ہو کیونکہ دوسرے کا خوف ضعف قلب پیدا کرتا ہے۔

۳۱، جب جسم میں فرحت و انبساط اور ایک خاص قسم کا سرور پایا جائے۔

مباشرت سے پرہیز کرنے سے دوران سرگرائی بدن تندرستی چشم، درم خصبیاد و درم کنج ران، جتنے تکلیف دہ امراض پیدا ہو جاتے ہیں اور عورتوں میں احتناق الرحم، دوران سر ضعف قلب اور اکثر غشی کے دورے شروع ہو جاتے ہیں۔

ذیل کی چیزیں شہوت کو بڑھانے والی ہیں۔ رانا، پیرہنے کے بالوں کو مونڈنا رانا، لذیذ غذاؤں کا استعمال رانا، عشق و محبت کے قہقہے اور افسانے پڑھنا رانا، سرلی آوازوں اور نغموں کا سننا رانا، رقص و سرود کا دیکھنا وغیرہ۔

یا وداشرت: مباشرت کے روز نہانا دھونا، رونا، شہوت لگانا، عمدہ کپڑے پہنا، ضروری ہے متعفن اور گندے مقام سے دور رہنا چاہئے۔ مباشرت کی تمام شکلوں میں بدترین صورت یہ ہے کہ عورت مرد کے اوپر آئے۔ اس طرح مرد کے اعصاب اور اعضائے مخصوصہ میں نقصان واقع ہوتا ہے۔ صحیح صورت یہ ہے کہ مرد اوپر ہو۔ مباشرت سے قبل پہلے آپس میں خوشی و مسرت کی باتیں کہنی چاہئیں اور جسم کے مخصوص حصوں میں مساس کرنا چاہئے اور جب تک جسم میں جوش اور لذت کی شدت پیدا نہ ہو اس وقت تک مباشرت نہیں کرنا چاہئے اس سے میاں بیوی دونوں کے انزال میں سہولت ہوتی ہے اور ذلول

کا انزال ضروری ہے اگر یہ صورت نہ ہو تو اعضائے رئیسہ میں نقصان واقع ہوتا ہے اور اوپر ذکر کردہ خراب امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔
مباشرت اگر ضرورت کے مطابق کی جائے تو اس سے جسم ہلکا پھلکا محسوس ہوتا ہے تھکن دور ہو جاتی ہے اس کے بعد بہت اچھی تسلی بخش نیت آتی ہے۔ جھوک بڑھ جاتی ہے اور جسمانی و دماغی نعت کرنے کو جی چاہتا ہے اور اگر اس کے بعد تھکن سستی اور کمزوری واقع ہو تو یہ جان لیں کہ مواصلت ضرورت کے مطابق نہیں کی جا رہی بلکہ لذت و شوق کے تحت عمل میں لائی گئی ہے۔ یہ صورت نقصان رساں ہے اور اس سے ضعفِ اعضائے رئیسہ پیدا ہوتا اور پڑھایا جلد آتا ہے۔

مباشرت کے بعد تھوڑی دیر نہ ہونا لازمی ہے بعض لوگ اس کے بعد دودھ حلوہ یا کوئی اور مقوی غذا یا دوا استعمال کرنے کے عادی ہوتے ہیں تاہم مواصلت کا بدل مانتھل ہو جائے لیکن یہ عادت بجائے فائدہ کے نقصان دہ ہے کیونکہ اس وقت دورانِ خون میں تیزی ہوتی ہے اور وہ دور دور سے اپنے فضلات کا اخراج کر رہا ہوتا ہے اور ایسے وقت پر کھانے سے ان کا ایک طرف اخراج رُک جاتا ہے اور دوسری طرف طبیعت نئی کھائی ہوئی چیز کی طرف پوری طرح توجہ نہیں دیتی اور اس میں فساد پیدا ہو جاتا ہے کم از کم گھنٹہ ڈیرھ گھنٹہ کے بعد جب بدن اعتدال پر آجائے۔

تو اول غسل کیا جائے اور بعد میں کچھ کھایا جائے۔ اور اگر ایسی عادت پڑ گئی ہو تو ایسے موقع پر جو چیز مفید ہو سکتی ہے وہ پان ہے اور اگر خوشبودار ہو تو اور نہ زیادہ بہتر ہے۔

دو توں کو ایامِ حمل اور زمانہِ رضاعت میں جب تک بچہ دودھ نہ چھوڑ دے۔ مباشرت سے پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے بچہ کی صحت پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے اور اس کو اکثر اسپہال پیش اور بخار کی شکایت رہتی ہے اور بعض اوقات دق الاطفال اور ام البیمیان جیسے امراض پیدا ہو جاتے ہیں جس سے بچہ سوکھ کر کاٹھا ہو جاتا ہے بچہ کو دو سال تک دودھ پلانا ضروری ہے۔

تندرست آدمی کو محض شوق کی خاطر مقوی باہ یا مسک ادویہ کا استعمال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ وہ کن اعضاء کیلئے مفید ہیں اور اکثر اوقات کسے عضو کو زیادہ تیز کرنے سے بھی اسپہال ضعف پیدا ہو جاتا ہے اور اسی طرح طلاؤ وغیرہ کا استعمال بھی بجائے فائدہ کے نقصان دہ ہے۔ یہ سب چیزیں مرلیضوں کے لئے ہونی چاہئیں۔
تاکید: بعض لوگ حمل کی روک تھام کے لئے ایسی صورتیں عمل میں لاتے ہیں جس سے قرارِ حمل میں رکاوٹ ہو مثلاً عزل (انزال) کے وقت عضوِ مخصوص کو باسرنکال دینا۔ عضوِ مخصوص پر باریک کڑا یا ربرٹ کی قبلی (فریج لیڈر) یا عورتوں کے جسم میں مواصلت کے بعد ایسی ادویات کا رکھنا جن سے لطفہ ضائع ہو جائے یہ ساری صورتیں مرد و

عورت دونوں کے لئے صفت رساں ہیں ان سے دل و دماغ دونوں پر غیر اثر پڑتا ہے اور مہنی کے صحیح طور پر خارج نہ ہونے کی وجہ سے بعض اوقات مردوں کو جنون مایح لیا اور دوران سمر کی شکایت پیدا ہو جاتی اور عورتوں میں اختناق الرحم اور سیلان وغیرہ کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ استفادہ حمل بھی عورتوں کی صحت پر بہت برا اثر ڈالتا ہے ایک استفادہ سن بچوں کی پیدائش کے برابر اثرات رکھتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بچے کی پیدائش سے عورت کی صحت پر برا اثر نہیں پڑتا بلکہ اس کے لئے توانائی کا اثر رکھتا ہے۔ ہر بچہ جو پیٹ میں پرورش و نشوونما پاتا ہے اور اس میں زندگی کے نئے آثار پیدا ہوتے ہیں تو اس کی اس نحو کا اثر ماں پر بھی پڑتا ہے اور اس میں نئی زندگی اور حرارت پیدا کر دیتا ہے۔

تدا بیر موسم : موسم بھی انسان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے غیر معمولی اثرات سے بچنے کی تدابیر کرنی چاہئیں خصوصاً ان لوگوں کو جن کے مزاج کے لئے تکلیف دہ ہوں۔ علاج کے دوران میں بھی موسم کا خیال رکھنا چاہئے کیونکہ بعض امراض بعض موسموں میں مشکل علاج ہوتے ہیں اور بعض موسموں میں تیز اور تندر دوپہ استعمال نہیں کی جاسکتی۔ چند ضروری باتیں درج ذیل ہیں
 ۱، موسم بہار کے اوائل میں جلدی فصد اور اسپہال کرایا جائے اور تمام گرم تر چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔

۲، موسم گرما میں غذا شراب اور ورزش میں کمی کر دی جائے۔ سایہ میں بیٹھنا۔ جسم کو دھوپ سے بچانا۔ آرام و آسائش سے رہنا۔ گرمی بکھانے والی اشیا کا استعمال اس موسم میں لازمی ہے۔ عادی لوگوں کو قے کرانے میں بھی تاخیر و تساہل نہ کریں۔
 ۳، خزاں میں خشکی پیدا کرنے والی باتوں۔ جماع و سرد پانی سرد مکان میں سوتے۔ دوپہر کی دھوپ صبح اور رات کی سردی۔ ترمیوں کے کھانے سے پرہیز کرنا ضروری ہے نیز اس کے اوائل میں استفراغ کیا جائے۔ تمام ایسی چیزیں کھائی جائیں جو کسی قدر تہ اور گرم ہوں۔

۴، موسم سرما میں فصد اور قے سے پرہیز لازمی ہے مگر بقدر ضرورت اسپہال کی اجازت ہے۔ اس موسم میں غذا کا بکثرت مگر بقدر ہضم استعمال کریں۔ کیونکہ اس موسم میں ہضم اچھا ہو جاتا ہے۔ یادداشت : حاملہ عورت کو قصد سنگیاں۔ اسپہال اور قے سے پرہیز کرنا چاہئے البتہ اشد ضرورت کے وقت اجازت ہے۔ اسی طرح حمل کے دوران میں شدید خوف۔ غصہ۔ ہولناکی اور نیرتیز خوشبوؤں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

طِبِّ عَمَلِی

(۲) علم اعلاج

طریقہ علاج کا نام: طب یونانی میں جس طریق سے علاج کرنے ہیں اس کا نام علاج بالصدہ ہے یعنی ہر علامت و صورت اور کیفیت کا علاج اس کی ضد ادویات کے ساتھ مثلاً اگر اسہال اور قے آ رہے ہوں تو بند کر دیئے جائیں اور اور دم کی صورت ہو تو ان کو دور کر دیا جائے اور اگر گرمی ہو تو سرد ادویات استعمال کرتی جائیں اور اگر سردی ہو تو گرم ادویہ کا استعمال کیا جائے وغیرہ مگر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ علاج بالمثل پر عمل درآمد کرنے والے محالجین بھی کامیابی سے علاج کر رہے ہیں اور اگر ان کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو خود ہمارے اطباء جو علاج بالصدہ کے قائل ہیں۔ بارہ اعلاج بالمثل کے اصول سے کام لیتے ہیں مثلاً قویخ کا علاج افیون سے کرتے ہیں حالانکہ دونوں سرد ہیں حتیٰ صفر اوی کا علاج سفونیا سے کرتے ہیں حالانکہ صفر اوی سفونیا دونوں گرم ہیں اسی طرح بارہا قے کا علاج قے سے اور اسہال کا علاج اسہال سے کیا جاتا ہے پھر ہم اس طریقہ علاج کو علاج بالصدہ کیوں کہتے ہیں۔

محمد مزمل صدیقی 03047152589

اس کے جواب میں جاننا چاہئے کہ ہر طریقہ علاج عقل و تجربیات اور مشاہدات پر مبنی ہوتا ہے مثلاً تجربہ ہمیں بتاتا ہے کہ سردی گرمی سے دور ہو جاتی ہے اور گرمی سردی سے اسی طرح تریٹمنٹ کنکری پن سے ٹوٹ جاتی ہے اور کنکری پن تریٹمنٹ سے رفع ہو جاتا ہے اور جسم کا صنف طاقت و روایات سے دور ہو جاتا ہے اسی طرح ہمارا روزانہ کا مشاہدہ ہے کہ جو چیزیں ایک دوسرے کی ضد ہوتی ہیں ان میں سے ہر ایک کا یہ طبعی تقاضا ہوتا ہے کہ دوسری کو توڑ کر اس کی جگہ لے لے اور اس جدوجہد میں جو غالب ہوتی ہے اسی کا اثر ہوتا ہے آگ پانی میں یہی قدرتی مشاہدہ نظر آتا ہے عقلاً بھی جسم دیکھتے ہیں کہ اگر گرم امراض میں گرم ادویہ و اغذیہ سرد امراض میں سرد اغذیہ و ادویہ اور اسی طرح سرد اور تریٹمنٹ میں سرد اور تریٹمنٹ کا استعمال کیا جاتے تو مرض میں اضافہ ہوتا ہے ناگہ کسی تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم ہر علامت و صورت اور کیفیت کا بالصدہ علاج نہ کریں۔

راقیہ علاج افیون سے قویہ دراصل قویخ کا علاج نہیں بلکہ قویخ کی حالت میں شدید قسم کے درد کو روکنے کی صورت ہے کیونکہ قویخ اس سردے کا نام ہے جو سردی کی وجہ سے آنکھوں میں پھینس جاتا ہے اور یہ افیون سے کبھی دور نہیں ہو سکتا لیکن چونکہ سردے کے خراج پر اتنا وقت صرف ہوتا ہے کہ اس وقت تک مریض درد کی شدت میں مبتلا رہنا برداشت نہیں کر سکتا اس لئے وقتی طور پر افیون کا استعمال کیا جاتا

سے وہ قویخ کا نہیں بلکہ درد کے احساس کا علاج ہے اور اس کا علاج فیون سے کرنا صحیح معنوں میں علاج بالصد ہے اسی طرح حتی صفراوی سقمونیا سے دور نہیں ہوتا بلکہ صفراوی کی ضرورت کے مطابق کمی کی وجہ سے بخار کا قیام ہوتا ہے اور اس کمی کو سقمونیا کے استعمال سے پورا کیا جاتا ہے جس سے مادہ صفراوی اخراج پا جاتا ہے اسی لحاظ سے سقمونیا کا عمل بھی اس کا علاج بالصد ہے ایسے ہی قے اور اسہال کا علاج قے اور اسہال سے بھی قے اور اسہال کا علاج نہیں ہوتا۔ بلکہ اس قوت کا علاج ہوتا ہے جس کی کمی کی وجہ سے طبیعت قے اور اسہال کے ذریعہ فاسد مواد کو پوری طرح خارج نہیں کر سکتی اس لئے قے اور اسہال کی کمی کو قے و اسہال کی ادویات سے تیز کیا جاتا ہے تاکہ مواد فاسد کا اخراج ہو جائے اور اس کے بعد اکثر خود ہی قے و اسہال بند جاتے ہیں یا ان کو باصد ادویات سے بند کر دیا جاتا ہے۔

یادداشت :- علاج بالمثل بھی دراصل علاج بالصد ہے اس کی تفصیل ہماری کتاب ہومیوپیتھک ایسیرج میں ملاحظہ فرمائیں چھذیرہ طبع ہے۔

طریقہ علاج :- طب یونانی میں علاج میں صورتوں سے کیا جاتا ہے (۱) علاج بالتدبیر (۲) علاج بالادویات (۳) علاج بالیدیا و دستکاری۔

(۱) علاج بالتدبیر :- طریقہ علاج اسباب مستہ ضروریہ یعنی غذائی وغیرہ میں مناسب تصرف کرنے سے کیا جاتا ہے جس کا ذکر علام اسباب میں ہو چکا ہے

یادداشت :- اسباب مستہ ضروریہ کے ساتھ

ساتھ کیفیات کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے یعنی گرم کیفیات کے مرضیوں کی گرم کیفیات کو سرد و ماحول اور سرد اغذیہ و ادویہ اور دیگر تہا پیر سے بدلنے کی کوشش کی جاتی ہے اور ایسی طرح سرد خشک اور تر کیفیات کے مرضیوں کی کیفیات کو بدلنے کے لئے ان کے برعکس تدابیر اختیار کی جاتی ہیں۔

رانا، علاج بالادویات :- علاج بالادویات میں ہر قسم کی ادویہ و اغذیہ اندر اور بیرونی طور پر استعمال کرائی جاتی ہیں اور ان میں بالصد کا خیال مدنظر رکھا جاتا ہے۔

یادداشت :- بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ جس ملک کا علاج ہو اس ملک کی ادویہ استعمال کرنی چاہئیں اور باہر سے نہ منگانی جائیں یہ اعتراض بہت بڑا صحیح ہے کیونکہ ہر ملک کی ادویات وہاں کے لہسنے والوں کے زیادہ مناسب اور مزاج کے زیادہ قریب ہوتی ہیں لیکن جو ادویہ اپنے ملک میں دستیاب نہ ہوں ان کو باہر سے منگانا کوئی بُری بات نہیں لیکن ان ادویات کے مزاج، کیفیات اور خواص و فوائد سے پوری آگاہی ہونی چاہئے۔ اس وقت بھی طب یونانی میں بے شمار ادویات ایسی ہیں جو غیر ملک سے درآمد کی جاتی ہیں جیسے سامکی جو کر سے آتی ہے اور دیگر اقسام سناہ سے بہتر ہے۔ نصلب مصری مصر سے اور صبر نقوہ کی جو ترہ کی کے علاقہ نقوہ سے درآمد کی جاتی تھی۔

رانا، علاج بالیدیا و دستکاری :- اس صورت علاج میں

اعضائے جسم کو ضرورت کے مطابق چیز یا پھار نار جوڑوں کا درست کرنا اور بٹھانا بعض امراض میں حصہ جسم میں داغنا فصد و حجامت۔
 ان امراض اور ٹوٹی ہوئی ہڈی کا جوڑنا وغیرہ شامل ہیں۔
 با و اشتہ: دوا سے علاج کرنے میں اس امر کو ضرور ملحوظ رکھیں کہ اگر کیفیات اور مزاج کے مطابق دوا کی بجائے صرف غذا یا غذا سے دوا سے علاج ہو سکتا ہو تو زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ پھر اگر یہ ممکن نہ ہو تو پہلے بکے مزاج کی ادویات سے علاج شروع کیا جائے اور مرض کی شدت اور شدید حالت میں تیز قسم کی شدید ادویات برتنی چاہئیں۔

علاج بالتدبیر علاج بالدوا علاج بالید

علاج کلی

مندرجہ بالا طریقہ مابنے علاج کا ہم ذیل میں صرف اس قدر ذکر کریں گے جس سے ان کے کلی اصول بیان ہو جائیں تاکہ وہ ان علاج میں یہ ضروری اور اہم باتیں مد نظر رہیں۔ کیونکہ جب تک علاج کے کلی اصول ذہن نشین نہ ہوں تو علاج صحیح طور پر نہیں ہو سکتا۔ علاج میں صرف یہ جاننا کافی نہیں ہوتا کہ فلاں مرض کی فلاں دوا ہے بلکہ چند احکام بھی مد نظر رکھنے پڑتے ہیں۔ اور ان کے تحت بعض اوقات ادویات میں کمی بیشی کبھی غذا

میں تغیر و تبدل کہیں ماحول میں تبدیلی اور بعض وقت مرض کے نفسانی اور کیفیاتی اثرات کو دور کرنا ضروری ہوتا ہے اس لئے صرف کسی مرض کی دوا استعمال کر دینا علاج کے لئے کافی نہیں بلکہ علاج کے امور کلی کو ذہن نشین کرنا بہت اہم ہے بلکہ ہر مرض کے اصول کلی ذہن نشین رکھنے چاہئیں جن کا ذکر کچھ یہاں اور کچھ کتاب العلاج میں تفصیل سے بیان ہوگا۔

ذیل میں ہم علاج کے جن اصول کلی پر بحث کریں گے وہ یہ ہیں (۱) احکام غذا (۲) احکام دوا (۳) احکام استفراغ (۴) احکام لالہ (۵) احکام فصد و حجامت۔

احکام غذا: غذا کے متعلق سب سے اہم بات یہ ہے کہ بغیر شدید کجی کے مرض کو غذا بالکل نہ دیں اور جب وہ بھوک سے غذا کے لئے اصرار کرے تو اول اس کو لطیف اغزیہ مثلاً دودھ کا پانی پھلوں کا رس چائے کا پانی یا چائے۔ رقیق شہر بار اندھے کی سفیدی یا اندھے کی زردی کا شہرہ وغیرہ استعمال کریں اور جب ان کے باہر کھانے سے بھی بھوک رفع نہ ہو تو انہی لطیف اغزیہ میں گھی کا اضافہ کریں مثلاً دودھ یا گھی ملا ہوا دودھ یا گھی والی چائے اور شوربے میں گھی وغیرہ اور اگر اس کے بعد بھی مرض بھوک کی شکایت کرے تو دلیا۔ چاول۔ خشک۔ ڈل روٹی اور جاتی کا پھلکا وغیرہ دیں مگر جس ترکیب کے ساتھ ان کو استعمال کرتے ہیں ان میں گھی بہت زیادہ ہونا چاہئے اس کے علاوہ یہ بھی ذہن نشین رکھیں کہ ہر

غذا کا وقفہ کم از کم چھ گھنٹے ضرور ہونا چاہئے تاکہ طیب کو تسلی ہو جائے۔
کیلے کھائی ہوئی غذا ضرور مضم ہو گئی ہے۔

یادداشت: یاد رہے کہ غذا کو مضم کرنے کے لئے حرارت کی ضرورت ہے اور جسم میں حرارت کی کمی کے وقت جو غذا مضم یا تندرست آدمی کھاتا ہے وہ مضم نہ ہونے کی صورت میں اندر متعفن ہو کر باعث فساد ہوتی ہے۔ اس لئے اگر جسم میں حرارت کی کمی ہو تو ثقیل افزیم مثلاً چپاتی، نیم نچت گوشت اور روغن افزیم بند کر دینی چاہئیں اور جب غذا پوری طرح مضم ہو تو پھر تھوڑا تھوڑا کر کے غذا کو شروع کر لیں مریض کا بغیر حرارت جسم کے غذا کا استعمال کرنا ایک قسم کا جرم ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی مد نظر رہے کہ حرارت ہی ایک ایسی چیز ہے جس پر زندگی اور نشوونما کا دار و مدار ہے اس لئے طیب کو مریض کی حرارت کو خاص طور پر مد نظر رکھنا چاہئے۔ بغیر ضرورت ٹھنڈی اغذیہ و اشربہ مثلاً شربت، لسی وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہئے اور اسی طرح بغیر ضرورت مسہلات اور ندرت کا استعمال بھی منع ہے۔ کیونکہ ان سے جسم کی حرارت کم ہو جاتی ہے۔

غذائیں ذیل کے احکام کو خاص طور پر مد نظر رکھیں :-

۱) ضرورت کے وقت مریض کو غذا سے روک دینا چاہئے مثلاً جب جسم میں امتلاء زیادہ ہو کیونکہ اس وقت طبیعت مواد کو رفع کر رہی ہوتی ہے اور جسم میں اکثر تعفن ہوتا ہے ایسی حالت میں غذا

بھی متعفن ہو کر باعث نقصان ہوتی ہے یہی طرح جب مریض رفع ہو رہا ہو کیونکہ اس وقت جسم مریض کو رفع کر رہا ہوتا ہے اور غذا کی زیادتی سے طیب سے چھوڑ کر غذا کی طرف متوجہ ہو جائے گی اور مریض رگ جائے گا۔ یاد دہانہ شدت اختیار کر کے گا باری کے بخاروں میں باری کے اوقات پر اس دن غذا بند رکھنی چاہئے اور جب تک باری گزر نہ جائے۔ غذا نہ دینی چاہئے۔

۲) جب مریض کو بھوک زیادہ تنگ کرے اور وہ بار بار اس کی سزا کرتے تو اس کو اس قسم کی غذا دینی چاہئے جس میں مقدار کی زیادتی نہ ہو مثلاً مریض میں کمی ہو مثلاً مسبوں کا استعمال بغیر دودھ کی چائے اور چاول وغیرہ اور اگر اس کے بعد بھی بھوک کی زیادتی ہے تو ان اغذیہ کے ساتھ گھی کی مقدار بڑھا دینی چاہئے لیکن کوشش کی جائے کہ اس کی غذا میں نشاستہ وار اغذیہ نہ ہوں یا بہت کم ہوں یاد رہے کہ بھوک کی زیادتی اکثر معدے کی سوزش یا خشکی کا نتیجہ ہوتی ہے۔

۳) بعض اوقات مریض کی بھوک بالکل بند ہوتی ہے اور وہ نفاہ محسوس کرتا ہے ایسی حالت میں قلیل مقدار میں مقوی اور زود مضم اغذیہ استعمال کرائی جائیں جسے شور بایا اندھے کی زردی وغیرہ ان سے طاقت بھی بجالا رہے گی اور ماضیہ پر زیادہ بوجھ نہیں پڑے گا۔ بھوک کی کمی بعض وقت معدے میں رطوبات اور بلغم کی زیادتی سے ہوتی ہے اور کبھی ضعف جگر سے پیدا ہوتی ہے۔

۴) جب بدن میں ضعف کے ساتھ رطوبات کی زیادتی ہو تو غذا

مقدار اور کیفیت دونوں کے اعتبار سے کم کر دی جائے۔

(۵) جب جسم میں غذا کو ہضم کرنے کی استعداد زیادہ ہو جائے اور طبیعت صحت کی طرف راغب ہو تو غذا مقدار اور کیفیت دونوں میں بڑھادی جائے۔
(۶) جب آنتوں اور جگر میں خرابی ہو تو ایسی غذا استعمال کرائی جائے جو معدے میں ہی ہضم ہو جائے جیسے نشاستہ دار اور لچھی اغذیہ
(۷) اسی طرح جب معدے میں خرابی ہو تو ایسی غذائیں استعمال کرائی جائیں جن میں معدے کو زیادہ تکلیف نہ کرنی پڑے اور وہ جگر اور آنتوں میں ہضم ہو جائیں جیسے روغنی اغذیہ۔

(۸) جس وقت جسم میں شدوں کا احتمال ہو تو اس وقت ہر غذا کے ساتھ روغنی اشیاء کا اضافہ کر دیا جائے جیسے گھی۔ دودھ اور بادام وغیرہ۔
(۹) جب تک جسم کے اندر مواد ہو تو اس وقت تک غذا خصوصاً مقوی اغذیہ کا استعمال بند رکھنا چاہئے جب فضلات کا اخراج ہو جائے اور اعضا میں غذا کے طلب کی استعداد پیدا ہو جائے تو اس وقت مقوی غذا کو شروع کرایا جائے لیکن اگر ضعف کا خطرہ ہو تو مقوی اغذیہ تلیل مقدار میں استعمال کرائی جائیں۔

(۱۰) گردوں کے امراض میں محلول اغذیہ مثلاً دودھ چائے اور پھلوں کا رس استعمال کرائی جائیں۔ آنتوں کے امراض میں اور خصوصاً جب سچیش ہو غذا میں بندش کر دینی چاہئے یا صرف دودھ کا پانی اور انڈے کی سفیدی استعمال کرائی جائے۔ اسی طرح نرے کی حالت میں غذا بالکل روک لی جائے۔

اور اگر مریض اصرار کرے تو خشک اغذیہ مثلاً چنے مکئی اور باجرہ کی روٹی اور یہ پسند نہ کرے تو صرف گندم کی روٹی بغیر تیرہ کاری کے دی جائے بخار کی حالت میں غذا بالکل بند کر دینی چاہئے اور مریض اصرار کرے تو صرف پھلوں کا رس استعمال کرائیں قبض کے مریضوں کو عام طور پر زیادہ مقدار میں غذا استعمال کی جائے لیکن اس کے ساتھ روغنی اغذیہ کی مقدار غذا کی مقدار سے زیادہ ہونی چاہئے
احکام و واہ۔ دوا سے علاج کے دوران میں مندرجہ ذیل امور کی رعایت کرنی چاہئے۔

(۱) مزاج مریض :- یعنی (۱) مرض کی نوعیت کہ آیا مرض گرم ہے یا سرد (۲) مرض کا سبب بادی سابق یا شرکی ہے (۳) مریض کی قوت و ضعف (۴) مریض کا مزاج جو مرض کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے (۵) مزاج طبعی یعنی مریض کا اصل مزاج جو صحت کی حالت میں ہوتا ہے (۶) عمر (۷) عادات مثلاً مریض مسکات میقات و فصد وغیرہ کا عادی ہے یا نہیں (۸) مقام جس مقام پر مریض رہتا ہے وہ گرم ہے یا سرد (۹) موجودہ موسم (۱۰) ہوا کی کیفیت۔

(۱۱) دوا کی کیفیت :- دوا استعمال کرنے سے قبل اس کا تعین اور اختیار کرنا ضروری ہے جو مریض کے مزاج کے مطابق ہو اور اس میں ذیل کی باتوں کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ (۱) کیفیت مرض۔ مرض کی کیفیات میں شدت ہو تو ادویات بھی اتنی ہی طاقت کی استعمال کرنی چاہئیں (۲) جسم کا مزاج مثلاً گرم مزاج شخص کو اور زیادہ گرمی پہنچ گئی ہو تو اس کو فوراً زیادہ ٹھنڈا

کرنا مناسب نہیں اور اسی طرح اس کے برعکس (۳) وقت موسم اور ملک کے مطابق ادویات استعمال کرنی چاہئیں مثلاً سردی کے موسم میں زیادہ سرد اور گرم ادویہ گرمی کے موسم میں استعمال کرنے سے پرہیز کیا جائے اور معتدل ادویہ استعمال کی جائیں۔

(۳) اوقات استعمال :- اس کے فیصلے میں بھی چند باتوں کا لحاظ کرنا چاہئے۔ (۱) مرض کے اوقات ابتدا اور انتہا کے اعتبار سے یعنی مرض کس حالت میں ہے (۲) مریض کی قوت۔ اگر مریض قوی ہو تو استفرغ میں دیر نہ کی جائے لیکن اگر قوت ضعیف ہو تو استفرغ کرنے میں اس وقت تک دیر کریں جب تک بذریعہ غذا قوت کو نہ لوٹایا جاوے (۳) موسم کی مناسبت جیسے موسم سرما میں دوپہر کے وقت اور گرمی میں صبح کے وقت استفرغ کیا جائے۔

یادداشت :- ورم کی حالت میں اس امر کو خاص طور پر ملحوظ رکھیں کہ اس کی ابتدا سے تو رادع ادویہ کا استعمال کریں۔ درمیانی حالت میں رادع اور محلل ادویہ ملا کر استعمال کریں اور اگر ورم انتہا ہے تو صرف محلل ادویہ برتنی چاہئیں۔

(۴) ادویات کا استعمال :- صحیح تشخیص کے بعد صحیح تجویز کی ہوئی دوا استعمال کریں جب تک تشخیص و تجویز میں شک ہو دوا استعمال نہ کریں بلکہ ایسی صورت میں بہتر ہے کہ صرف غذا روک دیں اور تسلی ہونے پر دوا استعمال کریں۔

(۲) جہاں تک ممکن ہو مفرد دوا میں استعمال کریں اور دوائیں بھی جب تک ہلکی دوا سے کام چل جائے تیز ادویہ استعمال کرنے کی کوشش نہ کریں۔

(۳) جہاں تک ممکن ہو کم ادویہ کا نسخہ استعمال کریں (۴) زہریلی اور منشی ادویات سے حتی الامکان پرہیز کریں۔ (۵) جن ادویات کے خواص و

کیفیات کا علم نہ ہو یا جس مرکب کے اجزا پوری طرح نہ جانتے ہوں ان کو استعمال نہ کریں۔ (۶) کسی مرض کو دور کرنے کے لئے اس وقت تک

کوئی دوا نہ دیں جب تک مریض کے کیفیات اور مزاج کو درست نہ کر لیں (۷) جسم میں فاسد مواد اور فضلات کی موجودگی میں مقویات کا استعمال نہ کریں

ایسی حالت میں وہ مرض بڑھ زیادتی کا باعث ہوتی ہیں۔ (۸) کسی عضو کی مقوی دوا اس وقت استعمال کریں جب اس عضو کو دوا کے جذب کرنے

کے لئے تیار کر لیا ہو۔ (۹) بغیر سوچے سمجھے شدید مسہلات۔ مدرات اور میقات استعمال نہ کریں (۱۰) مواد کو اعضائے رئیسہ کی طرف اٹالہ دیکھنا

کرنے کی کوشش نہ کریں (۱۱) مریض جس مرض یا علامت کا ذکر کرے۔ فوراً اس کے لئے دوا اٹھا کر نہیں دے دینی چاہئے۔ بلکہ خود تشخیص کرے

اور پھر دوا تجویز کرنی چاہئے کیونکہ ممکن ہے کہ جب مریض پیٹ کے درد کا ذکر کرے تو وہ درد دانٹوں میں ہو یا جگر وغیرہ میں۔ اسی طرح یہ درد ریج

بھی ہو سکتا ہے سوزش سے بھی اور اس مقام پر ورم بھی ہو سکتا ہے۔ (۱۲) مریض اگر گرمی کی شکایت کرے تو اس کے لئے بغیر سوچے سمجھے تبرید

تجویز نہ کریں کیونکہ بے چینی اکثر ریح کی شدت اور کسی عضو کے انقباض

ہی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور ان کے لئے گرم ادویات کی ضرورت ہوتی ہے جس طرح ہیضے کا مرض گرمی کی زیادتی اور پیاس کی شدت کا اظہار کرتا ہے اور اس کے لئے سرد پانی زیر قائل ہے۔

احکام استفراغ:۔ استفراغ کے معنی جسم کو فضلات سے فارغ کرنا ہے۔ اطباء کی اصطلاح میں لفظ استفراغ سے ان چیزوں کا بدن انسان سے خارج کرنا مراد ہے کہ اگر وہ چیزیں باقی رہ جائیں تو بدن میں طرح طرح کا فساد پیدا ہو کر فعال انسانی صحیح طور پر صادر نہیں ہو سکتے اور یہ ذیل کی صورتوں سے کیا جاتا ہے۔

۱) بند ریجہ مسہل یا علیین (۱۱) بند ریجہ حقنہ (۱۳) فصد (۴) قے (۵) جحامت (۶) حام یا (۷) علق یا سنگیال۔

یادداشت:۔ ان استفراغات میں مسہل قے اور فصد عمومی ہیں اور باقی مقامی۔ عمومی استفراغ عام طور پر اس وقت کیا جاتا ہے جب مواد تمام جسم میں پھیلا ہوا ہو یا جو کھانے میں خلط میں اثر انداز ہو اور مقامی استفراغ اس وقت کیا جاتا ہے جب مادہ کسی خاص مقام پر رکھا ہوا ہو۔

شرائط استفراغ:۔ ہر استفراغ میں ذیل کے امور کو ضرور مد نظر رکھا جائے۔

۱) امتلاء (۲) قوت (۳) مزاج (۴) فرہی اور لاغری (۵) عوارض لازمہ (۶) عمر (۷) وقت (۸) ملک (۹) پیشہ (۱۰) عادت۔

۱) **امتلاء:**۔ اس سے مراد جسم کا مواد سے بھرا ہونا ہے۔ جب تک جسم

میں مواد پایا جائے۔ استفراغ درست ہے اور بدن مواد سے خالی ہونے پر استفراغ روک دیا جائے۔

۱) قوت:۔ قوت سے مراد یہ ہے کہ مرض کے جسم میں اس قدر قوت ہے کہ استفراغ سے اس کو ضعف و ناتوانی واقع نہ ہوگی۔ اگر مرض میں ضعف و ناتوانی زیادہ ہو تو استفراغ سے پرہیز کریں۔ البتہ اگر مواد کی شدت سے نقصان کا خطرہ ہو تو استفراغ ضرور کر دینا چاہئے۔

۲) مزاج:۔ مزاج میں اگر گرمی خشکی اور سردی کی شدت ہو یا خون کی کمی ہو تو بغیر شد ضرورت کے استفراغ سے پرہیز کرنا چاہئے۔

۳) فرہی اور لاغری:۔ فرہی اور لاغری میں بغیر ضرورت استفراغ کرنے سے انتہائی نفاہت پیدا ہو جاتی ہے۔

۴) عوارض لازمہ:۔ بغیر مرض کا تعین کئے استفراغ مہلک ہونا ہے۔ جیسے تپ حرکہ، زخم امعاء اور ام۔ بولواسیر اور اسی طرح حل کے دوران میں بھی استفراغ منع ہے۔

۵) سحر:۔ بغیر شد ضرورت پھول، بلوڑھول اور نازک مزاج مستورات کو استفراغ نہیں کرنا چاہئے۔

۶) وقت:۔ شدت گریا و سرما۔ بارش اور رات کے وقت بغیر شد ضرورت کے استفراغ سے پرہیز کرنا چاہئے۔

۷) ملک:۔ انتہائی گرم اور سرد ممالک میں استفراغ درست نہیں (۸) **پیشہ:**۔ جن پیشوں میں مواد ویسے ہی تحلیل ہو جاتا ہو انکو

استفراغ درست نہیں جیسے سما می۔ حال اور دوسرے محنت کش مزدور وغیرہ۔

رہن، عادات :- جن لوگوں کو استفراغ کی عادت ہو ان کو عام طور پر استفراغ نہیں کرانا چاہئے البتہ ضرورت کے وقت ہلکا سا استفراغ کرا دیا جائے۔

مقاصد استفراغ :- (۱) موذی مواد کا بدن سے نکالنا (۲) موذی مادے کا بقدر برداشت نکالنا (۳) استفراغ اس طرف کیا جائے جس طرف مادے کا میلان ہو رہا ہو جو مواد نکالنے جا میں ان کے راستے طبعی ہوں مثلاً محمد ب جگر کا مادہ پیشاب کی راہ مقعر جگر کا مادہ پانچ کی راہ نیز جگر سے نکالا جائے وہ اونٹے عضو ہوا اور اس سے نقل رکھتا ہو۔ (۴) استفراغ سے قبل مادے کو منضج سے پکایا جائے۔ نضج مواد کی اس حالت کا نام ہے جس سے وہ قوام میں معتدل ہو جائے اور آسانی سے خارج ہو سکے کیونکہ زیادہ غلیظ اور لیسدار مواد آسانی سے خارج نہیں ہو سکتا۔ البتہ اشد ضرورت کے وقت بغیر نضج کے بھی استفراغ کرایا جاسکتا ہے۔

یادداشت :- اگر استفراغ سے مادہ بکثرت خارج ہو رہا ہو تو گھبرانا نہیں چاہئے اور جب تک قابل اخراج مادہ نکلتا رہے اور مریض برداشت کر سکے اس وقت تک مادے کی کثرت سے قطعاً نہ گھبرائیں لیکن جب مواد خارج ہو جائے یا کمزوری کا خدشہ ہو تو

استفراغ بند کر دیں۔

منسہلات :- منسہلات استعمال کرنے میں یہ امر لازمی ہے کہ ادویات نہ صرف مزاج و کیفیات کے مطابق ہوں بلکہ ہر مرض اور عضو کے بھی مطابق ہوں کیونکہ قدرت نے تقریباً ہر مرض اور علامت کا ایک جدا مسہل بنایا ہے۔ اور کسی مسہل کا غیر مناسب جگہ پر استعمال باعث نقصان ہوتا ہے۔ منسہلات جسم میں ذیل کے طریق پر عمل کرتے ہیں۔

(۱) جسم میں قوت انقباض کو بڑھا دینے میں اور ان کے بعد طبیعت اس کے رد عمل کی صورت میں اسہال لے آتی ہے جیسے مصبر (۲) ادویات جسم میں حرارت پیدا کر کے مواد کو تحلیل کرتی اور اسہال لاتی ہیں۔ (۳) اس قسم کی ادویات جسم میں لیس اور لذو حیت پیدا کر دیتی ہیں اور طبیعت ان کو خارج کرنے کی کوشش میں اسہال لے آتی ہے جیسے اسبغول (۴) لیکن ادویہ کے استعمال سے جسم میں ملاحت بڑھ جاتی ہے اور طبیعت اس کا اخراج لازمی سمجھتی ہے اور اسہال آتے ہیں جیسے لاہوری نمک (۵) بعض ادویہ جسم میں سوزش پیدا کر دیتی ہیں اور طبیعت اس کو رفع کرنے کی کوشش کرتی ہے اور اسہال آتے ہیں جیسے جال گوٹہ (۶) جسم میں جب ترشی یا کھار کی کثرت ہو جاتی ہے تو طبیعت ان کو اسہال کے ذریعہ خارج کرتی ہے جیسے ترشی کی صورت میں املی اور بخارا اور کھار کی صورت میں سبھی کھار وغیرہ (۷) جسم میں روغنی اغذیہ کی زیادتی اپنی حرارت اور لذو حیت سے اسہال پیدا کر دیتی ہے۔ جیسے بادام روغن۔

محمد مزمل صدیقی 03047152589

احکام مسہلات :- (۱) مسہلات کے استعمال میں اگر وقت ہو تو پہلے منفجات کا استعمال کر کے مادے کو صحیح طور پر پکا لیا جائے اور اس کے بعد طبیعت استعمال کرانے جائیں۔ بعد ازاں مسہلات کا استعمال کیا جائے۔

(۲) مسہلات کے دوران میں سکون و آسائش اختیار کی جائے اور اگر دوائے متلی کی صورت پیدا ہو تو خوشبو دار ادویات جیسے پودینہ وغیرہ سونگھائیں۔ یا تھوڑی سی مسہلات کے استعمال سے اسہال بکثرت آنے لگیں تو حاسبات کھلا کر ان کو بند کریں (۳) اگر دوائے مسہل پینے یا کھانے کے بعد دست نہ آئیں تو یہی بہتر ہے کہ طبیعت کو تحریک نہ دی جائے۔ بلکہ کسی خوفناک مرض کا اندیشہ نہ ہو ورنہ فوراً حقنہ کر دیں کیونکہ حقنہ شکم کے فاسد اخلاط کو خارج کر دیتا ہے۔ (۴) مسہل کے دوران عمل میں جام کرنے سے مسہل کا فعل باطل ہو جانا ہے البتہ مسہل سے قبل ایسا کرنا معاون ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح مسہل ختم ہو جانے کے بعد جام کرنے سے بقیہ مواد تحلیل ہو جاتا ہے (۵) عمل مسہل ختم ہونے سے قبل یا فوراً بعد کھانا کھانا اس کے فعل کو باطل کر دیتا ہے کیونکہ ایسے وقت میں طبیعت غذا کے ہضم میں مصروف ہو کر مواد کے دفع کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتی نیز غذا کے ساتھ دوا کا لٹاؤ اس کی قوت کو کمزور کر دیتا ہے لیکن جب غذا اور دوا ہم جنس ہوں تو عمل مسہل میں معاون ثابت ہوتی ہیں (۶) جو لوگ ہمارے مسہل ادویات برداشت نہ کر سکیں تو انہیں مسہل لینے سے قبل کوئی ہلکا سا ناشتہ کر

لینا چاہئے جیسے دودھ چائے یا کھولوں کا رس اور پھل وغیرہ (۷) جن لوگوں کو دوا سے نفرت ہو۔ ان کو ایسے مسہل دینے چاہئیں جو ان کی غذائی کی صورت رکھتے ہوں جیسے بادام روغن منقہ، انجیر اور گھی وغیرہ (۸) اگر عمل مسہل کے دوران میں پیٹ میں درد یا مروڑ کی صورت پیدا ہو تو تھوڑا تھوڑا گرم پانی یا نیم گرم دودھ کا استعمال کیا جائے۔ پیش کی شدت ہونے میں سبغول نیم گرم پانی سے استعمال کیا جائے۔ (۹) مسہل کے بعد عام طور پر لطیف و مقوی اغذیہ جیسے شوربہ چوزہ مرغ کا استعمال کرنا چاہئے لقیل اور دیگر ہضم اغذیہ کے استعمال سے سد دل اور بعض حالات میں آنتوں میں سوزش پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔

احکام حقنہ :- حقنہ کا مقصد یہ ہے کہ آنتوں کے مواد کو تلیں سے خارج کیا جائے یا آنتوں میں کوئی دوا پہنچائی جائے تلیں کی صورت میں جب پیچھے کے اعضا سے مواد خارج ہو جاتے ہیں تو اوپر کے مواد پیچھے کی طرف متوجہ ہو کر وصال جذب ہو جانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ حقنہ کی عملی تاثیر زیادہ تر معاد مستقیم اور امعاء کے سخل حصہ پر ہوتی ہے جس سے بدن کے بالائی حصے کے مواد ان مقامات پر کھینچ کر چلے آتے ہیں اور خالی ہو جاتے ہیں۔ قولنج۔ آنتوں کی خشکی یا آنتوں کے زخم کا بہترین علاج حقنہ ہے۔

انقسام حقنہ :- (۱) مسہل اور حقنہ (۲) تلیں حقنہ (۳) غذا پہنچانے والے حقنہ (۴) آنتوں کے زخم بھرنے والے حقنہ (۵) آنتوں کے

زخم صاف کرنے والے حقنہ (۶) استعمال بند کرنے والے حقنہ۔
 اوقات حقنہ: حقنہ کے لئے بہترین وقت صبح اور شام ہے
 لیکن ضرورت شدید کے لئے وقت کی کوئی قید نہیں اور ہر وقت
 حقنہ کیا جاسکتا ہے خواہ دوپہر ہو یا نصف شب۔
 احکام حقنہ: عمل حقنہ کا مقصد معدے اور جگر کے فضلات کا
 اخراج ہے جس طرح جو مواد آنٹوں میں ہوتے ہیں ان کو طینات کے
 ذریعہ خارج کیا جاتا ہے اس میں ذیل کے امور کو مدنظر رکھا جائے۔
 (۱) جن لوگوں کو حقنہ کی عادت نہ ہو ان کو تیز حقنہ اور ادویات نہ دی
 جائیں کیونکہ اس سے بعض اوقات بیماری اور سماعت کو نقصان پہنچتا ہے
 اور کبھی کبھی کوئی شریان پھٹ جاتی ہے جس کی وجہ سے بہت سائلوں
 خارج ہو کر ضعف کا باعث ہوتا ہے۔
 (۲) جن لوگوں کو نفث الدم ر خون تھوکتا، کامرض رہا ہو۔ ان کو کبھی
 حقنہ نہیں کرانی چاہئے۔
 (۳) جن لوگوں کو حقنہ کی عادت ہو ان کو کبھی بار بار حقنہ نہیں کرنی
 چاہئے۔ بعض لوگ روزانہ صبح حلق میں انگلی ڈال کر گلے اور سینے کو صاف کرتے
 ہیں۔ یہ غلط ہے۔ اس سے پٹھے کمزور ہو جاتے ہیں۔ دل ٹھنڈا ہو جاتا
 ہے اور بڑھا پا جاتا ہے۔
 (۴) بہت موٹے انسانوں کو کبھی حقنہ نہیں کرانی چاہئے۔ اس سے
 دل بیٹھ جانے کا خطرہ ہے جیسے پیسنے میں یک لخت دل بیٹھ جاتا ہے

اسی طرح جن مریضوں کو اسپہال آتے ہوں یا دماغی امراض میں مبتلا ہوں۔ کو
 بھی حقنہ سے پرہیز کرنا چاہئے۔
 (۵) حقنہ کرانے کے بعد پانی میں تھوڑا سا سرکہ ملا کر کھلی وغیرہ
 کھا دینی چاہئے۔
 (۶) جن مریضوں کو خود بخود حقنہ آ رہی ہو لیکن ان کا فاسد مواد اخراج
 نہ پارا ہو تو ان کی حقنہ کو فوراً بند نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہلکی حقنہ اور ادویہ
 کا استعمال کر کے فاسد مواد کا اخراج کر لیا جائے اور پھر بند کی جائے
 یہی صورت پیسنے میں بھی مدنظر رکھی جائے۔
 احکام جذب و مالہ: اس طریقہ علاج کا مقصد یہ ہے کہ مواد
 جسم کو کسی دوسرے حصہ جسم میں جذب یا پھیر دیا جائے مثلاً پیٹ میں
 درد ہو تو پیٹ کے اوپر پیسٹر لگانا یا سنگیال اور گلاس کھینچانا۔ اس میں ذیل
 کے امور کو ملحوظ رکھا جائے۔
 (۱) اگر مادہ کسی عضو کی طرف گرنے کے لئے تیار ہو تو اسے ایک
 مقام کی طرف جذب کیا جائے خواہ وہ دوسرا مقام جہاں جذب کیا
 جا رہا ہو۔ وہاں درد واقع ہو۔
 (۲) اگر مادہ کسی عضو میں آچکا ہو اور اسے آئے ہوئے تھوڑا ہی
 عرصہ ہوا ہو تو اس مادہ کو اس عضو کے قریبی عضو کی طرف جذب کیا
 جائے جیسے رحم کا مادہ سنگیوں کے ذریعہ نیڈلیوں کی طرف جذب کیا
 جاتا ہے۔

را انا لیکن اگر اُس عضو میں مادے کو آئے ہوئے زیادہ زمانہ ہو چکا ہو اور وہ وہاں ٹھہر چکا ہو تو اُس مادے کو کسی طرف جذب نہ کیا جائے بلکہ خاص اسی عضو سے بہا کر خارج کیا جائے جیسے جو کلیں رنگلی جائے۔ امالہ اور جذب جس طرح سنگیوں۔ گلاس اور جوہروں سے کیا جاتا ہے۔ اسی طرح مسہل قے۔ حقنہ۔ فصد اور جحامت سے بھی کیا جاسکتا ہے۔ امالہ اور جذب کا مقصد صرف مواد کو ایک طرف سے دوسری طرف یا تکلیف کے مقام سے صحت کی طرف پھیر دینا ہے۔

فصد :- فصد ایک ایسی صورت کا نام ہے جس میں رگوں سے بوقت ضرورت استفراغ یا جذب و امالہ کے لئے خون کو خارج کیا جاتا، یادداشت :- عام طور پر اطبا کا یہ خیال ہے کہ فصد سے گندے اخلاط یا گندہ خون خارج کیا جاتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ فصد سے مراد صرف یہ ہے کہ جسم میں جو رطوبات کسی مقام پر رُک گئی ہیں اور اخراج نہیں پاتیں۔ اُن کو عمل فصد سے خون کے اندر جذب کیا جائے اور جہاں جہاں بلغم یا رطوبات کی کثرت سے خون نہیں پہنچ سکتا وہاں پر خون پہنچایا جائے۔ بالفاظ دیگر جہاں جہاں رطوبت کی زیادتی ہے وہاں پر خشکی پیدا کر دی جائے۔ اسی طرح اُن اطبا کا خیال بھی درست نہیں۔ جو ہر مرض میں فصد کھولنے کے قائل ہیں۔ فصد عام طور پر ایسے امراض میں کھولا جاتا ہے جن میں بعض مقامات پر رطوبات کی زیادتی ہو اور وہاں پر دوران خون پوری طرح دور نہ کرتا ہو یا پرانے امراض اور پرانی سوزش میں وہاں پر دوران

خون کو تیز کرنا اور سوزش کو رفع کرنا مقصود ہو۔ بلاوجہ فصد کھول دینے سے خون کا ایک کثیر حصہ اور مفید حصہ جسم سے خارج ہو جاتا ہے۔ جس سے جسم میں ضعف اور خاص طور پر دل میں ضعف واقع ہو جاتا ہے۔

احکام فصد :- (۱) فصد سے قبل تھوڑی سی ہلکی اور لطیف غذا اور فصد کے بعد مقوی ادویہ مثلاً خمیرہ۔ جوارش اور دیگر مفرحات کا استعمال کرنا چاہئے۔ غشی کی صورت میں مقویات قلب جیسے خمیرہ بخسری جو اہر والا استعمال کرنا چاہئے۔ نیز فصد کے بعد کافی آرام کرنا چاہئے اور کافی دیر تک بغیر اشد ضرورت غذا نہیں دینی چاہئے۔ (۲) حاملہ عورتوں کو فصد نہیں کرنا چاہئے اس سے جنین کے ساقط ہونے کا اندیشہ ہے اور اسی طرح ایام حیض میں فصد نہ کیا جائے اس سے ایام میں رکاوٹ واقع ہوتی ہے (۳) اگر مہزاج۔ لاغر اندام اور قلیل اللحم اشخاص کو فصد تجویز نہیں کرنا چاہئے۔ ایسا ہی لچیم و شحیم اشخاص جن کے بدن ڈھیلے ڈھالے ہوں۔ اُن کو بھی بلا اشد ضرورت فصد منع ہے (۴) شدت گرما و سردی میں بلا اشد ضرورت فصد سے پرہیز کرنا چاہئے (۵) رنج و غم اور خوف میں بھی فصد منع ہے

(۶) اکثر اقسام حیات و بخار خصوصاً ابتدائی حالت میں فصد کرنا خوفناک امر ہے۔ اس سے تپ میں شدت جسم میں سوزش اور ورم ہو جانے کا اندیشہ ہے اور خصوصاً سرسام کا۔ اسی طرح تپ و دق میں فصد

بالکل ممنوع ہے۔

(۷) ۱۴ سال سے کم عمر اور ۶۰ سے اوپر والوں کو بغیر اشد ضرورت اور قومی قوی اور اعضاء میں خون کی کثرت کے فصد منع ہے۔

(۸) فصد پینے کی ہر تاریخ اور دن کے ہر حصہ میں ہو سکتا ہے۔ لیکن صبح اور شام کے ہر حصہ کا وقت زیادہ مناسب ہے۔

(۹) اگر فصد کی حالت میں غشی کی شدت ہو تو سرد پانی یا عرق گلاب کے منہ پر چھینٹے دینا اور مناسب عطریات و تلخ و غیرہ کا سونکھانا اور اسی قسم کی دیگر تدابیر اختیار کرنا چاہئے۔

(۱۰) فصد کو آخری علاج نہیں سمجھ لینا چاہئے اس کے بعد مرض کا باقاعدہ علاج کرنا چاہئے۔ فصد سے صرف مرض کا ازالہ اور اخلاط کا انجذاب منظور ہے۔

• فوائد فصد: بد اخونی مزاج اور بہت زیادہ کھانے پینے والے اشخاص کے لئے فصد ایک قوی علاج ہے۔

(۱۲) عام طور پر کہنی کی رگوں کا فصد کیا جاتا ہے۔ لیکن فصد رگ قیغال سے سر کے مرض کو اور فصد رگ باسلیق سے جسم کے زہریں حصے میں مرض کو جلد نفع ہوتا ہے اور رگ اکہل و ہفت اندام کی فصد میں دونوں رگوں کے فصد کے فوائد جمع ہیں۔

(۱۳) دہنی اسلم کی فصد جگر کے دردوں اور بائیں کی فصد تلی کے دردوں کو دور کرتی ہے۔ رگ عرق النساء کی فصد مرض عرق النساء اور

دوالی اور نقرس میں بھی فائدہ مند ہے۔

(۱۴) رگ صافن کی فصد حیض کے جاری کرنے میں کارآمد ہے۔ اور ساتھ ہی اس سے وہ فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں جو فصد رگ عرق النساء سے حاصل ہوتے ہیں۔

حجامت: حجامت کا مقصد جسم پر پچھنے لگا کر سنگیوں سے خون کو جذب کرنا ہے۔ یہ فعل فصد کی نسبت ضعیف ہے۔ کیونکہ اس سے محض اس عضو کے اس پاس کا خون جذب ہو کر آتا ہے۔ برعکس اس کے فصد سے دور دور کے اعضاء کا خون خارج ہوتا ہے۔

بلحاظ فوائد سب سے قوی حجامت پنڈلیوں کی ہے کیونکہ یہ عمل فصد کے قریب قریب ہے۔ حیض کو جاری اور خون کو صاف کرتا ہے۔ اسی طرح آشوب چشم گندہ دہنی۔ منہ آنا۔ درد سر جیسے امراض جن میں خون اندر ہیجان یا مواد کی زیادتی ہو۔ گدھی پسنگیاں کھینچنا مفید ہے کیونکہ اس سے ان مقامات کا خون جذب ہو کر آجاتا ہے اور ازالہ ہو جاتا ہے۔ لیکن بار بار ایسا کرنے سے نسیان پیدا ہوتا ہے۔

حجامت کے بھی وہی شرائط ہیں جو اوپر فصد میں بیان کئے گئے ہیں۔ البتہ حجامت جسم کے ہر حصہ اور ضرورت کے مطابق دن رات میں کسی وقت بھی کی جاسکتی ہے۔ لیکن جہاں تک ہو سکے بچوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

چند اہم نصائح نواب اطباء

۱) علم طب ایک شریف فن ہے اور اس کا تعلق حکمت (عقل) کے ساتھ ہے۔ اس لئے اس کے حاملین کا فرض ہے کہ وہ اپنے اخلاق اور عادات میں اعتدال پیدا کریں۔ حکمت اتنی بڑی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن حکیم میں خیراً کثیراً کہا ہے۔ حدیث شریفی میں آیا ہے کہ جو شخص فن طب پر پوری طرح حادسی ہوئے بغیر علاج کرے گا وہ گنہگار ہوگا۔

۲) لہذا طبیب کو ہمیشہ لالچ سے پرہیز کرنا چاہئے۔ سچ کو کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے کبھی بھی کسی شخص کو دکھ پہنچانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ علاج کے دوران میں خداوند کریم سے بھروسہ کرنا چاہئے۔

۳) کسی غریب کے علاج کے دوران میں اس کو نظر انداز کر کے کسی امیر کے علاج کی طرف رجوع نہیں کرنا چاہئے نیز علاج کے دوران میں قیمتی سے قیمتی دوا استعمال کرنے میں دریغ نہیں کرنا چاہئے اگر یہ مریض اس کی قیمت بہت کم دے یا بالکل نہ دے۔

۴) کسی مریض کا علاج اس لئے نہیں رک دینا چاہئے کہ وہ غریب ہے اور قیمت ادا نہیں کر سکتا۔

۵) ہمیشہ خدا ترسی کو اپنا شعار بنانا چاہئے اور بے دھڑک خدمت

خلق کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ غیب سے امداد فرماتا اور رزق و معاوضہ عطا کر دیتا ہے۔

VI) بغیر تسلی بخش تشخیص اور تجویز کے دوا اور علاج شروع نہیں کر دینا چاہئے

VII) جب تک کوئی مریض خود علاج کا خواہشمند نہ ہو اس وقت تک علاج تجویز کرنا اور دوا بنانا نہیں چاہئے۔ اس سے طبیب کی خودداری میں فرق پڑتا ہے۔

VIII) خواہ مخواہ امرا اور رؤسا کے دروازوں پر علاج کی غرض یا ان سے تعلقات پیدا کرنے کے لئے نہیں جانا چاہئے۔ اس سے فن طب کے وقار پر حرف آتا ہے۔

IX) اگر علاج کے دوران میں مریض کو تسلی بخش فائدہ نہ ہو تو دوبارہ تشخیص و تجویز پر غور کرنا چاہئے۔ اپنی غلطی پر جا نہیں رہنا چاہئے

X) جب علاج شروع کیا جائے تو اول غذا اور عادات میں تدابیر سے کام لینا چاہئے اس کے بعد ضرورت کے مطابق مفرد اور ہلکی ادویات سے کام لینا چاہئے۔ اس کے بعد اگر ضرورت پڑے تو تیز دوائیں استعمال کی جائیں

XI) علاج کے دوران میں جب مریض بہت سی علامات کا ذکر کرے یا اس میں بہت سی مختلف علامات پائی جائیں تو کوشش یہ کرنی چاہئے کہ وہ تمام علامات کسی ایک تجویز کے تحت آجائیں۔ ہر

علامت کے لئے علیحدہ علیحدہ دوا تجویز نہ کی جائے۔
 ۱۱۱۔ طبیب کا فرض ہے کہ علاج شروع کرنے سے قبل مریض کی
 ماہیت، علامات، اسباب، اصول علاج اور مریض کے لئے
 کم از کم بیس تیس مفرد ادویہ اور دس پندرہ مرکبات ذہن میں
 رکھے۔

۱۱۲۔ علاج کے دوران میں سب سے پہلے تشخیص کے بعد اسباب
 مرض پر غور گزارنا چاہئے اور علاج سے ان ہی اسباب کو رفع
 کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ لیکن اگر مریض میں ضعف زیادہ
 ہو گیا تو مریض کے علاج سے قبل ضعف کو رفع کرنے کی
 کوشش کرنی چاہئے۔ اور بعد ازاں علاج مرض کی طرف
 رجوع کیا جائے۔

۱۱۳۔ مریض کے جسم میں جب مواد کی بہت زیادتی ہو تو غذا کو فوراً
 روک دینا چاہئے یا انتہائی لطیف اقدیہ بوقت ضرورت
 استعمال کرائی جائیں۔

۱۱۴۔ علاج کے دوران میں اگر درد بخار اور دم کی صورت سامنے
 آئے تو ان کو فوراً رفع کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔
 اس سے مریض کمزور ہو جاتا اور مرض کا مقابلہ نہیں کر سکتا
 کیونکہ درد اس امر کی علامت ہے کہ جلد درد پر خون کی کمی
 ہے اور طبیعت اس کو اس طرف کھینچنے کی کوشش کر رہی

ہے اسی طرح بخار حرارت غریبہ کا نام ہے اور جسم میں نقصان۔
 سوزش یا دوران خون کے صحیح طور پر نہ ہونے کی وجہ سے
 پیدا ہو گیا ہے اور ان امراض کو فطری طور پر رفع کرنے کا
 موجب ہو سکتا ہے۔ جب جسم کے اندر نقصان یا سوزش ختم ہو
 جائے گی اور دوران خون صحیح صورت پر آجائے گا۔ بخار فوراً اتر

جائے گا۔ اگر دافع حرارت مبروات اور دافع بخار ادویہ سے تیار
 کی کوشش کی گئی تو مریض کی طاقتیں ختم ہو جائیں گی اور اس کا نتیجہ
 ہینا مشکل ہو جائے گا۔ دم کی صورت میں بھی اس کے اصولوں
 کو مدنظر رکھ کر علاج کریں۔ فوری طور پر درد واد بخار کو روکیں۔

۱۱۵۔ علاج کے دوران میں جو علامات پیدا ہوں بغیر سوچے سمجھے ان
 کو دور کرنے کی کوشش نہ کریں کیونکہ بعض اوقات قوت مدبرہ
 بدن انہی علامات کے ذریعے خود جسم کا علاج کر رہی ہوتی ہے
 اور ایسے موقع پر قوت مدبرہ بدن کی مدد کرنی چاہئے۔ اس سے
 مرض سے جلد نجات ہو سکتی ہے۔

۱۱۶۔ سرد مزاج کے امراض میں فوراً تیز قسم کی گرم ادویہ اور گرم امراض
 میں فوراً تیز قسم کی سرد ادویہ استعمال نہیں کرنی چاہئیں بلکہ سوچنے
 سمجھنے کے بعد ہی تیز قسم کی ادویات کا استعمال کرنا چاہئے۔

۱۱۷۔ نون طب ان لوگوں کو سکھایا جائے جن کی فطرت صالح اور اعتدال
 اعتدال پر ہوں اور اس کے علاوہ کسی زبان پر پوری طرح عبور

رکھتے ہوں مناسب یہی ہے کہ اس فن کو سیکھنے والا اچھا
ادیب اور عالم ہو۔

XX استاد کا فرض ہے کہ شاگرد کو اس وقت تک معالجات کی
اجازت نہ دے جب تک وہ شخصیت و تجویز اور تدبیر میں کامل
نہ ہو جائے۔

XX معالج کا فرض ہے کہ ہمیشہ مشاہیر اطباء کے علاج۔ اقوال
اور حکایات کو مد نظر رکھے اور اس علم کی بہترین کتب ہمیشہ
زیر مطالعہ رہیں۔ اگر وہ اپنے مطالعہ کو ترک کر دے گا تو یہ علوم
رفتہ رفتہ اس سے غائب ہو جائیں گے اور اس کا فن بچاتے
تو قی کے رو بہ نزل ہو جائے گا۔

نظر مفرد اعضاء کو دینا رطب میں ایک بالکل نیا نظریہ ہے اور یہ کہ اور یہ
یونانی کا تاریخ سے لیکر آج تک یورپ اور کچھ اردو
کی طبی تاریخ تک کوئی بھی نظریہ مفرد و مجرد نہیں رکھتا تھا۔ اس
میں یہ ثابت کیا گیا ہے آج تک دینا رطب مرکب، غشاء کا علاج کرتی رہی ہے جو غشاء ہے
صحیح طریق علاج یہ ہے کہ مفرد اعضاء جیسے عصاب، معدہ اور عضلات کو مد نظر رکھ کر علاج
کرنا چاہئے کیونکہ ہر مرکب عضو جیسے معدہ، اعضاء اور ریشہ وغیرہ ان مفرد اعضاء سے مل کر
بنتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر ایک عضو میں مختلف امراض پیدا ہوتے ہیں مگر مفرد اعضاء میں ایک ہی
قسم کی خرابیاں اور امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ سب مولی ریسٹوٹیکٹس ہیں اور ان کو مولی
طریقہ پر علاج کیا جاسکتا ہے۔ اس نظریہ کو سمجھ لینے کے بعد فن طب مولی و قیسی اور بے حد
مفید جزو بن جائے۔ حکیم انصاری۔ ڈاکٹر صاحب لکنائی نے جس سال کی تحقیق کے بعد

اس نظریہ کو تحقیق کیا ہے۔ (زیر طبع)

کیا طب یونانی اور ایوویڈک کی اصلاح و تجدید فرنگی سے ہو سکتی ہے؟

(ضمیمہ نمبر ۱۲) از رسالہ مداوا۔ ستمبر ۱۹۵۵ء
کیا طب یونانی کی اصلاح اور تجدید فرنگی طب (ڈاکٹری) سے ہو سکتی ہے؟
شفا الملک جناب حکیم محمد حسن صاحب قرشی جیسے مجربات فروش سے لے کر جناب
حکیم کبیر الدین اور ان سے لے کر مسیح الملک جناب حکیم حافظ اجل خان تک
سب نے طب یونانی میں اصلاح و تجدید کو لازم قرار دیا ہے۔ حکیم قرشی صاحب
تذخیرہ اصلاح و تجدید اور تحقیق کا کام کیا کرتے ان میں تو نہ یہ اہلیت ہے
اور نہ ان کے بس کا روگ ہے۔ البتہ اپنے زمانے میں جناب مسیح الملک اور
ان کے ساتھیوں کو جن میں حکیم کبیر الدین، حکیم محمد الیاس، حکیم فضل الرحمن قابل
ذکر ہیں، نے ایک مجلس قائم کی تھی جس کا مقصد فن طب میں اصلاح و تجدید
تحقیق و تدقیق امیزش و اضافہ اور ترمیم و تفسیح کرنا تھا۔ یہ مجلس کچھ عرصہ
قائم رہی اور تھوڑا بہت کام بھی کیا اس کی رپورٹ قانون عصیری کے نام
سے شائع ہوئی۔ اس مجلس کو حکومت کی خوش نوازی بھی حاصل تھی۔ مگر
مسیح الملک کی وفات کے بعد وہ مجلس قائم نہ رہ سکی۔
دلی سے علاوہ دیگر مقامات پر بھی اصلاح و تجدید کے لئے انفرادی اور

محمد مزمل صدیقی 03047152589

اجتماعی طور پر کچھ کوششیں کی گئیں جن میں حیدرآباد وکن۔ علی گڑھ طبیہ کالج
بنارس آئور ویدک کالج۔ لکھنؤ اور شاہدہ ہلاہور وغیرہ قابل ذکر ہیں۔
سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان مقامات پر کس انداز پر اصلاح و تجدید کا کام
کیا گیا؟ کیا کام کیا گیا اور اس سے علم و فن طب میں کیا اصلاح و تجدید
اور اضافات کئے گئے

خیال تو یہ ہے کہ پاک و ہند میں گزشتہ ربع صدی میں جو اصلاح و
تجدید اور تحقیقات و اضافات ہوئے ہیں ان کا پورا پورا جائزہ لیا جائے۔
اور مندرجہ بالا تمام سوالات کے جواب دیئے جائیں۔ مگر طوالت کو
مد نظر رکھتے ہوئے ہم صرف اول سوال کو سامنے رکھتے ہیں کہ فن طب
میں کس انداز پر اصلاح و تجدید اور تحقیقات کی گئیں تاکہ اندازہ کے بعد عمل کام پختہ
چل جائے اور بعد میں اس کا کسی پیمانے سے جائزہ لے لیا جاسکے
گا۔

اسی سلسلہ کے تحت ہم نے رسالہ ۱۰۰ میں ایک کالم اصلاح و تجدید
کے عنوان تلے قائم کیا ہے جس کی پہلی قسط جناب حکیم کبیر الدین صاحب کے
مضمون سے شروع کی ہے اور اس پرچہ میں ان کا دوسرا مقالہ پیش کر رہے
ہیں۔ اس کے بعد دیگر اہل فن اور محقق اصحاب کے مقالات اور مضمون
درج کرتے رہیں گے تاکہ ابطار حضرات اور وید صاحبان خود اندازہ لگا
کہ گزشتہ ربع صدی میں کس قدر اور کس انداز میں کام کیا گیا ہے۔
جس قدر بھی اصلاح و تجدید اور تحقیقات کا کام کیا گیا ہے۔ انفرادی

ہو یا اجتماعی ہم نے اس کے انداز کا بغور مطالعہ کیا ہے ہم اس نتیجے
پر پہنچے ہیں کہ ایسے خیال کے محققین اور مصلحین ذیل کی تین باتوں پر
متفق ہیں:-

۱۔ طب یونانی ناقص ہے اس میں اصلاح و تجدید کی بے حد ضرورت
ہے۔

۲۔ طب یونانی میں اصلاح و تجدید صرف فرنگی طب رڈاکٹری کے
قوانین اور اصولوں سے کی جاسکتی ہے۔

۳۔ جب تک طب یونانی میں فرنگی طب کی آمیزش اور اضافات نہیں
کئے جائیں گے۔ یہ طب زمانے کا ساتھ نہیں دے سکتی۔ ان تینوں
باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ طب یونانی بغیر فرنگی طب کے نہ اصلاح پذیر ہو
سکتی ہے۔ اور نہ ہی زمانے کا ساتھ دے سکتی ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا طب یونانی کامیاب و کامران ہو کر اپنے
عروج پر پہنچ سکتی ہے اور گزشتہ ربع صدی میں اس تصور میں کوئی
تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔

قاریین کو ہم نے حکیم کبیر الدین کے خیالات اور تصورات کو پڑھا ہے
کس زور دار انداز میں تاکید کرتے ہیں کہ تعصب کو چھوڑ دو اور فرنگی طب
کی طرف آؤ۔ جو انیم سے نہ گھبراؤ۔ جو انیم کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ صرف
تعصب کی پیداوار ہے اور جہاں مہنچ جائیں خود بھی نفس اور خمیر پیدا کرتے
ہیں۔ انہوں نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ طب یونانی ناقص

اور ناکارہ ہوگی اور جب تک اس میں فرنگی طب کا چھوڑنا نہ لگے بلکہ جب یونانی کو اس میں مدغم نہ کر دیا جائے اس وقت تک طب یونانی چل ہی نہیں سکتی ہم ان کے وہ تمام مضامین لکھیں گے۔ جس میں انہوں نے طب یونانی کی ایک ایک خوبیاں تحریر کی ہے اور اس کے مقابلے میں فرنگی طب کی خوبیاں پیش کی ہیں اور اگر ان کے تمام مضامین اور خیالات خود سے پڑھے جائیں تو صاف پتہ چلتا ہے کہ طب یونانی کا انہوں نے تیا پانچا کر دیا ہے اور طب یونانی کے نام پر ایسی دیوی کا بت نظر آتا ہے جس کا سر غائب ہے ہاتھ پاؤں ٹوٹ چکے ہیں۔ اور جسم سارے کا سارا زخمی ہے دل اور جگر سے خون جاری ہے اگر میں نے مبالغہ کیا ہے تو قارئین خود تصور کر لیں۔ حکیم کبیر الدین کے مضامین سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ طب یونانی کے دونوں خبزوں میں خرابیاں اور نقص ہیں پہلے جز کے متعلق ان کا خیال ہے کہ امور طبیہ ہیں عناصر مزاج۔ اخلاط۔ اجسام۔ ارواح۔ قوی اور افعال جو طب یونانی میں سر کی حیثیت رکھتے ہیں، حالات (۱) بدن (۲) علم الاسباب (۳) علم علامات تمام میں اصلاح اور تجدید کی ضرورت ہے۔ حصہ دوم میں علم حفظانِ صحت اور علم العالج میں تو وہ بے حد خرابیاں نقص اور برائیاں پاتے ہیں۔ اب اگر امور طبیہ کو علم طب کا سر اور حالات بدن۔ علم الاسباب اور علم علامات کو ڈھانچہ اور علم الصحت اور علم العالج کو عصا و تکیہ اور دیگر اعضاء تصور کر لیں تو فرمائیں کہ انہوں نے طب یونانی کا کونسا حصہ اور عضو صحیح و سالم چھوڑا ہے۔ اگر طب یونانی میں ایسے ہی

نقص اور خرابیاں ہیں تو پھر سید ملی طرح اس کو چھوڑ ہی کیوں نہیں دیا جاتا اور اس کی جگہ فرنگی طب کیوں نہیں لے لی جاتی تاکہ اصلاح و تجدید کا دھندا ہی ختم ہو جائے اور سچ تو یہ ہے کہ کون کون سا اس کا زخم بھرو گے اگر زخم بھر بھی گئے تو اس کا سر کہاں سے لاد گے۔ جس کا جواب فرنگی طب میں قطعاً نہیں ہے یا صرف انگریزی ادویات کے رنگ و روغن سے اس کا ادھائی تر ادھا بٹر بنا دو گے۔ لیکن پھر بھی تمہاری تسلی نہ ہوگی۔ اور اس کی شان کبھی بھی فرنگی طب کے برابر نہ پاؤ گے بلکہ اس کو اور بھی ذلیل کر بیٹھو گے۔ اہل فن تو رہے ایک طرف عوام بھی سمجھی اس کو فرنگی طب کے برابر مقام نہیں دیں گے۔

یہیں حکیم کبیر الدین کے خیالات ان کو پہلے اس لئے جگہ دی ہے کیونکہ گذشتہ نصف صدی میں وہ اصلاح و تجدید کرنے والوں کے ایک زبردست نمائندے سمجھے جاتے ہیں۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ انہوں نے ہر جگہ ٹھوکریں کھائیں۔ بے شمار غلطیاں کی ہیں۔ ان کی ہر کتب اور تحریروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے علم طب و فن

نہ حکیم صاحب موصوف نے اپنی کتاب افادات کبیر میں طب یونانی اور فرنگی طب کا موازنہ کر کے طب یونانی کی کمزوریاں اور خرابیاں گنوائی ہیں اور پھر اخیر میں دو عدد نمبر دئیے ہیں جن میں اطباء کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ فرنگی طب کو اپنائیں۔ خداوند تعالیٰ محفوظ رکھیں اس بلا سے

کی بے شمار کتب پڑھی ہیں مگر ان میں نہ حسن و نہ برہے اور نہ ہی غور و فکر کا مادہ ہے تقلید پسند طبیب پانی ہے، ہر حکم اور نظا ہری شود اور حیر کے نیچے لکتے ہیں۔ مگر اس کی حقیقت اور اصلیت جاننے کی کوشش نہیں کرتے حقیقت یہ ہے کہ ان کے ذہن میں فن طب کے حسن و قبح کا کوئی معیار نہیں ہے دوسرے وہ فن طب کی روح سے آگاہ نہیں۔ جب تک کسی علم و فن کی روح جسم میں رچ نہ جائے۔ اس فن کے رموز و اسرار کھلا نہیں کرتے۔ اور انسان حقیقت شناس نہیں بن سکتا۔ اگر کوئی شخص حافظ قرآن حکیم کیل نہ ہو اور عربی زبان پر پوری طرح حاوی نہ ہو لیکن وہ مذہب اسلام کی روح اور قرآن حکیم کے اسرار و رموز سے واقف نہ ہو کیا دین حنفیہ کو سمجھ سکتا ہے؟ کیا قرآن حکیم کا مفسر بن سکتا ہے؟ کیا وہ حقیقت و معرفت کو جان سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! اگر ایسا ہو سکتا تو عرب ممالک کے ناما عیسائی فاضل اور یورپ و امریکہ اور روس کے تمام عالم اور عربی دان کب کے مسلمان ہو چکے ہوتے۔ بس یہی صورت ہمارے ان اطبا کی ہے جو عربی کی چار کتابیں پڑھ لینے کے بعد اپنے آپ کو بڑا میااری طبیب سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ مگر جہاں تک فن کا تعلق ہوتا ہے۔ وہ ظاہری کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔

مستقبل قریب میں ہم انشاء اللہ تعالیٰ ایک ایک طبیب کے خیالات اور تصورات کو ان کے اپنے الفاظ میں پیش کریں گے۔ اور فارین کے سامنے پہلے حقیقت کا معیار رکھیں گے اور پھر فارین خود حسن و قبح پر کھیں گے

کہ صحیح فن کہاں ہے اور صحت مند علم کہاں سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ جہاں تک فن میں اصلاح و تجدید کا تعلق ہے۔ اس میں اول سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اصلاح و تجدید کا مقصد کیا ہونا چاہئے؟

فن میں ترقی اور ارتقاء یا اس کی تدریج اور پستی اگر مقصد ترقی اور ارتقاء ہے تو اصلاح و تجدید اس علم و فن کے ذاتی اصولوں اور قوانین کے مطابق ہونی چاہئے جو کہ بزرگ پہلے ہی مقرر کر گئے ہیں۔ یہ نہ ہونا چاہئے کہ اصلاح و تجدید تو طب کی چلہتے ہیں اور اصول برتتے جاتے ہیں۔ فرنگی طب کے مشاغل علاج تو انسان کا کرنا چاہتے ہیں اور بات وہ پلانا چاہتے ہیں جو گدھے کو دی جاتی ہے اسی طرح انسان کا اگر کوئی بازو ڈوٹ گیا ہو یا اس کا کوئی عضو خراب ہو گیا ہو تو اس جگہ گدھے کا عضو جوڑ دیا جائے اور اس کا نام اصلاح اور تجدید رکھ لیا جائے۔ اگر چہ ڈاکٹر ایسا کر رہے ہیں۔ وہ انسانوں میں گدھے تو نہیں لہتے کتے بول اور بندروں کے پیوند لگا رہے ہیں وہ دن دو دن نہیں چسب وہ گدھوں کے پیوند لگا کر قوت باہ کا علاج شروع کر دیں گے۔ کیونکہ اس میں قوت باہ غیر معمولی طور پر زیادہ ہوتی ہے اور ہمارے اطبا اس کو قوت باہ کے لئے پہلے استعمال کر چکے ہیں اگر یقین نہ آئے تو بعض کتب میں ایسے علاج اور طما کھے پڑے ہیں۔ فارین کی نظر سے گزرے ہوں گے، اگر فن کی تدریج اور پستی مقصد ہے تو پھر حلب زر کی خاطر باظا سریان کے لئے دوسرے فن کے پیوند لگا کر اپنے فن میں اضافات اور آمیزش کرتے جائیں اور اس کا نام رکھ لیں اصلاح و تجدید آپ کا کوئی کیا بگاڑ لیا

آپ کا دولت مند ہونا کافی ہے۔
 دوسرا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ آپ فن کے اصولوں میں اصلاح و تجدید چاہتے ہیں یا فروعات میں ترقی اور اضافہ چاہتے ہیں۔ اگر اصولوں میں ترقی چاہتے ہیں تو پھر علم و فن طب کے لئے قوانین اور بنیادی قاعدے بدلے بغیر ناممکن ہے اور یہ امر بہت مشکل ہے کیونکہ جب تک اس قانون سے اچھا اس کا مترادف قانون اس مقام پر رکھا نہیں جائے گا تو ساری کی ساری عمارت گر جائے گی۔ یہی غلطی فرنگی طب کے حاملین نے آج سے چھ سو سال پہلے کی تھی یعنی اصلاح و تجدید کے شوق میں اور زیادہ تر تعصب کی بیماری میں گرفتار ہو کر طب یونانی کی جگہ نئی طب کی بنیاد ڈالی اور طب یونانی کے ڈھانچے کو چھوڑ کر جدید تحقیقات کے پیچھے نظر رکھے۔ تحقیقات تو مزور کی مگر اصولی ڈھانچہ ختم ہو گیا اور باقاعدگی مفقود ہو گئی۔ پھر صورت یہ پیدا ہو گئی کہ ہر پچاس سال بعد فرنگی طب کی ایک نئی شکل سامنے آنے لگی اور نظریہ جراثیم نے اگر تو اس کی پہلی شکل و صورت ہی بدل دی۔ یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ یقین نہ ہو تو فرنگی طب کی گذشتہ پانچ سو سالوں کی تاریخ تو یہی ایک طرف گذشتہ ایک صدی کی تاریخ اٹھا کر ملاحظہ کر سکتے ہیں اور اس کے برعکس طب یونانی آدرا یورپ کے ہزاروں سالوں کی تاریخ دیکھ لیں۔ ان کے قوانین میں ذرا برابر فرق نہیں آیا اور لایا بھی نہیں جاسکتا۔

البتہ فروعات میں تبدیلیاں و اضافات اور ترقی کی گئی ہے۔ اور

محمد مزمل صدیقی 03047152589

بھی کی جاسکتی ہیں۔ لیکن یہ بھی ہر ایک کا کام نہیں ہے۔ صرف یہ انہی لوگوں کا کام ہے جو فن میں بصیرت اور تدبیر رکھتے ہیں جن کو ذہن و فکر وافر عطا کیا گیا ہے جو فن پر پوری دسترس رکھتے ہیں۔ جن لوگوں نے یہ خدمات انجام دی ہیں۔ انہوں نے فن کو ترقی اور ارتقاء بخشا ہے۔ اور دنیائے طب میں فنی عزت اور وقار میں اضافہ کا باعث ہوئے ہیں اہل بصیرت و تدبیر کا ہونا سب سے مقصد ہے۔

فرنگی طب کا نام و اس کا اصل نام

فرنگی طریق علاج ڈاکٹری (علمی)

دنیائے طب موجودہ دور میں فرنگی طریق علاج ڈاکٹری پر ناز کرتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ طریق علاج علمی (سائنٹیفک) اصولی (سیسٹمیٹک) اور بے حد مفید (ریٹیل) ہے مگر جناب حکیم انقلاب ڈاکٹر صاحب ملتانی نے اس کتاب میں ثابت کیا ہے کہ یہ طریق علاج نہ صرف غیر علمی، غیر اصولی اور نقصان رسا ہے بلکہ سر سے سے غلط ہے، اس طریق سے دنیا بھر کی صحت تباہ و برباد ہو رہی ہے اور ذر ذر روز نئے امراض کا اضافہ ہو رہا ہے (ذریعہ طبع)

میدن حرکت خانہ حکیم انقلاب فیض باغ لاہور

- (۱) Scientific
- (۲) Systematic
- (۳) Remedial

دبقایا سفوف جنذبات میں انسانی جنذبات اور نفسانی خواہشات کی ابتدا دکھانی گئی ہے وہ جسم و ذہن پر غدار و نفس پرستی اور ایسی نیک نام باتوں کے لئے جوش میں آجاتے اور اکثر جنگ و جدل کیا کرتے تھے اور اپنے بڑے مقاصد کے انجام دینے کے لئے بدترین تدابیر اختیار کر لیتے تھے وہ آپس میں عشق و محبت کرتے مگر ان کا شکار فانی انسان بھی ہو جاتے تھے اور انسانوں سے بھی ان کے بچے پیدا ہوتے تھے۔

مگر زمانہ بایعد کے فیلسوفوں نے متعدد دخلاؤں کی پرستش کو باطل ترک کر دیا اور ایک واحد و قادر مطلق خدا کی پرستش کو روا رکھا جو ان کے عقیدے کے موافق خالق اور رازی حاکم ہے۔

یونانی علم الاضنام میں جو بات سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے وہ دیوی و دیوتاؤں کے اچھے بڑے اوصاف کا ان کے جسموں سے اظہار ہے۔ گویا انسانی جنذبات و خواہشات اور نفسیاتی گہرائیوں کو ان میں حلول کر دیا ہے آج بھی ان کا مطالعہ انسان کی ذہنی اور جذباتی زندگی کی پوری تاریخ پیش کرتا ہے۔ یہ خوبی ایسی ہے کہ بایعد کے ہزاروں سالوں میں آج تک نہ پیش کی گئی ہے اور نہ ہی ان میں اضافہ کیا ہے۔ گویا وہ آرٹ کی دنیا میں انسانی جنذبات اور نفسیاتی منظر کے کمال نمونے ہیں صحت کی دیوی بھی ان کے آرٹ کا ایک نمونہ ہے جس میں صحت کی شکل و صورت کے علاوہ جنذبات و نفسیاتی اثرات کو بے طور و رسم واضح ہیں گویا تندہستی مجسم اور نمونہ حسن ہے۔ اگرچہ جوانی پھٹی پرتی ہے مگر چہرے پر تجدد کی اور متانت کے نمایاں طور پر واضح ہیں اور جسم اور خط و خال کا تناسب قابل تعریف ہے اس کا منکر بڑی نام لائی جیسا ہے جس کے نام لائی جین علم حفظان صحت رکھا گیا ہے گویا آج بھی لفظ لائی جین اس مجسمہ کی طرف راہ نمائی کر رہا ہے جس کو بلاشبہ آج فنکار نے ایک شاعرانہ تصور اور انسانی جنذبات نفسیاتی گہرائیوں اور دارالت قلبی کے مجسمہ میں تبدیل کر دینے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ ہزاروں سال گزر گئے آج بھی وہ صحت کا نشان ہے۔

تصنیفات حکیم الاطبا ڈاکٹر صابر بلتانی

سوانح حیات: استاد الاطبا حکیم احمد الدین صاحب نے جد طرب جدید کے حالات زندگی ۱۰۰ نمونہ خادم حکمت کی تاریخ نظام طب جدید کا خاکہ اور استاد الاطبا کے زندگی بھر کے تمام مہجرات مرکبات درج ہیں جو دوسری جگہ ہیں دستیاب نہیں ہو سکتے قیمت دو روپے دس آنے بجایا
ملاحظیات: استاد الاطبا کی زندگی بھر کے خاص خاص محرک کے معانات کو ان کی تفسیم کے تحت درج کر دیا ہے اس میں اکثر تجزیہ اور عیسوی علاج امراض کا علاج بہت سہل اور نوثر طریق پر لیا گیا ہے دیا چہ اور مقدمہ حکیم الاطبا ڈاکٹر صابر بلتانی نے لکھا ہے جس میں استاد الاطبا کے طریق علاج پر غیر جانبدارانہ تنقید کی گئی ہے جو تحقیق کے شائقین کے لئے سید مفید ہے
تحقیق الادویہ: اس کتاب میں استاد الاطبا کی زندگی بھر کی اس تحقیق اور کوشش کو یکجا کر دیا گیا ہے جو انہوں نے تحقیق الادویہ کے متعلق کی ہے اس میں تقریباً ایک صد کے قریب ادویہ کے متعلق کی ہے اس میں تقریباً ایک صد کے قریب ادویہ کا ذکر کیا گیا ہے۔
اس کتاب کا دیباچہ اور مقدمہ بھی صابر بلتانی کا لکھا ہوا ہے جس میں علامہ ادویہ کی ابتدا تاریخ و تاریخ ترقی پر تحقیق و بحث اور تنقید ہے جہاں دیکر۔ یونانی۔ ایلوپیتھی وغیرہ پر بحث کی گئی ہے وہاں طب جدید کو بھی محکم امتحان پر پرکھا گیا ہے۔ یہ حصہ شائقین نقد و بصیر کے لئے نہایت مفید ہے
قیمت تین روپے دس روپے بلجیئم
یا یو کیمیاک: فرولا جیکل ریسرچ حصہ اول اس کتاب میں یا یو کیمیاک کو بالتفصیل ذکر کر کے اس پر اصولی طور پر ریسرچ کی گئی ہے اور اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ یا یو کیمیاک ادویہ جسم انسانی پر کس طرح اثر کرتی ہیں۔ ساتھ ہی یا یو کیمیاک ادویہ کے اثرات یا افعال الاخصا رسیان کر دینے گئے ہیں قیمت دو روپے

ملنے کا پتہ

کتب خانہ حکیم انقلاب فیض باغ لاہور

مبادیات طب

محمد

مذمل

صدیقی

03047152589



محققہ
مذمل